(غزل، منقبت، سلام، مرثیہ، نوحے)

تحقیق، تدوین اور تشریح

ڈاکٹر سیّد تقی عابدی

کلّیات

سعید شہیدی

(غزل، منقبت، سلام، مرثیہ، نوحے)

تحقیق، تدوین اور تشریح

ڈاکٹر سیّد تقی عابدی

کتاب : کلیات سعید شہیدی

تصنیف : سعید شہیدی

مرتبہ : ڈاکٹر سیّد تقی عابدی

کمپوزر : محمد اعلم نئی دہلی 9990565015-91+

مطبع : ایچ۔ ایس۔ آفسیٹ پرنٹرس، نئی دہلی

زیر اہتمام : ڈاکٹر شاہد حسین، نئی دہلی
موبائل: 9868572724-91+

ISBN:13
978-93-80279-86-2

ملنے کے پتے

Dr. Syed Taghi Abedi
1110, Secretariate Rd. New Market, ON
L3X 1M4 Canada
Tel: 905 868 9578 (home)
e-mail: taqiabedi@rogers.com

SHAHID PUBLICATIONS
E 1/16. Ansari Road
Darya Ganj New Delhi-110002
Ph. : 011-23272724 Mob. +91- 9868572724
E-mail-s shahidpublications@gmail.com
drshahidhusain_786@yahoo.co.in

تیب

□□□

مقدمہ

اکیسویں صدی کے گلوبل ولیج کے ہنگامے میں جہاں ہر غیرادبی حکمراں صاحبِ تصنیف بنۃ ہے، جہاں ہر وہ شخص جو دوز نوں کے چار لفظ جا ہے مترجم کہلاۃ ہے، جہاں وہ شخص جو نی اماّں کی کہانی سُناۃ ہے تخلیق کار بن جاۃ ہے، جہاں متشاعر شاعرِ اعظم اور ہر نے والا گویا ہونے کا دعویٰ کرۃ ہے وہاں اصلی اور حقیقی فنکاروں کے پ میر کا شعر ان کو راستہ دکھاۃ ہے:

میر صا زمانہ زک ہے
دونوں ہاتھوں سے تھامیے دستار

ای طرف دونوں ہاتھوں سے دستار تھامی جا رہی ہے اور دوسری طرف صرف ای انگلی سے ڈ ٹیکنالوجی کی مدد سے خود ئی، خودسرائی اور خودفروشی کا وروز مشغلہ جاری ہے۔ چنانچہ اس پُرآشوب دور میں حق دار کا حق اس پہنچا عبادت کا درجہ ہے۔ یہ سچ ہے کہ:

ع: چھپ نہیں سکتا ہے شاعر شعر کے پ کے بعد

لیکن پ میں بھی تمام چھُپ چھُپا ہوا ہے جو شاعر کے وخال کو ظاہر نہیں ہونے دیتا۔ چنانچہ چند م نہادۃ جرِ بونوں کو ون اور قدآور کو کوۃ ہ قد کرنے کی کام دلاّ لی میں ہاتھ کالے کر چکے تھے۔ اب غفلت سے چہروں پ سیاہی مل چکے ہیں۔ سعید کہہ چکے تھے۔

یہی زمانہ قدر میرے بعد سعید
مجھے بھی یاد کرے گا مرے کلام کے ساتھ

میں تو فانی ہوں اے سعید
شاعری میری غیر فانی ہے

میرے لیے باعث مسرت ہے کہ بزم سعید کی وجہ سے مسلسل سعید شہیدی کا ذکر ہوتا رہتا ہے اور شاید یہ کتاب ان کی سعادت مندانہ کاوشوں کے لیے نوید سعید ہو جائے۔ سعید شہیدی کے فرزند اور ممتاز شاعر رشید شہیدی کا ممنون ہوں کہ انھوں نے مواد کی فراہمی میں مدد کی جس کی وجہ سے میں یہ سنگِ اساس محرابِ عشق میں تنِ تنہا سجا سکا۔ مجھے

ع: نہ ستایش کی تمنّا نہ صلہ کی امید

اس لیے بھی نہیں کہ:

ع: ہر بڑے کام کی تکمیل ہے خود اس کا صلہ

خیر اندیش
سیّد تقی عابدی
ٹورنٹو، ۱۴/اکتوبر ۲۰۱۷ء

رو میں ہے رخشِ عمر

ٔم	:	سیّد تقی حسن عا. ی
ادبی ٔم	:	تقی عا. ی
تخلص	:	تقی
والد کا ٔم	:	سیّد سبطِ نبی عا. ی (مرحوم)
والدہ کا ٔم	:	سنجیدہ بیگم (مرحومہ)
ٔ ریخ پیدائش	:	یکم مارچ 1952
مقام پیدائش	:	اٹ ی
تعلیم	:	ایم بی بی ایس (حیدرآ. د، اٹ ی)—ایم ایس (. طا)
	:	ایف سی اے پی (امریکہ)—ایف آر سی پی (کینیڈا)
پیشہ	:	طبا. ٔ
ذوق	:	شاعری، ادبی تحقیق و تنقید
شوق	:	مطالعہ اور تصنیف
شری حیات	:	گیتی
اولاد	:	دو بیٹیاں (معصوما اور رو ی)
		دو بیٹے (رضا و مرتضیٰ)

تصانیف : (59) شہید(1982) جوشِ مودّت گلشنِ روی، اقبال کے عرفانی زاویے،
ا ءاللہ خاں ا ء، رموز شاعری، اظہارِ حق، مجتہد مرزا دبیر، طالع مہر،
سلکِ سلامِ دبیر، تجزیہ یدگارا ، ابواب المصائب، ذکر دُر بران،
عروسِ سخن، مصحف فارسی دبیر، مثنویت دبیر، کائنات نجم، روپ کنور کماری،
دُر بررسا ی فکر مطمئنہ، خوشۂ انجم، دُرِ دری ئے نجف، ثیر ماتم، نجمی مای،
روشِ انقلاب، مصحفِ تغزل، ھو النجم، تعشق لکھنوی، ادبی معجزہ، غا
دیوان ومنقبت، چوں مرگ آی، ر بعیات دبیر، سبد سخن، دیوان
غا فارسی، فیض فہمی، مطالعۂ دبیر کی روای ، اردو کی دو شاہکار نظمیں،
ر بعیات رشید لکھنوی، ر بعیات ا ، فیض شناسی، حالی فہمی، مسدّس
حالی، کلیات حالی، ر بعیات حالی، بچوں کے حالی، حالی کی نعتیہ شاعری،
حالی کی نظمیں، قطعات حالی، حالی کے قصیدے اور حالی کے شخصی مرثیے،
کلام وسلام ا ۔

زیر تالیف : تجزیۂ شکوہ، جواب شکوہ، فانی لافانی، تجزیہ ر بعیات فراق گورکھ پوری،
اقبال کے چار مصرعے، ر بعیات بیدل، بقیاتِ فیض۔

❑❑❑

فہر ت

❑❑❑

شجرہ (ددھیال)

شجرہ ننھیال

ز گی مہ

ع: افسانۂ حیات سنا کہاں سے ہم

(سعید)

م : میر عا علی

تخلص : سعید

شہرت : سعید شہید اور شاعرِ ق و آشیاں

خطاب : سعید الشعرا

ولادت : ۱۴؍جولائی ۱۹۱۴ء

مقام : حیدرآ د۔دکن

عمر : ۸۶سال

. : سید زین العا ین ہمدم (صا دیوان شاعر جو شیراز سے حیدرآ د دکن آئے)

دادا : ڈاکٹر یوسف علی خان۔وہ بھی صا بیاض سخن گو تھے۔

.. : میر حمید علی

والد : میر مہدی علی (شہید یر.َ)،(۱۸۸۷ء۔۱۹۶۳ء) شہید تخلص کرتے تھے۔ پیارے صا . رشید کے شاَ د رہے۔ ہر صنف بجز مرثیہ طبع آزمائی کی۔تسبیح خیال (ر.عیوں کا مجموعہ) وسیلہ ت (سلاموں کا مجموعہ) شائع ہوئے۔تمام دوسرے کلام کو طاق ٘ یں کے حوالے کرد یے۔

والدہ : حیات بیگم

بھائی بہن : چھے بہنیں اور پ نچ بھائی۔سعید . سے .ڑے تھے۔

شر یِ حیات: فاطمہ بیگم

اولاد : ای .ٹ میر جعفر رشید شہیدی اور چار بیٹیاں۔سا . ہ فاطمہ، . ر فاطمہ، ر.ب فاطمہ اور سعید فاطمہ۔

رشید شہیدی عالمی شہرت کے حامل اسا ٘ ہ شعرا میں شمار کیے جاتے ہیں۔ ان کے کئی مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔موجودہ دور میں ر ثائی ادب کے ایوان کے .َ ٘ ی ہ ستون مانے جاتے ہیں۔وہ .ڑے فخر سے کہہ ہیں:

ع: پ نچویں پشت ہے شبیرؑ کی مداحی میں

رشید شہیدی کو ددھیال اور ٘ ٘ یل دونوں طرف سے شاعری کے جینس (Genes) ملے ہیں۔ان کے پ ٘ ٘ سید اصغر حسین ٘ جی (۱۸۳۹ء۔۱۹۱۲ء) ر ثائی شاعری کے عظیم شاعر تھے جنھوں نے ای درجن سے زی دہ ایسے عمدہ شاَ د چھوڑے جو ان کی مسند پ استادی کرنے لگے۔

ع: ''شاَ د جو بنا اُسے استاد کرد یِ

رشید شہیدی ای عمدہ غزل گو شاعر بھی ہیں ان کے مجموعے فراز اور جاگتی راتیں مقبول ہوئے۔اسی طرح ر ثائی ادب میں چھ مجموعے معروف ہوئے جن میں ''اذان مودّت''،''قندیل عطش'' اور ''روشنی کے پھول''

قابل ذکر ہیں۔

تعلیم و تـ ـیـ : مدرسہ عالیہ حیدرآ ۔د میں ۔رہویں تعلیم حاصل کی۔سعید کے والد م دکن کے مشاور و مصا ۔ خاص تھے۔حیدرآ ۔د کے اشرف میں اس خانوادے کا شمار تھا۔چنانچہ شائستہ تہذ ۔ ۔ نے سعید کا بچپن نکھارا جس کا ۔نکپن تمام عمران کی شخصیت سے ۔ رہا۔

آغاز شاعری: خا ۔انی ماحول ادب اور شعر سے مہک رہا تھا۔چنانچہ تقریباً دس َ ۔ رہ ۔س کی عمر میں شعر کہنا شروع کیا اور بہت جلد ہی قبولیت کے درجے پ فیض ۔ب ہوئے۔

شاَ دی: حضرت ۔جی کے ارشد شاَ د محمد علی مسرور کی شاَ دی حاصل کی۔ نجم آفندی سے بھی کسبِ فن میں مدد لی۔

پہلا کامیاب مشاعرہ: سعید نے اپنی پہلی کامیاب غزل م کالج حیدرآ ۔د کے سالانہ مشاعرہ میں ۔ڑھی جس کی صدارت مہاراجہ کشن ۔شاد نے کی۔

مبتلائے زلف گھبراتے نہیں
کھیلتے ہیں قید میں زنجیر سے

شاعری: راقم نے سعید کی شاعری ۔ سیر حاصل گفتگو کی ہے۔کئی مشاہیر ادب کے مضامین اور اقتباسات بھی اس لیے شامل کیے ہیں کہ سعید شناسی کسی حد ۔ کامل ہو سکے۔سعید نے غزل ر ۔عی اور قطعات کے علاوہ ا ۔ ۔ڑا قیمتی ذخیرہ مذہبی شاعری کا چھوڑا ہے جس میں حمد، ، مرثیہ، منقبت، سلام اور نوحے شامل ہیں۔سعید کی شاعری کے درجن بھر مجموعے کئی ۔ر شائع ہو چکے ہیں۔

تصانیف: ● ۔ق و آشیاں (غزلوں کا مجموعہ) مطبوعہ حیدرآ ۔د دکن، ۱۹۷۲ء

- شفق (غزلوں کا مجموعہ) مطبوعہ: حیدرآباد دکن، ۱۹۷۵ء
- انتخاب (غزلوں کا انتخاب) مطبوعہ: انجمن ترقی اردو (ہند) دلّی، ۱۹۷۷ء
- آفتاب غزل (غزلوں کا مجموعہ) مطبوعہ: حیدرآباد دکن، ۱۹۸۲ء
- خاک شفا (منتخب سلام اور نوحے) مطبوعہ: حیدرآباد دکن ۱۹۸۲ء
- کفِ گل فروش (غزلوں کا مجموعہ) مطبوعہ: حیدرآباد دکن، ۱۹۹۳ء
- تسنیم و کوثر (مجموعۂ منقبت، سلام، نوحے) مطبوعہ: حیدرآباد دکن، ۱۹۹۳ء
- سرشام (غزلوں کا مجموعہ) مطبوعہ: حیدرآباد، دکن ۱۹۹۹ء
- برق و نشیمن (برق و نشیمن سفینہ و ساحل پر مجموعہ اشعار) مطبوعہ لندن انگلینڈ ۲۰۰۳ء
- اے رات ذرا آہستہ گزر (سلام، مرثیہ، نوحے) مطبوعہ: حیدرآباد دکن، ۲۰۰۷ء
- کوثر پہ ہم ملیں گے (مناقب اہلِ بیتؑ) مطبوعہ: حیدرآباد دکن ۲۰۰۷ء

ان مجموعوں کے علاوہ سعید کے کلام کے انتخابات غم مستقل، معراج وفا، علویات، درنجف وغیرہ شائع ہوکر شائقین کے دل کا سرور اور پرستاروں کے زخموں کا مرہم ہوتے رہے۔

نوٹ: مطبوعۂ کلام کے علاوہ کچھ غیر مطبوعہ کلام مفردات، غزل، قطعہ، رباعی اور رثائی و منقبتی موضوعات پر سعید کی ایک ڈائری (جو ۱۹۹۱ء کی شائع شدہ ہے) میں موجود ہے۔ راقم نے اس چیدہ چیدہ کلام کو اشعار کی صحت کی تصدیق پر دیکھا ہے۔ اس ڈائری کی فوٹو کاپی میری لائبریری میں موجود ہے اور اصل رشید شہیدی کی ملکیت ہے جو آئندہ سعید پر کام کرنے والوں کی مددگار ثابت ہو سکتی ہے۔ اگرچہ تقریباً تمام تر کلام سعید کا شائع ہو چکا ہے پھر بھی ہر مصرعہ کی نگہداری بھی ہمارا فرض ہے۔

پڑھت: سعید شہیدی خوش گلو اور بہت خوش لحن تھے اور عمدہ ترنم سے اپنا کلام پیش

کرتے تھے۔ جو کلام کو دو آتشہ بنا دیتا تھا۔

سعید شہیدی کے چھوٹے بھائی میر یوسف علی مقیم لندن لکھتے ہیں سعید کے ترنم کے انداز کو پاک و ہند کے کئی نامور موسیقاروں نے اپنے گانوں میں شامل کیا ہے جن میں بیگم اختر، طلعت محمود، رؤف، جگجیت، وٹھل راؤ چترا سنگھ اور طلعت عزیز قابلِ ذکر ہیں۔

مسافرت: سعید نے حیدرآباد دکن کے کئی ضلعوں، ہندوستان کے کئی شہروں کے علاوہ پاکستان اور لندن کا بھی سفر کیا۔

ملازمت: سعید نے محکمہ آبکاری میں کام کر کے حسن ملازمت کے وظیفہ پر زندگی بسر کی۔

فتوحات: سعید الشعرا خطاب پایا۔ مشاعروں کی جان رہے۔ رثائی محفلوں کا ایمان بنے۔ حیدرآباد کی تہذیب کی شان اور کلاسک غزل کی آن بان اور پہچان مانے گئے۔ سعید کی کتابوں کے کئی ایڈیشن شائع ہوئے اور آج کل دستیاب نہیں۔ آل انڈیا اور بی بی سی سے کلام نشر ہوا۔ کتابوں پر ادبی انعامات ملے۔ آج بھی سعید کلاسیک غزلوں میں صف اول کے شعرا میں شمار کیے جاتے ہیں اور گائے جاتے ہیں۔ بزم عزا اور محفل رثا بخصوص جنوبی ہندوستان کی عزاداری کے سلام نوحے اور منقبتی جشن کی شعری نہج سعید ہی کی قلم رو میں شامل ہیں۔

اخلاق و کردار: سعید شہیدی پُرکشش شخصیت کے مالک تھے۔ ان کے مزاج میں حیدرآباد کی تہذیب رچی بسی تھی۔ وہ اگرچہ خوددار وضع دار اور [illegible] شخصیت کے حامل تھے لیکن عجز و انکساری کے مجسمے تھے۔ حیدرآباد کے اشراف خاندان سے تعلق تھا لیکن ان کی دوستی مصاحبت عوام سے تھی۔ وہ فکری اور روحانی طور پر فنافی العلیؑ تھے جس نے انھیں ابو تراب کی نسبت سے خاکساری

کی تھی۔خود کہتے ہیں:

میرے . . بھی تھے مدّاحِ علیؑ، . ِ ڈ بھی ہے
ہے سعید اب مد ت حیدرؓ مرے گھر کا مزاج

قنا ت ،لقمۂ حلال کی تنگ دستی کے ساتھ کشادہ پیشانی اور سرخ روی ان کی ز ندگی سے آ خری دور ت منسلک رہی۔ طبیعت میں در . روں ، حکمرانوں اور ثروت مندوں کو ٹھکرانے کی ادا دنعمت نے د وی عیش و ت کے دروازے تو بند کر دیے لیکن تجلیات اور عزت نفسی کے عرفانی دریچوں نے کو مطمئن اور تسکین بخش کر دیا۔

سعید شہیدی میرے والد سید سبط نبی عا . ی کی . ڑی عزت کرتے تھے اور انھیں چچا کہتے تھے۔ چو وہ سعید کے والد کے دوستوں میں تھے۔ سعید کا خلوص اور دل سے دل کا رشتہ کا منظر اس یادگار کیمرہ فلم میں موجود ہے جو عا . ی فیملی میں محفوظ ہے۔

وفات : ۱۵رمئی ۲۰۰۰ء
مدفن : دا ٔ رہ میر مومن۔حیدرآ . د

□□□

آنکھیں کھُل جا   گی زمانے کی
میری آنکھیں تو بند ہونے دو

(سعید)

سعید شہیدی کے انتقال پ
گلہائے ٰ اج عقیدت

''مرنے والے تجھے روئے گا زمانہ صدیوں''

علامہ اختر ز ی ی صا . قبلہ:

ان کو اک دن وطن تو جا. تھا
ہوگئے اب نجف میں وہ آ. د
تہنیت دینے موت آئی ہے
''ز ہ . د اے سعید ز ہ . د

قطعات ریخ

سا ارتحال سعید الشعرا حضرت سعید شہیدی اعلیٰ اللہ مقامہ

حضرت میرا. اہیم علی حامی:

سارے مدّاح آلِ اطہر کے، یہی احساس دل میں ر ہیں
عالمِ بے ثبات میں ہم کو دے گئے وہ غمِ فراق اپنا
اس طرح سے سنِ وفات ان کا لکھا حامی نے سال ہجری میں
میر عا. علی سعید گئے دارِ فانی سے سوئے دارِ بقا

۱۴۲۱ھ

ڈاکٹر علی احمد جلیلی:

میرے ساتھی سعید سخنور
حسرت آج .رِ اجل ہیں
اے علی چل کے . پہ ان کی
سال لکھ دو شہید غزل ہیں

۱۴۲۱ھ

جنابِ مہدی ثاقب:

فضلِ ۰ ا توسلِ حیدرؑ چہ خوب ا ت

سوئے نجف سعید شہیدی بحکم رفت

ثاقب رقم بفضلِ نبی کرد سالِ غم

عا. علی سعید کلیم شفیق گفت

۱۴۲۱ھ

جنابِ انجم کا :

بنا ہوا تھا جو ہر ا .م کی رونق

اور احترام تھا جس کا ہر ا کے دل میں

۰ ا یہ ہاتفِ غیبی کی آ گئی ا س کو

سعید جاؤ بہشت .یں کی محفل میں

۱۴۲۱ھ

جنابِ رضا موسوی:

اللہ رے یہ ان کا ہے فیضِ ثنا ی

مداح اک جو ۰ متِ شاہِؑ اُمم میں ہے

رحلت کا سن رضا نے لکھا عیسوی میں یوں

عا. علی سعید بہت خوش ارم میں ہیں

۲۰۰۰ء

جنابِ سجاد :

دیکھ لیا جو چہرہ مولاؑ ہوگئی عید
شاد ہوئے وہ ۔غِ ارم کی پ کے نوی
دُبل کے ہمراہ قصیدہ پڑھتے ہیں
زینتِ : رونقِ محفل آج سعید

۱۴۲۱ھ

جناب سلیم رضوی:

اس واسطے علیؑ سے انھیں عشق تھا سلیم
تھی فضلِ حق سے طینتِ فاضل سرشت میں
ان کا سن وفات کہو از سرِ جہاں
پہنچے ہیں اب سعید شہیدی بہشت میں

۱۴۲۱ھ

جناب مرزا فری بیگ:

آخرِ دم ے ذکرِ سرور
احسن حضرت سعید شہیدی

۲۰۰۰ء

جناب رضا آفندی:

وہ مجلسِ حسینؑ سے گھر آئے پُرامید
دیار مرتضیٰؑ کی وہیں پہ ملی نوید
خوش آمدید کہتے ہوئے آگئے حبیبؑ
پہنچے رضا ارم میں جو عابد علی سعید
۱۴۲۱ھ

جناب علی انجم صادق:

مداحِ بزم مدح کو یوں چھوڑ کر گئے
گل ہوگئے چراغ سخن رہ گئی ضیا
صادق سنو وفات کا ہجری یہی ہے سال
ہیں خلد میں سعید شہیدی میں کہہ چکا
۱۴۲۱ھ

جناب منظر ایلیا:

مدحت کے آسمان پہ چھائی ہے تیرگی
وہ چاند آج چھپ گیا جس سے تھی روشنی
پوچھا سنہ وفات تو جبریل نے کہا
شہر ثنا میں آہ کمی ہے سعید کی
۱۴۲۱ھ

جنابِ تقی عابدی گلبرگوی:

استادِ فن سعید شہیدی نہیں ہیں آج
شانِ دکن سعید شہیدی نہیں ہیں آج

ہر انجمن کی جان تھے، تھے خود اک انجمن
وہ انجمن سعید شہیدی نہیں ہیں آج

محفل کی تیرے آج سے رونق چلی گئی
ارضِ دکن سعید شہیدی نہیں ہیں آج

باطل کا جس نے اپنے قلم سے دیا جواب
وہ صف شکن سعید شہیدی نہیں ہیں آج

اک پھول سا بدن تھا جہاں سے چلے گئے
نازک بدن سعید شہیدی نہیں ہیں آج

پیراہنِ امامؑ کا در بن اٹھ گئے
اے پیرہن سعید شہیدی نہیں ہیں آج

ہجری میں سالِ رحلت مداح لکھ تقی
جانِ سخن سعید شہیدی نہیں ہیں آج
۱۴۲۱ھ

قطعات و تعزیہ

جناب مرتضیٰ سلیم:

بندہ نبی نفسِ ۰ ا کہتے تھے
صاحبِ عز و شرف اہل صفا کہتے تھے
قوم کہتی تھی سعید الشعرا جن کو سلیم
ان کو مداح علیؑ اہلِ ولا کہتے تھے

وہ دکن میں یدگارِ ۰جی و مسرور تھے
منحصر کیا ہے دکن پہ ہند میں مشہور تھے
وہ تھے اپنے دور کے استادِ اصنافِ سخن
اور دیرِ شاعری کا مستند دستور تھے

۰مورِ مداحِ اہل بیتؑ تھے حضرت شہید
اور سعید عصر کہلائے زمانے میں سعید
۰م اور او کرے گا ۰پ دادا کا سلیم
ت۰ں ہے اب تو جانشین ان کا رشید

جناب صلاح الدین :

کہاں ہے خالقِ .ق و نشیمن
اچا. کیسے .لا رنگِ گلشن
جو تھا . سے الگ چہرہ کہاں ہے
مرے دل کی طرح خالی ہے درپن

غروب ہوَیـ جس وقت آفتابِ غزل
زمین بوس ہوئے ہوں گے کتنے شیش محل
بہ.زمِ شاعرِ عالی مقام اب . بھی
ہمارے دیـہ پُرنم میں ہیں بہت سے کنول

جناب سید علی جاوی مقصود:

.م ثنائے آل کی روح رواں سعید
تھے کرب کربلا کی صدائے فغاں سعید
تھے وسعتِ کی طرح بیکراں سعید
ہر بحر ہر زمین کے تھے آسماں سعید
محفل تھے اپنی ذات سے اور گلستاں سعید
فصلِ شعور و فکر کے تھے .غباں سعید
تھے دل غزل کا مدح و ثنا کی تھے جاں سعید
. درد وغم کے .ب دروں کی ز.ں سعید

عشق ابو تراب میں میثم مثال سعید
تھے نشر پیام غم جاوداں سعید
قصرِ ثنائے شاہ میں جاوید ہیں مکیں
جنت مکاں سعید ہیں خلد آشیاں سعید

حکیم سید محمد کمال الدین:

عرفان اہل بیتؑ میں سرشار وہ رہے
دل میں دل سے آلِ محمدؐ کے تھے مرید
ندرت عجیب ہوتی تھی ان کے کلام میں
ان کے ہر اک شعر کا انداز تھا جدید
محفل کے بادشاہ تو مجلس کے میر تھے
ہر رنگ میں بنے رہے وہ شاعر وحید
طرزِ ادا بھی ان کا عجب دل نشین تھا
اشعار ان کے سن کے تڑپتے تھے دل شدید

جناب رضا اختر:

اوجھل سعید بھائی نگاہوں سے کیا ہوئے
ایوانِ شاعری میں اندھیرا سا چھا گیا
ماتم کناں ہے صنفِ غزل سرنگوں ہے غم
نعتوں میں جن کی حُبِّ نبیؐ ہے رواں دواں

غزلیں ہیں جن کی حُسن و محبت کی ترجماں
شامل جگر کا خون ہے جن کے سلام میں
نوحوں میں جن کے درد کا دریا ہے موجزن
صنفِ غزل میں آج بھی ں ہے جن کا نام
اب سعید بھائی کو لائیں کہاں سے ہم

سونی ہے گلستانِ غزل کی روش روش
اب برق و آشیاں کی وہ چشمک نہیں رہی
دیتی تھی جو دلوں پہ وہ دستک نہیں رہی
اسلاف کی روش کے نگہبان تھے سعید
خوش پوش و خوش نوائی کی پہچان تھے سعید
خود داریوں پہ آنچ نہ آنے دی کبھی
رسوا نہ کج کلاہی کو اپنی کیا کبھی
اب میرِ کارواں ہے رشید بین ر
اللہ ان کو طاقتِ حیدر کرے

جنابِ ظہیر جعفری:

سخن اس کا ادا اس کی اس کی زباں اس کی
وہ زندہ ہے یقیناً زندگی ہے جاوداں اس کی
قصیدہ اس کی عظمت کا پڑھے گا ہر سخن پرور
رجعتِ حق تک رہے گی داستاں اس کی

ستونِ قصرِ الفاظ و معنی ہر اس کا
پ اغِ جادہ فکر و عمرِ رواں اس کی
مزاجاً تھا وہ سیاحِ ہر اقلیم سخن دانی
سفر اس کا قصیدہ گو، سکو۔ نو خواں اس کی
اسی کے دم سے تھی افکار کے چہرے کی ۔ نی
خبر کیا تھی کہ ہوگی خاک میں صورت نہاں اس کی
کبھی خاطر میں لا۔ ہی نہ تھا وہ مالِ د کو
بہ ایں عالم تھی مفلس پ نوازش بیکراں اس کی
مرا ایمان کہتا ہے علی کی مدح ۔ کو
لحد میں آ گئے ہوں گے خود اہلِ آسماں اس کی

جناب مومن خان شوق:

رہیں گے ی دہمیں ۔ ق و آشیاں اس کے
شرافتوں کا صنو۔ تھا اک گلِ تھا

وہ اٹھ گئے ہیں تو ہر آ میں نمی سی ہے
ہر ا ۔م میں جیسے کوئی کمی سی ہے
غزل کی آ۔ و شعر و سخن کی تھے خوشبو
رکی رکی سی ہے محفل تھمی تھمی سی ہے

جناب کوثر رضوی:

اک ت ار بزم ولا عرش پہ گیا
کوثر و عبد ساقی ، کوثر کدھر گیا
د سے کیا سعید شہیدی گزر گئے
اک عہد ختم ہو گیا اک دور مر گیا

جناب عباس آفندی:

بو تابی تہہ اب گیا
ساتھ لاکھوں لئے ثواب گیا
نیک دل صاحب مروت تھا
آج کے دور کی ضرورت تھا
جاتی تہذیب کا نمونہ تھا
حسن اخلاق کا ذخیرہ تھا
ذکر مولا کی وہ حسیں راتیں
ید آ گی اس کی وہ باتیں
وہ مربی تھا مہربان بھی تھا
جشن و مجلس کی وہ اذان بھی تھا

جناب احسن شکارپوری:

ادب نواز سخن فہم نکتہ داں استاد
شفیق و محسن و ہمدم تھا ان کا نام سعید
وہ منقبت ہو کہ نوحہ ، سلام ہو کہ غزل
تھا نام ہی کی طرح ان کا ہر کلام سعید

جناب فاروق عارفی:

ہر طرف چھا گیا ہے سناٹا
بزمِ شعر و سخن اداس سی ہے
اشکبار آج بھی کی آنکھیں ہیں
"آفتابِ غزل" بھی ڈوب گیا
خالق "برق و آشیاں" تھا وہ
آج بھی گونجتی ہے کانوں میں
ہلکے ہلکے ترنموں کی صدا
زندگی روشنی کی ضامن تھی
بھی تھاما ہے اپنے ہاتھوں میں
نغمے ان کی غزل سرائی کے
اس کفِ "گل فروش" کی خوشبو
پھیل جاتی ہے ساری محفل میں
جس کے لفظوں میں ضم "دنشیمن" تھے
جس کے شعروں میں "برق رقصاں" تھی
جس کی غزلوں کا ایک اک مصرع
رنگ سا گیا تغزل کا
" " گوئی بھی خاص تھی تیری
پھول کھلتے رہے عقیدت کے
تیرے سینے میں "کربلا" کا غم
ہے ضمانت کی شفاعت کا

روزِ عاشور کے تلاطم میں
بس تھا ڈو. ہوا قلم تیرا
مرثیے نوحے اور سلام تے
اب بھی جیسے سنائی دیتے ہیں

جناب رضا آفندی:

لحد میں آکے فرشتوں نے . کہا ان سے
ذرا ہمارے سوالوں پہ التفات کرو
سعید نے کہا کیسے سوال کیسے جواب
اب آگئے ہو تو بیٹھو علیؑ کی بت کرو

جناب فراز رضوی:

ہائے
وہ شانہ کشِ گیسوئے اردو نہ رہا
خونِ دل سے جو کیا کرت تھا افکار کی .ت
وہ جور
احساس کو
الفاظ کا آہنگ دے کر
منکشف کرت تھا
محفل میں غزل کا جادو
اس کے لہجے میں عمل کے تھے عناصر تحلیل

اس کی آواز ہے ایوانِ ادب میں محفوظ
آج بھی
اس کا ترنم ہے سماعت پہ محیط
کتنا دلکش تھا بیاں
کتنا دل آویز انداز
گویا اس سے تھی زمانے میں غزل کی پہچان
اور وہ
خود اپنی پہچان کی خاطر سے کبھی
حمد رب، نعت نبیؐ، مدح علیؑ لکھتا تھا
آبِ کوثر سے وضو کر کے اٹھاتا تھا قلم
اس کی آنکھیں بھی
رہا کرتی تھیں پُرنم اکثر
کربلا والوں کا احوال جو لکھتا تھا کبھی
آج وہ
ہو گیا اس دارِ فنا سے رخصت
لیکن
اس ذکر کی نسبت سے رہے گی باقی
رہ روِ میثمِ تمار کی پہچان فراز

جناب علی رفیع:

آنکھوں میں اشک . پہ ثنائے علیؑ رہی
ان کی کتابِ ز ہمیشہ کھلی رہی
دسویں صفر سعید شہیدی َ ر گئے
"گل ہوَ ی پ اغ روشنی رہی"

جناب حسن عا ی:

سعید حق کو نوحوں کی صدا ڈھونڈتی ہیں اب
عزا کے شہر کی غمگیں فضا ڈھونڈتی ہیں اب
نجف میں سامرہ میں کربلا میں یکہ . ی میں
کہاں ہو تم تمھیں . کی نگاہیں ڈھونڈتی ہیں اب

جناب علمدار رضوی:

اس کی دو ی منقبت نو سلام و مرثیہ
لے َ ی ہمراہ اپنے وہ یہ سامانِ شفا

آسمانِ علم و فن کا اک ستارہ تھا سعید
مدح کی تہذی . کا اک استعارہ تھا سعید

تجھ کو حاصل فاطمہ زہراؑ کی جو ی ہے
اے سعید خوش نوا تو ز ہ جاوی ہے

جناب سا . موسوی:

اس سال دس صفر کو ہے افلاک کا یہ حال
عرش . یں و . م فلک جگمگائے ہیں
خوشیاں منا   کیوں نہ سبھی ساکنانِ عرش
ان کے یہاں سعید شہیدی جو آئے ہیں

شاعر تھے نو خواں تھے عزادارِ شاہ تھے
. یں میں ان کو اونچے مقامات مل گئے
سا . کرو سعید شہیدی کو تم سلام
ان کے نصیب پھول کی ما کھِل گئے

جناب افتخار احمد اقبال . اور خورشید احمد جامی مرحوم:

میر و غا . را بہم تقلید کردہ در سخن
حُسنِ معنی را کردہ چہ رَ پیرہن
شعر او تفسیر ہستی سوز وسازِ ز گی
گاہ شعلہ گاہ شبنم ہست رازِ ز گی
شاعرِ . ق و نشمن رونق شہرِ غزل
آہ!سوئے خُلد رفتہ آں سعید بے . ل
روحِ آں مرد قلندر شاد و . تمکین . د
ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین . د

جناب رشید شہیدی فرز۔ سعید شہیدی:

فلک خموش ہے اور ''۔ق'' بھی ہے سہمی ہوئی
چمن اداس، سکوں آشیاں سے روٹھ ے
پھوار اشکوں کی نم کرچکی ہے سبزے کی
''شفق ہے بھیگی'' اس کے ر۔ روشن ہیں
تنم اب نہ فضاؤں میں ہے نہ غنچوں میں
نہ رت ہے پھولوں کی ۔قی نہ اب وہ ٹھنڈی ہوا
مہک رہی ہے ''کفِ گل فروش'' کی خوشبو
غروب ہوچکا سچ ہے وہ ''آفتابِ غزل''
چمکتی ہے کرنوں کی روشنی اب بھی
وہ چانہ چھپ ے رنجیدہ ۔ دلوں میں
ہے ٹھنڈی روشنی اس کی فضاؤں میں ''سرِ شام''

(مرحوم کے شعری مجموعوں کے۔م

محترمہ حنا سعیدی دختر سعید شہیدی:

مداحِ اہل بیتؑ تھے او تھا مرتبہ
ہر لمحہ ان کو بنتِ پیمبرؐ نے دی دُعا
اب ہے حنا یقیں مجھے ۔۔ میں شاد ہیں
عا۔ علی سعید عزادارِ کربلا

جناب سرورعا ی:

شبیرؑ کی مد ت میں سعید الشعرا
تھے غرق مودت میں سعید الشعرا
. . ہوگئے وہ قیدِ عناصر سے رہا
سیدھے گئے .ن ت میں سعید الشعرا

جناب سوزعا ی:

کیا خوش نصیب تھے وہ ثنا خوانِ مرتضیٰ
روزِ ازل سے مدحِ علیؑ تھی سر ش ت میں
ہوں گے کمیل ومیثم وسلماں کے ساتھ ساتھ
عا. علی سعید شہیدی بہشت میں

مولا عا ی:

مولائے کائنات کے وہ جاں ر تھے
عا. تھا ان کا م عبادت ار تھے
کرتے رہے وہ مدحِ علیؑ ساری ز گی
حضرت سعید .لیقیں میثم شعار تھے

اخبارات انجمنوں، ادیبوں اور شاعروں کا

اج عقیدت سانحۂ ارتحال پ

روز نامہ منصف:

غزل کی شاعری میں ان کا مقام بہت بلند تھا۔ ان کی مقبولیت حیدرآ د سے نکل کر ساری اردو د میں پھیل گئی تھی۔ مذہبی و عزاداری کی شعری محفلوں میں بھی وہ پ بندی کے ساتھ حصہ لیا کرتے تھے وہ مخدوم محی الدین میکش حیدرآ دی معظم جاہ بہادر شجیع، خورشید احمد جامی، شاہد صدیقی، نسیم مینائی اور حسرت مذی مرحومین کے بھی ہم عصر رہے ہیں۔ مترنم چھوٹی بحر کی غزلوں اور اپنی شاعری کی نغمگی اور تغزل کے لیے سعید شہیدی ی در کھے جا گے۔

روز نامہ سیا ت بنگلور:

حضرت خمار رہ بنکوی کے بعد وہ کلاسیکل غزل کے واحد شاعر رہ گئے تھے۔ ان کے مذہبی و ادبی کئی مجموعہ شائع و مقبول ہوئے جن میں غم مستقل، خاک شفا، معراج وفا، علویت اور کوثر و تسنیم کے علاوہ ق و آشیاں، شفق، آفتابِ غزل، کفِ گل فروش قابلِ ذکر ہیں۔ ان کی غزلوں کے زہ مجموعہ سرشام کی رسم ا اگلے ماہ کی جانے والی تھی، ان کی غزلیں ہند و بیرونِ ہند نہ صرف ڑھی جاتی تھیں بلکہ پچھلے ساٹھ سال سے فنکار ساز پ ان کا کلام پیش کرتے رہے ہیں۔

روز نامہ صحافت، لکھنؤ:

مرحوم کا شمار رگ اور کہنہ مشق شعرا میں کیا جا تھا۔ وہ غزلیات کے ساتھ ساتھ سلام اور نوحوں میں بھی مقبولیت حاصل کیے ہوئے تھے۔ مرحوم کو سعید الشعرا کا بھی خطاب تھا۔ مرحوم

کے متعدد منقبت اور غزل کے مجموعے شائع ہو کر مقبول ہو چکے ہیں۔ بعض کتابوں پ یو پی اردو اکادمی سے ا مات بھی مل چکے ہیں۔ حیدرآ د میں شاعر ق وآشیاں کے م سے مقبول تھے۔

انجمن ت قی اردو۔۔۔ڈاکٹر عبدالمنان:

وہ نہا ی وضع دار اور بہت سی خوبیوں کے حامل تھے ان کا کلام مختلف اخبارات اور رسائل میں شائع ہونے کے ساتھ ہی ساتھ آل ا ڈ ی ر ڈ یو حیدرآ د سے بھی نشر ہوا کر تھا۔ ان کے انتقال سے بلاشبہ حیدرآ د میں اردو شاعری کی محفلوں کو قابلِ تلافی نقصان پہنچا ہے۔ غزل گوئی میں ان کا معیار غیر معمولی تھا اور عوامی مشاعروں میں انھیں بے حد انتہا مقبولیت حاصل تھی۔ ہندوستان و پ کستان کے معروف ت ین شعرا میں ان کا شمار ہو تھا اور ان کے کلام کو ہر دو ملک میں ا مقبولیت حاصل ہوئی۔ اپنی ذاتی ز گی میں وہ نہا ی مذہبی، خوش اخلاق اور وضع دار تھے۔

رائے منوہر راج سکسینہ:

سعید شہیدی کا تعلق حیدرآ دی تہذ ی کی ان ممتاز و ندہ شخصیتوں سے تھا جنھوں نے اس تہذ ی اور حیدرآ د کے م کو روشن اور بلند کرنے میں اہم حصہ لیا۔ وہ اپنی طرز کے بے حد مقبول شاعر تھے۔ پچاس ساٹھ سال ت شعر وادب کی شمع جلائے رکھنا بہت ڑی ت ہے اس شمع کی روشنی ق رہے گی۔

انجمن پ وانۂ شبیرؓ:

سعید الشعرا حضرت سعید شہیدی کا سا ارتحال اردو ادب الخصوص فن شاعری کا قابل تلافی نقصان ہوا۔ مرحوم غزل گوئی میں ا منفرد مقام کے حامل تھے۔ نصف صدی سے بھی زا ٔ عرصہ حیدرآ د میں مشاعروں کی صحت مند فضا کو ق ار ر میں جناب سعید شہیدی کا اہم حصہ رہا ہے۔ صدر ڈاکٹر جناب مصطفیٰ کمال مد ''شگوفہ'' نے کہا کہ سعید شہیدی غزل کے منفرد ولہجہ کے شاعر تھے۔

جناب ڈاکٹر تقی عا ی صا ، کنیڈا، رشید شہیدی کو لکھتے ہیں:

خلد آشیانی، . مکانی شاعر اہلِ بیتؑ حضرت سعید شہیدی کے انتقال ل کا پُرسہ قبول کیجئے۔ مرحوم کا ذکر ہمیشہ ذکر محمدؐ و آل محمدؐ کے ساتھ رہے گا۔ منقبتی اشعار جو آج ساری د میں مشہور ہیں۔ اسلوب آپ کے دادا مرحوم کا خاص اسلوب تھا جس کو آپ کے والد مرحوم نے زگی بخشی اور آپ ا ءاللہ اس شمع کو اسی طرح روشن رکھیں گے۔

ڈاکٹر راج بہادر گوڑ اور وفیسر جعفر امام:

ڈاکٹر راج بہادر گوڑ نے سعید شہیدی کو اردو د کا منفرد شاعر قرار دیتے ہوئے کہا کہ ہر شعر تہذ روا یت اور معاشرہ کی صحیح عکاسی کرنے والا ہو ہے۔ ان کی شاعری مشاعروں کی مترنم فضاؤں میں تی رہے گی۔ وفیسر جعفر م نے کہا کہ میں بھی سعید شہیدی کے رے میں سوچتا ہوں تو ان کی مترنم غزلیں میرے کانوں میں رس ٹپکاتی رہتی ہیں۔ ان کے انتقال نے سارے ادبی ماحول کو مغموم کر دیا ہے۔

ڈاکٹر مرزا محمد تقی خان صا :

ہندوستان کا ا بہت بہت عظیم شاعر اہل بیتؑ اطہار کی شان میں اپنی طرز کی منقبت اور نوح لکھنے والا صا عرفان شاعر آج ہم سے بچھڑ یا۔ ایسے شاعر بہت کم پیدا ہوتے ہیں۔ ان کا ل ہو مشکل ہے۔

سید علی آقا صا قبلہ:

ان کا شعر ''موت کو ہے مرا انتظار علیؑ''، یقیناً مولائے کائنات ان کی قبر میں آ گے۔

مولا سید ابوطا صا قبلہ:

شاعر اہلِ بیتؑ حضرت سعید شہیدی کی رحلت قوم و ملت کا عظیم نقصان ہے۔ مرحوم کی موت سے ا دور کا خاتمہ ہوا۔ ان کی شاعری جو مدح اہلِ ی اطہار کی شکل میں ہے وہ مرحوم کے لیے ثواب جاریہ ہے۔

علامہ اعجاز فرخ صا . قبلہ:

. . فکر و خیال نے چا . کی کرنوں میں نہا کے چنبلی کی کلی سے یہ کہا کہ آ ؤ ہم تم دونوں مل کر کسی سانچہ میں ڈھل جا تو یہ اردو غزل بن گئی اور . . زمین پ ا آئی تو میر کی . نہوں میں سما گئی۔ مومن نے اس صنم آشنا سے راہ و رسم . ڑھائی، ذوق نے اس کے ذوق تکلم کو بلند کیا۔ غا . نے اسے عروس کی طرح سنوارا، پھر . . امتدادِ زمانہ سے لڑکھڑائی تو خمار نے سہارا دیا۔ اور آ . میں جس کے گھر آ . دم بس گئی وہ سعید شہیدی تھے۔ سعید شہیدی صرف ای شاعر ہی نہیں بلکہ ای تحری تھے۔ اہل دل کی محفل میں اب ان جیسا شای ہی مسند آرا ہو سکے۔ ان کی موت سے اردو غزل کی کلائی کی چوڑیں ٹوٹ گئیں۔ حساس دل کا یہ خاصہ ہے کہ اس کے احساس کی جڑیں تو فرات کے ساحل میں پیو رہیں لیکن اس کی پیاس . گ و شجر سے ظاہر ہوتی رہے۔ تشنگی کا حضرت سعید شہیدی کے کلام میں جگہ جگہ یہ احساس ہو ہے کہ جہاں کسی جوان کا لاشہ تھا وہاں اب ماماتا سسک رہی ہے۔ وہ آواز جو رات دی گئے محفلوں کو سجاتی رہی اور مجلسوں کو رلاتی رہی وہ آواز بجھ گئی۔

مولا . سید . قر آ قا صا . قبلہ:

حضرت سعید شہیدی جیسی پ بند وضع اور مہذب شخصیت کا سا ارتحال قومی اور ادبی سا ہے۔ وہ آسمان اردو ادب کے نیر . ں تھے۔ مدحیہ اور ر ثائی شاعری ان کا توشہ آ . ت بھی ہے اور د میں ان کی بقا کا . ث بھی۔ ان کی کمی ہمیشہ محسوس کی جاتی رہے گی لیکن یہ جگہ پُر نہ ہو۔ وہ یہاں بھی بلند درجہ پ فا . تھے اور آ . ت میں بھی ان کا درجہ یقیناً اعلیٰ ہوگا کہ وہ ایسے ہی مدح گو اور مدح خواں تھے۔

حضرت حامد بن ش . ی صا . :

سعید مرا عز . ہونے کے علاوہ زا . از پچاس سال سے مرا مخلص دو تھا۔ اس کے علاوہ منقبت اور نوحے اپنے خاص ا . از میں لکھتا تھا۔ وہ مشاعروں کا بھی بہترین شاعر تھا۔ ایسا کوئی شخص ہزاروں میں ای بھی . . مشکل ہے۔

ڈاکٹر مغنی تبسم صا :

حضرت سعید شہیدی کی وفات سے آج دکن میں اردو شاعری کا آفتاب غروب ہو ۔

حضرت سعید شہیدی اردو غزل کی ای منفرد آواز تھے۔ اردو کی غزلیہ شاعری کو نکھارنے، سنوارنے میں ان کی مات کو کبھی فراموش نہیں کیا جائے گا۔

جناب را عزمی:

سعید شہیدی وہ عالمی شاعر تھے جنھوں نے ہر گلستان میں ہر شاخ گل پ اپنا آشیانہ بنا ہے۔ انھیں معلوم تھا کہ ق ساری کائنات کا احاطہ کی ہوئی ہے۔ ہر چمن اس کی زد میں انھوں نے ہر چمن کی حفاظت کے لیے اپنا آشیاں ق کی رکرد ۔ حضرت سعید شہیدی کے ق وآشیاں کے استعارے عجیب وغری گہری معنو کے حامل ہیں۔ یہ معنو شا انہی پ ختم ہوگئی۔ انھوں نے ادبی اور مذہبی میدانوں میں جو شعری سرمایہ چھورا ہے وہ نہا متوازن اور معتبر کلا سرمایہ ہے۔

حضرت سعید شہیدی کی شاعری میں کلا ہموار حیرت ک ہے۔ معصومین علیہم السلام سے بے پناہ عقیدت ر تھے۔ جناب امیر علیہ السلام سے سپردگی کی حد عشق تھا بلکہ وہ مولائے کائنات کے عشق میں فنا کی منزل میں تھے۔ حضرت سعید شہیدی کی مذہبی شاعری کے دو پہلو میں مدحیہ شاعری اور ر ئی شاعری ان کے فکرو کی صداقت یہاں آتی ہے۔ ادبی شاعری میں فکرو کے اظہارات روایتی بھی ہو ہیں۔

نو سلام کہنے میں تو سرا غم بن جاتے ہیں غم بھی ایسا جیسے وہ کرب ک منظر نگاہوں کے سامنے ہوں۔ وہ اپنا کلام خود سناتے تو ا دو آتشہ ہو جا لیکن ان کے کلام کی سچائی اور خوبی یہ ہے کہ آپ تنہائی میں بھی پڑھئے تو وہی ا آپ پ رہے گا جس سے شاعر متا ہو کر شعر کہہ ہے۔

کلامِ سعید مشاہیر اور ممتاز ادیبوں کی میں

جناب اختر حسن: مقدمہ. ق و آشیاں میں لکھتے ہیں:

سعید شہیدی کا شمار مشاعرہ لُوٹنے والے شاعروں میں ہو ہے، ز ن کی صحت و سلاستِ الفاظ کی سلیقہ مندانہ دروبست اور روز مرے اور محاورے کا بے ساختہ استعمال ان کے اشعار میں ایسا چٹخارہ پیدا کر دیتا ہے کہ قدرتی طور سامعین کو مزہ آنے لگتا ہے اور ہ ہائے تحسین و آفرین سے م شعر و سخن کی فضا گونج اُٹھتی ہے۔ اُن کے پڑھنے کا ا ز بھی بہت ڈرامائی ہو ہے۔ عموماً وہ چھوٹی بحروں میں شعر کہتے ہیں اور پیش پا افتادہ مضامین کو ایسے ا ز میں پیش کرتے ہیں کہ ان میں زگی اور شگفتگی پیدا ہو جاتی ہے۔ ق و نشیمن کے قبیلے سے ان کی شعری فکر کا رشتہ اتنا گہرا اور اُستوار ہے کہ ان کی کوئی غزل، اس تعلق سے دامن بچا کر منزلِ تکمیل نہیں پہنچتی۔ اپنے پہلے مجموعۂ کلام کا م بھی اسی نسبت سے انھوں نے ''. ق و آشیاں'' رکھا ہے۔ وہ غزل کے شاعر ہیں اور ان کی ہر غزل اُردو کی روایتی غزل کے نقشِ قدم پہ سجدہ ری آتی ہے۔

سعید شہیدی کے زیرِ مجموعے کا مطالعہ اس امر کے وافر ثبوت فراہم کر دیتا ہے کہ ُپرانی شراب' انے پیانوں میں وجہ کیف و ط بن سکتی ہے بشرطیکہ شراب میں وٹ نہ ہو اور پیانے قیمتی اور دلکش ہوں۔

قفس، نشیمن، صیّاد، گلستاں، . ق، آشیاں اور اسی قبیل کے استعارتی الفاظ اور ان

سے وابستہ مضامین کو سعید شہیدی نے اپنی غزلوں میں بڑے ذوق وشوق اور سلیقہ واہتمام سے برتا اور نبھا ہے۔

جناب مہندرراج سکسینہ: برق وآشیاں کے تعارف میں لکھتے ہیں:

سعید شہیدی چھوٹی بحروں میں غزل کہتے ہیں اوران کی زبان آسان اور سلیس ہوتی ہے۔اس لیے وہ اہلِ ذوق کے علاوہ اس دور کے نوجوانوں میں بھی جن سے اُردو کا مستقبل وابستہ ہے، مقبول ہیں۔

جناب مرزا محمد اطہر قبلہ ''خاک شفا'' میں لکھتے ہیں:

اس حقیقت سے کون انکار کرسکتا ہے کہ شاعری الفاظ کی وہ مرصع کاری ہے جس پر ہر شخص قادر نہیں ہوتا۔ الفاظ کے پیکر میں مضامین کی روح ڈال کر بات کی تڑپ پیدا کرنا ہر کس و ناکس کے امکان سے باہر ہے۔

دینوی شاعری بعد مذہبی حدود میں قدم رکھ کر نوحہ وسلام، مرثیہ اور منقبت کی شکل اختیار کرتی ہے تو تاریخ وعقائد کے لگاؤ کی وجہ سے اور بھی مشکل ہو جاتی ہے۔ مدح کی دشت وادی میں اگر حفظ مراتب نہ رہے تو بہت پُر خار ثابت ہوسکتی ہے۔حقیقت یہ ہے کہ مدح اہلبیتؑ کی بلند منزلوں سے شاعر اس وقت تک کامیابی سے نہیں گزر سکتا جب تک ممدوح کا کرم شاملِ حال نہ ہو۔

عہدِ حاضر کے جن مداحانِ اہلبیتؑ سے میں شدت سے متاثر ہوا ان میں جناب عابد علی صاحب سعید شہیدی کا نام نامی بہت نمایاں ہے۔

موصوف کو زبان و بیان پر جو مکمل قابو حاصل ہے وہ کم ہی لوگوں کے حصے میں آتا ہے، آپ کو غزل پر چونکہ مکمل عبور ہے لہٰذا کبھی کبھی اس کی چاشنی مدح ومنقبت میں بھی اس

طرح پیدا ہو جاتی ہے کہ ؔ والے بے اختیار ٹ پ اٹھتے ہیں۔

مدح مولا کرتے ہوئے حضرت سعید کبھی کبھی ان منزلوں کو چھو ۔ ت ہیں جہاں جبرئیلِ فکر کے پ جل اٹھیں۔

ان کے نوحے اور سلام ۔ ۔ تِ غم اور فطرتِ ا ن سے اس قدر ہم آہنگ ہوتے ہیں کہ ؔ والا بے چین ہو جا ت ہے۔ان کے کلام میں ۔ ۔ ت کی ٹ پ غیر معمولی ہے میں اکثر اس ٹ پ کی توجیہہ سوچتا رہا کہ آپ کے کلام میں یہ درد کا سمندر کہاں سے آ ۔

موصوف خود صاحبِ درد ہیں۔نوجوان فرز ۔ کا داغ اٹھا چکے ہیں اور اب مسلسل اپنے غم کو بھلا کر غم فرز ۔ زہراؑ میں د کورلا رہے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ ان کے کلام میں سوز و گداز کا ر ۔ لکل فطری ہے۔کہیں سے آورد نہیں ہے۔

میں ۔ اسے دعا کر ت ہوں کہ وہ بطفیلِ محمدؐ و آلِ محمد علیہم السلام موصوف کو شاد و آ ۔ د رکھے اور ت د مدح و منقبت کی توفیق کرامت فرما ت رہے۔

جناب اختر ز ی قبلہ شاعر ''کو ث و تسنیم''، میں لکھتے ہیں:

سامعین ان کا کلام ۔ ٹے شوق و ذوق سے ۔ ہیں اور انھیں ہر موقع پ داد و تحسین کا ۔ اج ملتا ہی رہتا ہے۔غزل میں ان کا ا مخصوص ۔ و لہجہ ہے جسے انھوں نے ۔ ٹی خوبصورت سے قائم رکھا ہے اور اس ا ۔ از شعر گوئی کو خواص و عوام ۔ بے حد پسند کرتے ہیں اس طرح ان کے مذہبی کلام میں بھی ان کا اپنا ا ر ۔ ہے اس سلسلہ میں خاص طور پ ان کے ۔ ۔ ت عقیدت کے والہانہ اور بے ساختہ اظہار کو ۔ ٹی اہمیت حاصل ہے۔اس راستہ پ ان کے فکر کا مر ۔ ذات مبارک مولائے کائنات ہے۔اس وابستگی کے اظہار میں وہ زمندی سے ۔ ر کر ۔ ز کی حدوں میں آ جاتے ہیں اس طرح کے آداب ذکر و فکر کی روشنی سے مٹتے نہیں۔اس طرح سلام میں جو اشعار مدح و منقبت کے آ جاتے ہیں وہ ان کی فطری

کیفیت وعقیدت کے مظہر ہوتے ہیں۔لیکن جہاں شہدائے کربلا اور کربلا کے اہم پہلوؤں پ ان کی فکر شعر کے سانچے میں ڈھلتی ہے وہاں گہرے سوز وگداز کے ش ملتے ہیں یہی ۔ت ان کے نوحوں میں بھی پ ئی جاتی ہے۔

مدح اہل بیتؑ میں ۔ ۔ت کا والہانہ ا ازاور غم والم کی روداد میں درد وسوز کی دو تو فطرت کا عطیہ ہے لیکن اس کے ساتھ انھیں شعر گوئی کے دورِ شباب میں حضرت مسرور اعلیٰ اللہ مقامہ جیسے استاد سے فیض ب ہونے کا موقع ۔خود سعید کے بیان کے مطابق حضرت مسرور کا طر اصلاح بہت صبر آزما تھا۔ وہ کسی شعر میں کوئی لفظ اپنی طرف سے تبدیل نہ کرتے بلکہ جہاں کہیں بھی وہ کسی خیال طر اظہار کی اصلاح ضروری ہوتی پہلے اس کا ۔۔ واضح فرماتے اور پھر خود اپنے شا دوں کو حکم دیتے کہ وہ اس کو ۔ل دیں۔ اس طرح یہ سلسلہ شعر گوئی کے لیے ا درس و ریس کا عنوان بھی ہوا کر تھا۔حضرت مسرور کے انتقال کے بعد انھوں نے حضرت نجم آفندی اعلی اللہ مقامہ کو اپنا کلام دکھا اس وقت حضرت سعید ا پختہ کار اور صاحبِ شاعر کی حیثیت ر تھے۔

حضرت نجم بھی ان کی صلاحیتوں سے ۔خبر تھے اس لیے ان کا شمار چند ایسے شا دوں میں تھا جن کو وقت ضرورت بغیر کلام دکھائے کلام سنانے کی اجازت حاصل تھی۔ ان ۔توں کو دہرانے کا مقصد یہ ہے کہ فطری صلا شعر گوئی کے ساتھ ان کو اچھے رہنما بھی ملے اس لیے اس دور میں خود بھی اسا ہ میں گنے جاتے ہیں۔

تعارف مقدمہ لکھنے والے اپنے پسند ہ اشعار کرتے ہیں یہ بھی ا روا ہے مجھے ان کے سبھی اشعار پسند ہیں اس لیے میں صرف ایسے تین اشعار پیش کر رہا ہوں جو میرے ابتدائی ات کی دلیل ہیں۔ان کے والہانہ ا از کو سمجھنے کے لیے یہ شعر دیکھئے:

فرشتوں کیسا سوال و جواب ۔ ۔ میں
اب آ گئے ہو تو بیٹھو علیؑ کی ۔ت کرو

اور پھر جہاں ان کی عقیدت اعلیٰ فکر سے مربوط ہوتی ہے تو وہ دری کو کوزہ میں بند کردیتے ہیں۔

مدح کرنے ہے علیؑ کی
حوصلہ دیکھئے آدمی کا

پھر سوز وگداز کی گہرائی جو سلام ونو کا خاصہ ہے یوں ظاہر ہوتا ہے۔

عباسؑ نہ آئے جو میدان کی رضا
زینبؑ بس اپنے زووں کو دیتی رہی

جہاں نوحوں کا تعلق ہے حضرت سعید نے اس میں اپنے سیدھے سادے فطری انداز کلام کو برقرار رکھتے ہوئے اس بات کو پیش رکھا ہے کہ ان میں درد وا ثر بھی ہے۔ وہ اپنی اس کوشش میں کامیاب ہیں اور اسی کا نتیجہ ہے کہ ان کے نوحے پڑھے جاتے تو سننے والوں پر بھی اثر ہوتا ہے جو نوحے کا بنیادی مقصد ہے اس صنف کے لیے قدیم دور سے اساتذۂ فن اور نقدین کا خیال یہی ہے کہ اصلمیں بین ہی ہے۔ اس کو خصوصیت کے ساتھ اپنے نوحوں میں حضرت مسرورا علی اللہ مقامہ، جو حضرت سعید کے استاد رہ چکے ہیں برقرار رکھا ہے۔ آج کے زمانے میں بھی اس بنیادی اصول کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔ اتنا ضرور ہے کہ وقت کے ساتھ طرزِ ادا میں جو تبدیلیاں آئی ہیں ان کی اہمیت کو بھی فراموش نہیں کرتے۔

ان تمام باتوں کے علاوہ میرے لیے یہ بات قابل مسرت وطمانیت ہے کہ ان کی میں مدح اہلبیتؑ کا یہ اعزاز برقرار ہے اور رہے گا۔ ان کے فرزند رشید شہیدی سلمہ نے جہاں شعرگوئی کی خصوصیات ورثے میں پائی ہیں ان کی متوازن بات پسندی اور ولہجہ میں ان کی ادبی آنے والی میں ان کے مقام کا تعین کررہی ہے۔

جناب مجاور حسین رضوی: ''آفتابِ غزل'' کے پیش لفظ میں کہتے ہیں:

سعید شہیدی اسی گدازِ قلب کے شاعر ہیں۔ انھیں شاعری کے ساتھ گداز قلب کی دو یـ بھی وراثـ میں ملی ہے۔ وہ حیدرآ د کی بہترین روایت کے امین اور پـ سدار ہیں۔ شرافت، وضع داری، خوش گفتاری کے ساتھ سلیقہ، ـ ، تہذ اقدار کا احترام بھی ان کی سرشـ ہے اور یہ تمام صفات ان کی شاعری میں ڈھل گئی ہیں۔ انھوں نے بیشتر اصناف میں شعر کہے ہیں غزل، سلام، اور مرثیے انھیں زیدہ محبوب ہیں۔ محمدؐ و آلِ محمدؐ سے ان کا والہانہ عشق، واقعاتِ کربلا کا ذکر ان کے لئے عبادت سے کم نہیں اور یہ دونوں بے الگ نہیں ہیں۔ دراصل ایـ ہی ہیں اور اسی نے انھیں ـ رنج سے ملی ہوئی گداز قلب کی دو ـ کی ہے۔ ان کے سلام ہوں منقبتیں غزل — یہ ایـ پہلو ان کے یہاں مشترک ہے۔ ایـ دکھا ہوا دل ایـ زخمی احساس — ان کی شاعری اور ان کا فن — صرف اپنے غم ذات ـ محدود نہیں۔ وہ صرف ٹ پنا نہیں جا ، تڑ بھی جا ہیں۔ اپنے مجروح احساس کا کرب، اپنے دکھے ہوئے دل کی صدا دوسروں ـ بھی پہنچاتے ہیں۔ یہی ـ سیل، یہی ابلاغ دراصل اچھی شاعری کی روح ہے۔ یہی ہے کہ وہ اپنے اشعار میں ـ نم، آہنگ اور الفاظ کے انتخاب میں سہل ممتنع کا خیال ر ـ ہیں۔ یہ سہلِ ممتنع ت کے رنـ میں ڈوبـ ہوا ہوـ ہے:

اکبر کے بعد ز میں کیا دلکشی رہی
لیلیٰ تمام عمر یہی سوچتی رہی

انھوں نے مرثیہ میں بھی اسی آہنگ کو قرار ر ـ ہوئے بڑی معنی خیز ت کہی ہے لیکن اس اـ از سے کہ دوسروں کے ت سے ہم آہنگ ہو جائے:

ہو وہ جس عالم میں اعلان صداقت کر سکے
نوک نیزہ پـ بھی سر جس کا قیادت کر سکے

ان کی غزلوں کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ وہ اپنے صوتی آہنگ کی بنا پ اتنی مترنم ہوتی ہیں کہ انھیں ہر اردو جاننے والا ، سکتا ہے۔شا یہی ہے کہ وہ بہت مقبول ہیں۔

ز سا ہ:''سرشام''میں لکھتی ہیں:

ان کی شاعری میں ا پ اور پگھلانے والی کیفیت ہے جو ان کے کسی ذاتی غم کے رگوں میں دوڑنے کے ش پیدا ہوئی۔لیکن اس پ اعتبارِ غم حسینؑ نے بخشا۔انھوں نے اپنے ذاتی غم کو اپنے اس آفاقی غم میں ضم کرلیا۔اسی لئے شعر میں جو مختلف کیفیتوں کا اظہار ہو ہے ان میں ا آفرینی بھی ہے اور ولہجہ کی معتبری بھی۔

کہنے کو ان کی غزل،غم جا ں سے عبارت ہے۔لیکن اس میں ان کے مشاہدات و تجر بات کی ا پہلودار د آ د ہے۔ان کے کلام کی گہرائی کا عام طور پ ا ازہ لگا اس لئے مشکل ہے کہ انھوں نے ہر مشکل بت کو آسان بنادینے کا گُر پ لیا ہے۔سہل ممتنع کی یہی تعریف تو ہے کہ دیکھنے میں سادہ اور آسان ہو لیکن کہنے کی کوشش کریں تو سارے کس بل نکل جا ۔ان کے کلام میں جو دبی دبی آگ سلگتی رہتی ہے وہ کسی کو جلاتی نہیں بلکہ پ ھنے اور والے کوز گی کی حرارت بخشتی ہے۔ان کا کلام مایوس نہیں کر بلکہ ا روشنی سی ان کے اشعار سے پھوٹتی ہے جو ز گی کی ہر مشکل رہ رکو روشن کردیتی ہے لیکن یہ روشنی دو پہر کے سورج والی تیز اور خوفناک نہیں بلکہ چا نی راتوں کی طرح ٹھنڈک پیدا کرنے والی ہے۔شا یہی وجہ ہے کہ ان کا کلام ہر عمر کے لوگوں کا دامنِ دل اپنی طرف کھینچتا ہے۔

لیکن سعید کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ ہر بت ا نئے زاویے سے اپنے اشعار میں ڈھالتے ہیں کہ معنی کا ا جہانِ زہ دعوتِ فکر و دیتا ہے۔یہ ہمارے قدیم اسا ہ کا طر ہے جو ز ن و بیان اور فکر و معنی پ پوری دسترس ر تھے۔ا ہی لفظ کو طرح طرح سے بتتے اور ہر ر رتِ معنی کا اظہار ہو ۔یہ اس بت کا ثبوت ہے کہ سعید کا مطالعہ کافی

وسیع اور گہرا ہے اور انھوں نے ز بان کے اس ساحرانہ استعمال کو ان اسا تذہ سے لے کر آگے بڑھایا۔ ان کے شعر سہل ممتنع ہوتے ہیں۔ سادہ، رواں، مترنم اور اثر انگیز۔ یہ صلاحیت بڑی ریاضت کے بعد ممکن ہو پاتی ہے۔

جناب وحید اختر ''شفق'' کے پیشِ لفظ میں لکھتے ہیں:

وہ بڑے باپ کے بیٹے ہیں۔ ان کے گھر میں د نیوی وجاہت کے ساتھ علم و ادب بھی ہمیشہ دخیل رہے ہیں۔ ان کے باپ سرکاروں در بار رس ہونے کے ساتھ شاعر کی حیثیت سے عوام رس بھی تھے۔ سعید شہیدی ان فرزندوں میں سے ہیں جنھوں نے دین بزرگانِ کو بھی خوش کیا اور خاندانی حصار کو توڑ کر زندگی کے تپتے ہوئے ریگزار میں بھی آئے۔ انھوں نے زندگی کا بڑا حصہ ایک معمولی سی سرکاری ملازمت میں رشتہ جسم و جاں کی برقراری کے لئے کاٹ دیا۔ انھیں اپنے بزرگوں کا فارغ البال عہد اور کم کام کر کے زیادہ آسائش پانے والی قسمت نہیں ملی، تہذیب شاعری کی میراث میں گزشتگان سے زیادہ حصّہ پایا۔ وہ کارزارِ حیات میں بھی نغمہ بلب رہے اور چودہ سو سالہ روایتِ غمِ حسینؓ میں بھی زمزمہ خواں رہے۔ نغمے کی یہ دولتِ بیداری ان کی زندگی بھی ہے، اور زندگی کی ناکامیوں سے لگے ہوئے زخموں کا مرہم بھی۔ یہ نغمہ بر آواز پچھلے تیس پینتیس برس سے حیدر آباد کی محفلوں میں گل بار و عطر بیز ہے۔ سعید شہیدی نے اپنے زخموں کے لئے نغمے کا جو مرہم بنایا، وہ ہزاروں دردزدگان کی جراحتوں کے لئے بھی برسہا برس سے اکسیر ثابت رہا ہے۔ شعر اُن کی زندگی ہے، اور نغمہ ان کے شعر کی روح، انھوں نے اپنے روزمرہ کے معمولات کو تہذیبِ شعر میں ڈھال لیا ہے اور ان کے شب و روز کو اس تہذیب نے سخن ور و نغمہ بنا دیا ہے۔ اُن سے جب بھی ملئے کسی شعر کی کیفیت یا نغمے کی آہٹ سے ہمیشہ دوچار ہونا پڑئیے گا۔ اُن کی پُرسوز آواز اور ان کا خالص شاعرانہ ترنم ایک نغمہ سیّال کی روانی کی امواج معلوم ہوتی ہیں۔ انھی

موجوں پ سلام اورنوحوں کے بھی ابھرتے ہیں، اور غزل کے پ اغ بھی جلتے ہیں۔
حیدرآ د میں وہ ہر دو حیثیتوں سے جانے مانے شاعر ہیں۔ خطیبانہ نظموں کے سیلاب اور
. نظمیہ تجربوں کی شعری اور غیر شعری یورش میں وہ غزل کی روای کے پ س دار رہے
ہیں، اور ہر مشاعرے میں انہوں نے دوسری اصناف کے مقابل غزل کی عوامی مقبولیت کا
سکّہ ۔ڈے طنطنے سے منوای ہے۔ حیدرآ د کے کسی مشاعرے میں ان کی غزل کا پ اغ
روشن نہ ہو تو یقین جانیئے ہزاروں سامعین کے دلوں میں ا ھیرا رہ جائے گا۔ دوسروں کی
روشنی کا سامان کر صرف کارِ ثواب ہی نہیں چارہ ی بھی ہے۔ رُبع صدی سے زی دہ
عرصے سے ان کی آواز مجلسوں اور مشاعروں میں کارِ مرہم ا م دے رہی ہے۔

سعید شہیدی کی غزل کو تی پسندی . . . کے معیاروں سے پ کے
بجائے غزل کی روای سے منسلک کر کے دیکھنا چاہیئے ان کی لفظیات، استعاروں اور علائم
کا م، اور طرزِ فکر، روای سے بندھے ہوئے ہیں۔ اس روای میں انہوں نے تی
پسند دور غزل کی کچھ علامتوں کو بھی شامل کر لیا ہے۔ قفس، آشیاں، اں، بہار، گلستاں،
صیّاد، صبح، روشنی، ساحل، طوفان، کشتی کے مخصوص سماجی، سیاسی تلازمات متعین ہو چکے ہیں۔
جام، ساقی، مے خانہ، طور، . ق، تجلّی، گل، محفل، . ل و پ، چارہ ، منزل آستانہ، جنون،
یبان، دامن، نقشِ قدم، دُعا، سجدہ، اش، ذوق، عشق، ہجر، یہ تمام لفظیات سینکڑوں سال
سے غزل کے تنے . نے میں گتھی ہوئی ہیں جو ہر روایتی ا از کے غزل گو کے اشعار میں بِا
لتکرار ملیں گی۔ سعید شہیدی کی غزلیں ان لفظوں سے بھری ہوئی ہیں۔

جناب سید عاشور کا : ''کفِ گل فروش'' میں لکھتے ہیں:

میری میں سعید شہیدی غزل کی روای کے تسلسل کا م ہے۔ . . . . کے
. خلاف، ہم تی پسند غزل کی روای کے قائل بھی ہیں اور اس سے متصل بھی۔ ہم نے

ادب کا پورا احترام کیا ہے، ہم اس ادب کو اردو کا سرمایہ سمجھتے ہیں جس سرمائے میں سعید شہیدی صا . نے بھی اضافہ کیا ہے۔

محبت کے آداب ان کے ہاں بہت شائستہ ہیں لذت وصل سے زیادہ لذت ہجران کا اشتہ ہے۔ لذت والم کا معیار بھی ان کے ہاں مختلف ہے۔ وہ غم کی ا. یت اور آفاقیت کے قائل آتے ہیں۔ ان کا غم فریدوفغاں سے زیادہ تبسم، ضبط، اور صبر کے پردوں میں چھپایا جاتا ہے۔

میرے دل میں ہے غم، . پہ ہنسی ہے
اسی کا نام شاید زندگی ہے

ان کے ہاں غم سطحی بھی نہیں ہے بلکہ ان کی شخصیت کی طرح تہہ بہ تہہ ہے۔ ان کا غم وقار کی علامت ہے۔ سرچشمہ آگہی ہے، شعور شائستگی ہے۔

متاعِ بے خودی ہے آپ کا غم شعور بندگی ہے آپ کا غم
بہت گہرے سہی غم کے اندھیرے مسلسل روشنی ہے آپ کا غم
شکستہ دل کو بہلانے کی خاطر یقیناً لازمی ہے آپ کا غم
اسی غم پہ فدا، د کی خوشیاں غرورِ آگہی ہے آپ کا غم

غم کو تبسم میں چھپانے کی ہمت کو شہیدی صا . زندگی قرار دیتے ہیں اور زندگی اور محبت ان کے ہاں ہم آہنگ ہے۔

زندگی کا وہ کچھ بھی لطف اٹھا نہیں سکتا
انتہائے غم میں جو مسکرا نہیں سکتا

سعید شہیدی صا . بھی اس متاعِ حبِّ شہیدانِ کربلا سے مالا مال ہیں کہ یہ ان کا بھی ورثہ ہے۔ چنانچہ محمدؐ و آلِ محمدؐ اور کربلا والوں کی بارگاہ میں شہیدی صا . نے جو منظوم خراج عقیدت پیش کیا ہے، ان اشعار کی تعداد غزل کے اشعار سے زیادہ ہے لیکن یہ

حبّ شہیدانِ کربلا ان کی غزل میں بھی آتی ہے

اہلِ حق کی فطرت ہے، حق پہ آنچ . . آئے
سر کٹا تو ۔ ہیں سر جھکا نہیں ۔

صلیب و دار کی . ت جو اردو شاعری میں ایک طرح سے کلیشے بن گئی ہے سعید شہیدی صا . کے ہاں ۔ ریخ کے حوالوں کی طرح ہے دیکھئے حضرت عیسیٰ اور میثم تمّار کے حوالے سے:

مسکرا ۔ دار کی منزل ۔ آیا ہے کوئی
کتنی آسانی سے کس مشکل ۔ آیا ہے کوئی

جناب سید مہدی حسین: ''آفتابِ غزل'' کے تعارف میں لکھتے ہیں:

سعید کو اعتراف ہے کہ حضرت مسرور نے ان کو فکر و فن کے نکات سے واقف کر دیا، وہ اصلاح کلام میں بخشش کے قائل نہیں تھے اور چاہتے تھے کہ ان کے تلامذہ کامل الفن ہوں اور ان کے بعد کسی کے د ۔ نگر نہ رہیں۔

سعید کی شاعرانہ صلاحیتیں چمک اٹھیں۔ سلام، منقبت اور غزل کی محفلوں میں جادو جگانے لگے۔ شہرت کی دیوی نے آگے . ڈھ کر سعید کو گلے لگایا۔ سعید کی طبیعت کی . اقی ان کے مذہبی کلام میں ا ۔ آفریں ہے، دلوں کو موہ لیتی ہے لیکن . دی طور پر وہ غزل کے شاعر ہیں ان کی غزل میں غا . اور مومن کی معنی آفرینی اور ۔ نہ کی سی ۔ نہ روی کا زور شور نہیں ہے۔ لیکن اپنی تعمیر و ۔ کیب، . ت کی صداقت، غنائیت اور اسلوب اظہار کے تیکھے انداز کی . و ۔ ان کی غزل میں ایک خاص کیفیت ہے۔ ان کی خوش الحانی شعر کے . ب و ا ۔ کو نکھار دیتی ہے۔ سعید کا مشاہدہ تیز ہے۔ سامعین پر اپنی غزل کے ا ۔ کے . رے میں وہ کہتے ہیں:

آ۔ ہے کیا نکھار غزل پ سعید کی
میں تجھ کو کیا بتاؤں تجھے دیکھنے کے بعد

. بھی محفل میں چھڑی میری غزل
ساری محفل کو ٹ پتا دیکھا

جناب سید مظفر حسین طاہر. ولی قبلہ ''خاکِ شفا'' میں لکھتے ہیں:

شعر کی تعریف تو ممکن ہے لیکن . ت نگاری کی تعریف ممکن نہیں، پھر جس کلام کے پس منظر میں انتہائی محبت وخلوص کام کر رہا ہے اس پ کچھ لکھنا خلوص ومحبت کی حد معین کر. ہے، جو. ممکن ہے۔ موصوف جس جوشِ ولا میں ڈوب کر کہتے ہیں اور جس درد بھرے دل سے فرماتے ہیں اس کی صحیح قدر ائمہ معصومین ہی کر تے ہیں۔ مجھے ان کا کلام سن کر خود ان کے والد مرحوم جناب شہید ر. بہادر اعلیٰ اللہ مقامہ کا ا مطلع ی د آ جا ہے:

کبھی کبھی جو میں ش. میں سلام لکھتا ہوں
تو لفظ لفظ بہ حکمِ امام لکھتا ہوں

❑❑❑

سعید کی شخصیت اور فن کا ریویو اشعار میں

سعید شہیدی نے اپنی خودنوشت بیوگرافی نہیں لکھّی۔سعید کے دوست احباب، ہم عصر شعرا، ادیب رشتہ داروں نے بھی ایک دو جملوں کے علاوہ کچھ نہیں کہا۔اُس کی خاص وجہ خود سعید شہیدی کی پرسنالٹی (Presonality) تھی۔وہ ایک روراست، سیدھے سادے، حق گفتار، کردار کے حامل شخص تھے جن کا شمار حیدرآباد کی تہذیب کے اشرف خانوانوں میں کیا جاتا تھا۔اگرچہ وہ کبھی اپنے خاندانی فضائل وکمالات پر گفتگو نہیں کرتے تھے جو ان کی اعلیٰ ظرفی اور سیادت کی نشانی بھی تھی۔ایک فن بظاہر کتنا بھی خاموش ہو، وہ اپنے کسب اور کمال کے امتیازات اور درجات کے ذکر سے گریز کرے پھر بھی وہ باطنی طور سے اپنے مقام اور ہنر سے واقف رہتا ہے اور مسلسل اس کی اپنے وجدان اور ضمیر سے گفتگو جاری رہتی ہےجیسے لوگ اس کے اخلاق، کردار اور زندگی کے انداز سے اندازہ کرتے ہیں۔اگر ایسا باکمال شخص دولت تخلیق سے مالا مال ہو تو وہ اپنی تخلیقات میں واضح یا مبہم طور پر علامات واشارات میں ذکر کرتا ہے جو اس کے مزاج، شخصیت اور فن کو سمجھنے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔سعید نے زیادہ تر غزلوں میں اپنے فن پر ریویو کیا ہے جو تعلّی کے علاوہ حق بیانی بھی ہے۔اپنی شخصیت کا بانکپن غزلوں اور عجز وانکساری کا درپن منقبت اور سلام میں کیا ہے۔عقیدہ کی سرخ روئی اور چاشنی ان نظموں اور غزلوں کے مقطعوں میں

کئی جگہ جھلک اور چمک رہی ہیں۔ سعید دوسرے بڑے شاعروں کی طرح نگئ زمانہ اور قدریٔ عالم کے شاکی ہیں لیکن اس لیے مایوس اور مضطرب نہیں کہ وہ جا ہیں کہ وہ جن بزیدہ شخصیتوں کے ثنا خواں ہیں وہ وہ ان کے کلام اور نام کے ضامن ہیں جیسا کہ سعید کے ای سخن میرا اور استاد نجم آفندی نے کہا تھا۔

میرا :

قدریٔ عالم کی شکایت نہیں مولاؔ
کچھ دفتر باطل کی حقیقت نہیں مولاؔ
ہم گل و بلبل میں محبت نہیں مولاؔ
میں کیا ہوں کسی روح کو راحت نہیں مولاؔ

عالم ہے مکدّر کوئی دل صاف نہیں ہے
اس عہد میں کچھ ہے پر انصاف نہیں ہے

سعید پھر نجم کا مصرع پڑھ کر روح کو تسکین دیتے ہیں:

شاعر ہوں ان کا نجم جو ہیں وجہِ کائنات
ممکن ہے یہ کہ میرا نام و نشاں رہے

شاید اسی لیے سعید نے کہا تھا:

میں تو فانی ہوں اے سعید
شاعری میری غیر فانی ہے

کبھی یوں بھی اپنے دل کو سکون بخشتے ہیں:

دنیا تو مٹاتی ہے مٹاتی ہی رہے گی
لیکن مجھے مٹ مٹ کے ابھرنا ہی پڑے گا

وہ جو قدری کا او پ ذکر ہوا اس کا شریف اور محکم انتقام دیکھئے۔

یہی زمانہ قدر میرے بعد سعید
مجھے بھی یاد کرے گا مرے کلام کے ساتھ

سعید دکنی تہذیب کے تابندہ ستارے تھے جن کی روشنی آخری عمر تک اُسی طرح باقی رہی۔ شہرت، دولت اور سیاست سے کوئی واسطہ نہ رکھا۔ متمدن لباس میں قلندرانہ مزاج رکھتے تھے۔ گوشہ نشینی، نبی اور آل نبیؐ کی مدّاحی اور کلاسیک شاعری کا سفر وضع داری کے ساتھ تمام عمر جاری رہا۔ ان نکات کو سعید نے کتنے خوب صورت اشعار میں پیش کیا ہے۔ دیکھئے اور سر دُھنیے کہ یہ اشعار سلیس، سادہ اور صداقت پر مبنی ہیں۔

سیکڑوں جھوٹے حوادث کے تھے شہرت کو سعید
مصلحت تھی میں پراغ زیر داماں ہو گیا

حیرت یہ ہے کہ آپ نہیں بدلے اسے سعید
بحر سخن کے کتنے شناور بدل گئے

وضع داری میں سعید اپنی کبھی آیا نہ فرق
بن بُلائے ہم کسی کی بزم میں جاتے نہیں

بعض ہم عصر شعرا نے یہ دیکھ کر سعید مشاعروں کو لوٹ رہے ہیں طرح طرح کی سازشیں کرنی شروع کیں۔ کیونکہ ان کے سینوں پر سانپ لوٹ رہے تھے۔ سعید کی غزل کو روایتی قدیم کلاسیک غزل کا پر چار بتانے لگے کہ ایسی شاعری کی ترقی پسند دور میں ضرورت نہیں۔ سعید نے بھی ٹھان لی تھی کہ زندگی بھر ایسی پابندی آزاد نہیں کہیں گے بلکہ اسی ہزار سالہ عجوزہ غزل کی زلفوں کو سنواریں گے اور نئے نئے زیور اور افکار سے نکھاریں گے۔

چنانچہ غزل کی پ سداری جو میر تقی میر سے بھی صدیوں قبل شعرانے کی تھی اس کو بیسویں اور اکیسویں صدی سے جوڑا لیکن شکل وصورت اور ہیئت کو نہیں توڑا ۔ کہ یہ معلوم ہو کہ غزل کا دامن دوسری تمام اصناف سے وسیع ہے۔ یقیناً بیسویں صدی کی آ ی دہائیوں میں سعید ان دو چار شاعروں میں شامل تھے جو پ انے ساغروں میں نئی شراب پیش کرر ہے تھے۔ خود کہتے ہیں:

سعید آ ہمارے بعد اس کا حشر کیا ہوگا
بتائے تو کوئی زلف غزل سلجھا ہم ۔

قدروں کی زور گوئی اور ہی کلاسیک ادب پ زوروں پ تھی۔ ہر ای کا ہ قی پسندی کے پ چم تلے تبدیل اور تخر رسومات تھا اور یہ تمام مسائل تعمیری کاوشوں کے م پ کھڑے کیے جاتے تھے۔ کچھ شعرا اور اد جو روا ۔ کے نگہبان تھے اپنے نشیمن کو ان بجلیوں کی رکرنے تیار تھے ۔ کہ گلستانِ شعر و ادب بچ جائے۔ ایسے پُر آشوب اور معا انہ ماحول میں سعید اور خمار رہ بنکوی، جگر وغیرہ وغیرہ غزل کی شمع جلا رہے تھے۔

رگئی جو جوانی تو غم کرو نہ سعید
دعا کرو کہ مزاج غزل جوان رہے

اے سعید بس اس کو اہل دل سمجھتے ہیں
میں غزل کے پ دے میں دردِ دل سنا ہوں

اَ ای رسن لے تو سعید کی غزل بھی
ے دل سے ز گی بھر خلش غزل نہ جائے

زباں کا لطف نہ آجائے تو میرا ذمّہ
غزل سعید کی تو نے نہیں سنی اے دوست

بدلے گا سعید اپنا انداز غزل جس دن
ہم شعر سنانے کی زحمت نہ اٹھائیں گے

شعر دراصل وہ نشتر ہے جو دل میں اُترے
ورنہ کس کام کا محفل میں غزل خواں ہونا

سعید استاد شاعر عمدہ غزل گو اور فطری تخلیق کار ہیں۔ سعید کی شاعری کا قد بہت بلند ہے جس کو تنقید کے بونے ناپ نہیں سکتے۔ سعید کو پوری اس کی خبر ہے لیکن پھر بھی کہتے ہیں:

شاید سعید تجھ کو اس کی خبر نہیں ہے
ہے اک مقام حاصل تیری بھی شاعری کو

درحقیقت اچھا غزل گو شاعر وہ ہوتا ہے جو داخلی واردات اور خارجی تجربات کو دل کے الاؤ میں پگھلا کر صفحۂ قرطاس پر بکھرتا ہے اور چونکہ یہ عمل بغیر دردِ دل کے حاصل نہیں ہوسکتا اسی لیے تو سعید نے کہا تھا:

مری ہر غزل میں پنہاں مرے دل کی دھڑکنیں ہیں
اے سعید اس کو نہ سمجھ سکا زمانہ

اس کے سمجھنے کے لیے ناقد کا بھی تخلیقی اور درد آشنا ہونا ضروری ہے کیونکہ غزل پُرتاثیر کا مسئلہ درد و گداز کا معاملہ بھی ہے۔ بڑے مہذب لفظوں میں اس تنقید سے بے پروا ہوکر سعید اس موضوع کو یوں چھیڑتے ہیں۔

تنقید زمانہ کی کیا فکر سعید اس کو
ہیں . سے الگ جس کے احساس کے پیمانے

تنقید نگار کے لیے ضروری ہے کہ وہ پہلے تخلیق نگار کی فکر و بیان کی گیرائی اور گہرائی میں غوطہ زن ہو کر اپنی فکر اور صلا یہ کو اس سے ہم کنار کرے پھر . ت کرے۔

شاعر کی تخلیقی اُپج میں اُ ٔ ر اور پ ٔ ھاؤ ا یہ فطری عمل ہے، کبھی ا یہ شاعر درجنوں اشعار ا یہ نشست میں کہہ ٔ ہے اور کبھی درجنوں نشستوں میں ا یہ عمدہ شعر بھی مشکل سے کہتا ہے۔ طبیعت کی روانی دراصل شاعری کی جوانی ہے جس پ عمر کی قید و بند نہیں۔ چنانچہ موزوں طبع کا . ٔ احساس رہے گا شاعری بھی جاری رہے گی۔ یہی احساس فطری شاعری کی طبع کو مہمیز کر ٔ ہے۔

دیکھئے . ٔ سعید شعر کہے جا گے
جوش میں طبع رواں دیکھئے . یہ رہے

غا . دہلوی نے اپنے تعارف میں بجا فرما یہ تھا:

ہیں اور بھی د میں سخن ور بہت اچھے
کہتے ہیں کہ غا . کا ہے ا ٔ ازِ بیاں اور

غا . نے خود کو صرف اردو شاعروں ٔ محدود نہیں کیا یعنی نہیں کہا کہ ''ہیں اور بھی اردو میں سخن ور بہت اچھے۔'' بلکہ خود کو د کے عظیم شعرا کی صف میں رکھ کر اپنے ا ٔ از بیان کی گفتگو کی ہے۔ غا . نے ش ٔ پی ٔ ، ہومر، ورجل، والمیک، فردوسی، امراءالقیس، و یس جیسے شاعروں سے اپنا تقابل کر کے اپنا ا ٔ از بیان کی ا ادی ٔ کا پ چم بلند کیا ہے۔ غا . دہلوی کے پ ستار سعید شہیدی جن کے والد مرحوم شہید یر . ٔ نے اغلب غا . کی غزلوں کی زمین میں تین سو سے زی دہ سلام رقم کیے اور یہ بھی ادعا کیا کہ موضوع اور بیان کی آمد الہامی ہے۔

میں ش۔ کو اٹھ کے جو اکثر سلام لکھتا ہوں
تو لفظ لفظ بحکم امام لکھتا ہوں

اسی د۔ ن شہید کا ہونہار فرز۔ نے بھی منفرد لہجہ میں شاعری کی ہے۔ اس لیے بہت سچ کہا:

غا۔ نہیں میں پھر بھی سعید اتنا کہوں گا
ہر اک سے ہٹ کر مرا ا۔ از بیاں ہے

شاعر حساس ہو۔ ہے اور یہی حسیّت اُسے دقیق کرتی ہے جس کی۔ و۔ وہ ۔ در مضامین سے مالا مال رہتا ہے۔ شعر و ادب کی داستانوں اور معرکہ آرائیوں میں تقریباً۔ ممتاز معروف۔ ڑے اور عظیم شعرا اس حساس کیفیت سے پیدا ہونے والے مسائل میں ملوث آتے ہیں۔ انھیں ا۔ دو۔ کی جا۔ سے پھول بھی پھینکا جائے تو پتھر معلوم ہو۔ ہے اور وہ اس درد و کرب کا احساس کرتے ہیں اور بعض اوقات اشعار کے ذریعے اس کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ سعید شہیدی بھی ان چند شعرا میں سے تھے جنھوں نے دو۔ دشمنوں کی ب کشائی کی۔ صغیر کی شعر و ادب کی د حلقہ۔ زی، وہ سازی اور انجمن پ دازی پ۔ ہے۔ یہاں شعر نہیں بلکہ شعری حلقہ کی وجہ سے شاعر مشاعرے میں بلوا۔ جا۔ ہے۔ یہاں دادِ سخن بھی بے داد ہوتی ہے۔ جس دور میں تحسین۔ شناس کا غلغلہ ہو، وہاں سخن شناس کی کون شناسائی حاصل کرے۔ سعید شہیدی کی پختہ شاعری کے دور میں ان کی شعری محافل سے دوری نگی سیا۔ دوراں کی وجہ سے تھی چو مشاعرے میں لٹیروں کو اس لیے بھی پسند نہیں کیا جا۔ تھا کہ وہ مشاعرے لوٹ۔ تھے بلکہ وہ لٹیرے مالِ غنیمت کو عوام میں لُٹا بھی دیتے تھے۔ جہاں گوہر آ۔ ار نشتر ما اشعار بکھیریں ہوں وہاں کون۔ ف کے ٹکڑوں کو جمع کر کے اپنی فکر زخمی اور اپنے ہاتھ کالے کون کرے۔ ہم نے یہاں بند جملوں کو کھلے اشاروں میں سعید کی گواہی میں اپنا بیان درج کیا ہے۔ اب ہر قاری اپنی فکر عالیہ اور ا ف عدلیہ سے خود قاضی بن کر قضاوت کرے۔ سارا سعید کا کلام چھان جائیے ا۔

شعر بھی کسی کی قدح اور ت لیل میں نہیں ملے گا ہاں یہ ضرور ہے کہ اپنے درد اور دوستوں کا شکوہ کیا ہے جو آپ بیتی بھی ہے اور یہ جگ بیتی کا درخشاں سبق بھی ہو سکتا ہے۔

سعدی کی بیان کردہ حکایت ہے کہ نصف رات گزرنے کے بعد کسی شخص کے گھر اس کا دوست پہنچا۔ گھر کے دروازے کی زنجیر ہلائی۔ شخص کے پوچھنے سے معلوم ہوا کہ آدھی رات کو اس کا دوست دروازہ پر آیا ہے۔ صاحب خانہ نے فوراً ایک ہاتھ میں تلوار سنبھالی اور دوسرے ہاتھ میں اشرفیوں کی تھیلی پکڑی اور دروازہ کھولا کہ اس آدھی رات کو میرے دوست کو آنے کی وجہ ان دو صورتوں کے علاوہ نہیں ہو سکتی۔ یعنی اس کو میری تلوار کی ضرورت ہے یا میری دولت کی۔ یہ ہے سچی اور کھری دوستی کا معیار۔

ایک اور روایت میں ہے کہ منصور حلاّج سولی کے تختے پر کھڑے تھے، حکمران کی جانب سے حکم تھا کہ ہر شخص منصور حلاّج کو پتھر مارے، دفتر دار یہ لکھ رہے تھے کہ کون حاکم کے حکم سے حاضر ہو رہا ہے۔ شبلی بھی پہنچے حلاج کے طرف پھول پھینکا، منصور حلاّج چیخیں مار کر رونے لگے۔ شبلی نے کہا کہ میں نے تو پھول پھینکا ہے۔ جبکہ دوسرے افراد پتھر مار رہے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ دشمنوں کے پتھر کھا کر منصور ہنس رہے تھے لیکن شبلی جیسے دوست کی طرف سے ہاتھ کا اشارہ ہی درد کا دفتر کھول دیتا ہے۔

جس کو دل دار سمجھتا تھا دل آزار بنے
دوست میرے مرے دشمن کے طرفدار بنے

سوچتا ہوں کہ کروں کس پہ بھروسہ میں سعید
اب تو اپنے بھی نظر آتے ہیں بیگانے سے
اے سعید ہم کو تو دوستوں سے دکھ پہنچے
سنتے تھے مصیبت میں دوست کام آتے ہیں

شہرت کی دھوپ لائی انھیں کس مقام پ
فکر سخن کے ساتھ سخن ور .ل گئے

شاعر دل کی آواز کو تجربے کے ساز پ گلہ اور شکوہ بنا کر فضاؤں میں پھیلا رہا ہے - کہ دو ۔ دشمنوں کو معلوم ہو جائے۔ شاعر جا ہے کہ دل سے دل کو راستہ ہے جس کے ذریعے دل کا حال اور ز.ن کے قال کا فرق اس کے لیے . ش ل ہو جا- ہے۔

میرے احباب نہ دیں مجھ کو محبت کا فری.
کون کس درجہ ہے مخلص مجھے ا' ازہ ہے

. سے ملتے ہیں کھلے دل سے گلے ہم پھر بھی
دو ۔ دشمن کے پ ۔ کا ہنر ر- ہیں

دوستوں کے کرم ۔ د کر کے سعید
دشمنوں کو گلے سے لگاتے رہو

یہ سچ ہے کہ گلہ اُس سے کیا جا- ہے جس سے محبت ۔ کم از کم طرف داری کی توقع ہو، غیر اجنبی ۔ دشمن سے کسی اچھی چیز کی امید نہیں رہتی۔ چنانچہ جو افراد مفاد پ ۔ اور خود اور خود غرض ہوتے ہیں ان میں لچک حظہ محبت فدا کاری اور مدد کا ۔ بہ نہ ہونے کے .ا. ہو- ہے۔ چنانچہ جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگتے ہیں۔

جو کل تھے دو ۔ وہی آج ہو گئے دشمن
یہ ا۔ تلخ حقیقت ہے اتہام نہیں

ملے جو اپنوں سے رنج و الم بہت ہیں وہی
کبھی نہ غیروں کا شکوہ ز.ن پ لاؤ

دشمنوں نے کیا کیا یہ پوچھ کر کیا فائ ہ
کوئی یہ پوچھے کہ مجھ سے دوستوں نے کیا کیا

کیا یہ حقیقت ہے کہ دو ت اور دشمن میں صرف سین اور شین کا فرق ہے؟ کیا یہ ضروری ہے کہ دوستی کے لیے دل کا آئینہ نور کی طرح صاف ہو؟ کیا کوئی ۔ ور کر سکتا ہے کہ بعض دو ی افراد دشمن کو بھی شرمندہ کر ت ہیں؟ دشمن سے تو دوری اختیار کی جا سکتی ہے لیکن کیا دو ت سے بھی فاصلہ ضروری ہے؟ ۔ بہ دوستی دراصل ۔ بہ محبت، ۔ بہ وفا، ۔ بہ فداکاری کی آمیزش سے ۔ت ہے۔ جتنا ان ۔ بوں کا ر گہرا ہوگا ۔ بہ دوستی اتنا ہی محکم ہوگا لیکن اس کے خلاف ۔ بہ دشمنی میں شیطانی شر پسند شرارتوں کا شلوغ ہوت ہے۔ یہاں شاعر نے سلیس اور صاف طر سے محاورے اور روزمرہ میں اپنی داستان کے کچھ حصّے سنائے ہیں جو بھی ت ہے یہ اسی کی داستان معلوم ہوتی ہے۔ آل احمد سرور نے کہا تھا:

غزل میں ذات بھی ہے اور کائنات بھی ہے
ہماری ۔ت بھی ہے اور تمھاری ۔ت بھی ہے

سیماب کہتے ہیں:

کہانی میری رودادِ جہاں معلوم ہوتی ہے
جو ت ہے اسی کی داستاں معلوم ہوتی ہے

سعید کے کچھ اشعار ۔ جو یہاں داستان کے ساتھ ساتھ ز ۔ داستان بھی ہیں۔

کیوں دوستی کے ۔م سے گھبرا نہ جائے دل
۔ ۔ دوستی کے ر میں ہوتی ہے دشمنی

آستیں میں دو ت کے خنجر ہو ۔ ۔
دشمنوں کے ستم بھول جاتے ہیں ہم

آپ سے فرطِ محبت سے جو ملتا ہے گلے
آستیں میں وہی خنجر بھی چھپا سکتا ہے

.ل رہے ہیں وہ کیا طرزِ دشمنی اپنا
.ڑھا رہے ہیں جو ہاتھ اپنا دوستی کے لیے

اس میں کوئی شک نہیں کہ سعید شہیدی کی شاعری کا رس تغزّ ل ہے جو غزل کے آ َ .
میں صاف عیاں اور دوسری اصناف بخصوص منقبت وسلام میں نہاں ہے اور . .ت کے
احساس سے اس کی موجودگی معلوم ہوتی ہے۔ سعید کی شاعری کے ساتھ کاروان و
تبصرے کے اجارہ داروں نے ا ف نہیں بلکہ خاموشی اور بے اعتنائی کرکے ظلم کیا۔
چنانچہ بیسو یں صدی کے آ . ی دہوں کی غزلوں کے مطالعے میں اس توا. رجان کو جو سلیس
ز.ن اور شگفتہ بیان سے لبر. تھا۔ ا. از کرد َ ی پھر بھی چند شعروادب کے حق شناس
جیالوں نے اپنے تنقیدی پیالوں میں سعید کی غزل کے حوالوں کی مہکتی شراب پیش کرکے
طرف دارانِ سخن فہموں . لطف وعنا . . کی ہے۔

شراب کا . . پلا. ، ساقی و میخانہ کے ساتھ جام وصراحی کا . کرہ اردو شاعری کا قدیم
سرمایہ ہے۔ غزلوں میں ان موضوعات پ . کچھ کہے جانے کے بعد ابھی بہت کچھ کہا
جا رہا ہے۔ سعید کا لہجہ فقیرانہ نہیں بلکہ ر. انہ ہے جس کی . میں خود لفظ بولنا شروع کر دیتے
ہیں۔

صراحی میری مرا جام میرا ساقی ہے
میں میکدے پہ حکومت جتا کہ پیتا ہوں

یہاں میں اور میرا کے ادعا نے لہجہ کی قوت اور قدرت کا بھرم رکھ لیا لیکن چو
میخانے میں کمزور وقوی . شاہ وگدا کا فرق نہیں رہتا۔ شاعر اس کو بہت عمدہ طر پ نبھا .

ہےاوراس خوبصورت شعر کا جنم غزل میں ہو ہے۔

سعید مسلک و مشرب ہے میرا ر انہ
میں اپنے ساقی پہ ایمان لا کے پیتا ہوں

میکدے میں ساقی کے سلوک سے ر وں پ مختلف ا ظاہر ہو ہے۔کبھی اس کے اور لطف کی تعریف ہے کہیں اس کی نگاہوں کی مستی اور کرشمہ سازی کا ذکر ہے تو کبھی اس کی غفلت سہل انگاری کا بے رخی کا کرہ ہے۔موضوعات ا چہ کہنہ بھی ہوں . ی الفاظ کے ساغروں میں دوآتشہ نشّہ پیدا کر دیتے ہیں۔

کس قدر ساقی کی در ئے میں جوش تھا
مے کدے کا ذرّہ ذرّہ مے کدہ . دوش تھا

ساقیا تیری سے مل گئی میری
مجھ کو پ آ ی تجھ کو پلا آ ی

مل گئی . نگاہ ساقی سے
ہوگئے بے ز جام سے ہم

میکدے کا خوبصورت نقشہ صرف ا شعر میں کھینچا ہے۔

میکدے کا ے دستور عجب ہے ساقی
کوئی وں سے کوئی پیتا ہے پیمانے سے

لیکن ساقی کی ستم ظریفی بھی حظہ ہو:

مئے اپنی میخانہ اپنا
ہم دور جام نہ آ ی

مئے اور واعظ کے مضامین میں رخ نکالنا وہ بھی محاورے کی صحت اور مقام کے ساتھ استادی عمل ہے۔ داغ نے چوٹ کسی تھی۔

ع: ہائے کمبخت تو نے پی ہی نہیں

داغ خود دختر رز کے عشق میں اسیر تھے لیکن سعید نے تمام عمر اس کے قر۔ بھی نہ جا کر واعظ کا حال وقال قر۔ سے دیکھا اور سنا ہے۔ ہی تو کہتے ہیں:

میکدہ ہو کہ ذکر وعظ سعید
ذکر اپنا کہاں نہیں ہوتا

مجھے پینے سے کیا روکے گا واعظ
خود اس کے منہ میں پانی آ رہا ہے

سعید نے اپنی منقبتوں میں مئے ولا، خم غدیر، جام رہ، نشۂ ولایت، ب و مستی کے کئی خوبصورت مضامین کا رشتہ شراب و جام اور محفل سے جوڑا ہے جس کو ہم علاحدہ سعید کی منقبت کے ذیل میں بیان کر چکے ہیں۔

ت نگاری کا م شاعری ہے جو شاعر جتنا اچھا ت نگار ہوگا اتنا ہی بڑا شاعر ہوگا۔ آج سے ہزاروں سال قبل بھرت منی نے شاستر میں ت یہ جیسے سنسکرت میں رس کہتے ہیں آٹھ قسموں میں تقسیم کیا جو ان کے دی ت ہیں جن سے مل کر درجنوں دوسرے ت بنے جس طرح چھ سات رنگوں کے نے سے ہزاروں رنگ وجود میں آئے۔ ان ت میں سے شدید اہم اور مستقل بہ غم ہے۔ ہر ز ن کے شعرا نے غم کے موضوع پر دفتر بھر دیئے ہیں پھر بھی اس فرسودہ قدیم رس میں اتنی وسعت ہے کہ ہر عمدہ شاعر اس میں طبع آزمائی کر کے شاہکار اشعار یادگار چھوڑتا ہے۔ ائے سخن میر تقی میر کا غم ان کی شاعری کا وہ اہم حصّہ ہے جس میں میر کا از چھپا ہے۔ یہی غم ہے جس نے فانی

کو لافانی کردیا۔ا نے اسی غم کو غمِ حسینؑ سے کرز ہ جاوی کردیا۔اردو کے ہر بڑے چھوٹے شاعر نے اپنے اپنے اعتبار سے اس غم کو دوراں اور جاں بنا کر عزیز کیا جن کا ذکرہ اس تحریر کے محیط سے باہر ہے۔سعید کو غم کا ادراک غم کی پ سپائی،غم کی توانائی اور غم کی دو ملی جسے انھوں نے تمام عمر سے لگائے رکھا۔ قدوں نے غم کو بطور فلسفہ اور بیان کیا ہے۔ہم اس گفتگو میں سعید کے غم کے اشعار کا ہار خود اس قاری یا سامع کے گلے میں ڈال دیتے ہیں جو نہ صرف ان اشعار کی خوبصورتی ان کے رنگ و روپ سے محظوظ ہو بلکہ ان کی خوشبو سے بھی مست ہو سکے۔ یہاں بڑے گہرے مطالب بہت صاف ستھرے آسان شعروں میں روز مرہ میں ہیں جو دیکھنے میں سادے اور سلیس ہیں لیکن سہل ممتنع کی مالا میں پروے جاتے ہیں۔زندگی اور غم کا رشتہ ان شعروں میں ڈھونڈیئے۔

خوشی کیسی خوشی سے واسطہ کیا غم پرستوں کو
مسلسل غم نہ ہو تو زندگی دشوار ہوجائے

اک مقام امتحاں ہے آدمی کے واسطے
غم بہرصورت ہے لازم زندگی کے واسطے

ے غم میں بسر ہوگئی
زندگی معتبر ہوگئی

مرے دل میں ہے غم . ہنسی ہے
اسی کا نام شاید زندگی ہے

شاعرا نی قدروں میں غم کے بے کو شامل کر رہا ہے۔غم میں مسکرانا غم کی دو

فخر کر ہر شخص کے ت نہیں، ادراکِ غم فہم ا نی کی اعلیٰ منزل ہے۔

کر اُس کو رب دو غم
اَ ا ں کو ا ں دیکھنا ہے

اصل میں ہے وہ ا ں سعید
جس کو ادراکِ غم ہوَ

جسے آجائے غم میں مسکرا
حقیقت میں سعید ا ں وہی ہے

مسکراہٹ ہے میرے ہو ں پ
کر رہا ہوں میں غم کا استقبال

تبسم پہ ہے اور آ نم ہے
ابھی قی مرے غم کا بھرم ہے

غم ا ن کی فکر کی روشنی ہے۔ یہی شاعر کی دو ہے اس غم میں جو درد و گداز اور تڑپ ہے وہی ت کی رگوں میں لہو کے دوڑانے کا کام کرتی ہے۔ جس ا ن بخصوص تخلیق کار کے پس یہ وت نہیں وہ امیر و کبیر ہوتے ہوئے بھی بیکس اور دار ہے۔

مجھ کو سمجھو نہ تم تہی دامن
دو غم سے ہوں میں مالا مال

کر کے وہ دو ت غم سعید
مرا حوصلہ آزمات رہا

جتنے بھی غم ہیں زمانے کے وہ . دے دے مجھے
غم دے مالک نہ میں کچھ اس کے سوا مانگوں گا

غم اور خوشی کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔خوشی عارضی ہے غم مستقل۔خوشی ابتدا ہے اور غم انتہا ہے۔شاعر کسی لحاظ سے غم کو خوشی سے . لنا نہیں چاہتا جس میں آ گہی اور ز. گی کی تکمیل بھی ہے۔

غم ہی مستقل دیکھا اے سعید د میں
جو خوشی آئی عارضی آئی

اس اک غم پ فدا د کی خوشیاں
غرور آ گہی ہے آپ کا غم

خوشی کی حدِ آ. پ تو آ ڈ. .تے ہیں
کیا .ت ہے غم کی کوئی منزل نہیں ہوتی

تم کو خوشی تو مجھ کو غم جاوداں
جو شخص جس کا اہل تھا وہ شے اسے ملی

یہا ن کا غم ہی ہے جو دوسرے کے غم کو سمجھنے کا احساس کرت ہے۔چنانچہ . .
اہل غم و درد کسی کے درد کا ی اپنے سوز و گداز کا ذکر کرے تو ایسا معلوم ہوت ہے کہ

کوئی اہل غم کشائی کرے
اس کی ساری ائی کرے

غم کا ضبط بھی مشکل ہے اوراس کا اظہار بھی بے فائ ہ لیکن اَ غم گھُٹ کر ین میں بھی رہ جائے تو مر عشاق یعنی دل بن جا ہے۔

حرف آئے گا ضبط غم پہ سعید
اور اظہارِ غم سے کیا حاصل

بن َ دل اَ بیا ں نہ ہوا
غم بہرحال رائیگاں نہ ہوا

غم ظاہری طور پ ریکی ،مایوسی ، بے قراری اور بے چینی کا محور آ ہے لیکن اس کے خلاف اس کا طن ہے جس میں روشنی حوصلہ امید قرار اور تسکین ہے۔

بہت گہرے سہی غم کے ا ھیرے
مسلسل روشنی ہے آپ کا غم

گذار شِ غم کا محال تھا ساقی
ا خیال سرشام آ َ اے دو

شاعر کہتا ہے غم کا احترام کرو۔غم کا بھرم ا نی قوتوں کو مہمیز کر ہے اور وہ اس قوت سے زماں ومکاں پ فتح پ سکتا ہے۔شاعر کا دل غم کا محور اور مر ہے۔اب اُسے کوئی خواہش نہیں۔

جس نے غم کی اڑائی ہنسی
خود َ فتار غم ہو َ

اشک آنکھوں میں . . آجاتے ہیں پی یۃ ہوں
میرے قابو میں ابھی غم کا بھرم ہے اے دو یۃ

اپنی تو ز ن گی ہی عبارت ہے غم کے ساتھ
کیوں اپنے دل میں حسرت تکمیل غم رہے

وابستہ ان کے غم سے جو دن رات ہم رہے
غم ساری کائنات کے ز یہ قدم رہے

❑❑❑

سعید روایتی غزل کا آ ی پیامبر

سعید کی غزلوں پ سیدھی سادی روایتی غزل کی مہر لگا کر فرسودہ بے ذوق شعری ذخیرہ میں جمع کر دینا سعید سے زیدہ اُردو غزل سے ا فی ہے۔ا غزل اُردو شاعری کی آ وہے تو یہ عمل غزل کی توہین ہے۔ا غزل اُردو کی توا اور مروّجہ تہذ ہے تو ایسی سرد مہری غزل کے مطالعے میں نقصان دہ سازش ہے۔آج کے اس پُر آشوب اورا ط پ اردو شاعری کے دور میں وہ تمام افراد جواب گو ہوں گے جنھوں نے غزلوں میں بونوں کو تو ون کا قد د لیکن بلند قد کے قد کو گھٹانے کے لیے اس کے پ وَں کاٹ دیئے اُسے اکھاڑ پھینکنے کی مجرمانہ حر ی کی بہرحال

ع: چھپ نہیں سکتا ہے شاعر شعر کے پ کے بعد

کیو سعید کئی رچھپ چکے تھے اور صدہا رپ ڑھے اور گائے جا چکے تھے۔یہ کام کام رہا۔ افسوس یہ ہے کہ اُردو کے موجود دور میں بہت کم لوگ سعید کی شعری ی کے رموز سے واقف ہیں اور یہ المیہ دکن کے ڑے ڑے اُردو شعرا،اد ،اورد تخلیقی و تحقیقی سپوتوں کے ساتھ ہو چکا ہے۔کیا کسی نے یہ غور کیا ہے کہ آج سے ای صدی قبل دکن اُردو ادب کی وسیع تخلیق اور تصنیف کا مر تھا تو اُردو تی بورڈ کا ۱۹۱۲ء میں وجود ہوا اور آج دکن ا از کر دی ہے تو اُردو تحفظ بورڈ کی ضرورت لاحق ہوگئی ہے۔اردو کے زوال کے اسباب کی تلاش کی جائے تو معلوم ہوگا کہ علاقائی، مذہبی، طبقاتی اور قومی تعصب نے اس کا

بیڑا غرق کرد ی۔ دکن کے ۔ شیوں نے خود دکن پ توجہ نہیں کی۔ انھوں نے حُسن یوسف کو ۔ زارِ مصر میں پیش نہیں کیا بلکہ حیدرآ ۔ دی کنویں میں قید رکھا۔ کچھ خوش گلو فنکاروں نے ۔ ۔ دو آتشہ سہ آتشہ غزلوں سے محفل کو َ ما ۔ ۔ کچھ لوگوں کو پتہ کہ اس نہج اور دھج کا کوئی مستند غزل گو بھی َ ۔ رہا ہے۔

سعید نے اپنی آ ۔ ی سانس۔ شاعری کی لیکن چو ا نی فطرت ہے کہ اس کے فن اور تخلیقی حُسن کا اعتراف کیا جائے۔ اس لیے ۔ ۔ مشاعروں کی فضاؤں کو مسموم پ تو مسالموں، محفلوں، میلادوں اور مجالسوں کے ماحول کو معتبر اور محترم جان کر جہاں ان کے قدر داں ان پ جان چھڑکتے تھے اپنی توجہ ز ۔ دہ اسی ۔ ک شاعری پ کر دی جس سے انھوں نے کبھی بھی غفلت نہیں ۔ تی تھی اور خا ۔ انی د ۔ ن کی روا ۔ کو جاری رکھا تھا۔ خود کہتے ہیں:

مجھے بطور ورا ۔ میرے ۔ رگوں نے
متاع حُبِ شہیدانِ کربلا دی ہے

راقم نے اس پ روشنی ان کی مذہبی شاعری کے ذیل بیان کی ہے۔ یہاں ہم اپنے بیان کو ان کی غزلوں ۔ محدود رکھیں گے۔

ز ۔ گی اور موت پ اردو شاعری میں ۔ ا ذخیرہ موجود ہے۔ خوشی اور غم سے لبر ۔ اشعار کی کمی نہیں۔ یوں تو عموماً میر تقی میر اور فانی کا ۔ م خاص طور پ ز ۔ ن زد عام ہے۔ لیکن صدہا اشعار ان موضوعات پ ملتے ہیں۔ کوئی معروف شعر جیسے چکبست کا شعر

ز ۔ گی کیا ہے عناصر میں ر ۔ کیب
موت کیا ہے انہی ا ۔ ا کا پ یشاں ہو ۔

سعید کہتے ہیں:

ز ۔ گانی ہے موت کی تفسیر
موت تفسیر ز ۔ گی ہے

یہ شعر سہل ممتنع کی عمدہ مثال ہے۔ دونوں مصرعے گو یا ایک دو ورقہ کتاب ہے لیکن مطالب کا ایک کامل دفتر ہے۔ دونوں مصرعوں میں سوائے ایک لفظ ''کی'' کے باقی الفاظ تکراری ہیں۔ پورے شعر میں ایک اضافت مصرعۂ ثانی میں ہے۔

اس شعر کا کمال یہ ہے کہ پورا شعر الفاظ کی نشست کے زیر و بم سے تخلیق کیا گیا ہے۔ دونوں مصرع روزمرہ میں ہیں یعنی اس سادگی سے کہے ہوئے ہیں کہ ان کی نثر ممکن نہیں۔ چھوٹی بحر کی غزل میں بڑے خیالات کو سمونا سعید کی غزل کی شناخت بھی ہے۔

فانی کا پُر تاثیر شعر ہمارے ذہن میں کندہ ہے۔ مصرعہ ثانی میں کہتے ہیں۔

ع: کفن سرکاؤ میری بے زبانی دیکھتے جاؤ

سعید نے اس درد بھرے منظر کو دوسری طرح سے پیش کیا ہے۔ یہاں ہم تقابل نہیں بلکہ غزل کے مضامین میں تنوع پیش کر رہے ہیں۔

میری میّت پہ بھی کیا حسرت برستی تھی سعید
ہنسنے والے رو رہے تھے اور تو خاموش تھا

زندگی اور موت پر نادر مضمون دیکھئے۔

میں زندگی کی فکر کروں کس لیے سعید
خود موت کی پناہ میں جب زندگی رہی

یہ بہت بڑا شعر ہے یعنی یہ موت ہے جو زندگی کی میعاد مقرر کرتی ہے۔ یہ موت کا کرم ہے اور موت کا بھرم ہے جو زندگی کو پال رہی ہے۔ چنانچہ زندگی میں موت کی فکر بے سود ہے۔ کتنے صاف، سلیس، آسان فہم لفظوں میں کتنا عظیم نکتہ بیان ہو گیا۔ موت اور زندگی کو ایک مصرعے میں اس اعتبار سے دیکھا نہیں گیا تھا۔ ہر شخص کو یہ زندگی کا عرفان نہیں ملتا اس لیے ایک اور مقام پر کہتے ہیں:

کیا بتاؤں تجھے نا واقف عرفان حیات
موت سے بڑھ کے نہیں کوئی نگہبان حیات

بالکل الگ موضوع پہ مقصد حیات کو صرف ای شعر میں قلم بند کر دیتے ہیں۔

ی حیات کا مقصد حیات ا ں ہو
کسی کی جان نہ لے اپنی ز گی کے لیے

موت کو محاورے میں بیان کر کے زمانہ کو ا ہ کر رہے ہیں۔شای یہ تصنیف و لیف بھی اس کے ثبوت میں پیش کی جا سکے:

آنکھیں کھل جا گی زمانے کی
مری آنکھیں تو بند ہونے دو

حیات کے دونوں طرف موت ہے یعنی وجود ز گی سے پہلے اور بعد میں عدم ہے۔موت حیات کو گھیرے ہوئے ہے۔شاعر یہاں گلاس کو آدھا خالی دیکھ کر خیال کو خال خال کر رہا ہے۔سعید کہتے ہیں:

امید صبح کے مارے ہوئے جہاں پہنچے
وہیں حیات کی بھی شام ہوگئی اے دو ے

ایسے عمدہ اشعار بڑے بڑے شاعروں کی غزلوں میں کہیں کہیں آتے ہیں۔
ا ان زمین پہ خلیفۃ اللہ بنا کر بھیجا ی۔زمین چاہتی ہے اس کا سر ج ہمیشہ بقی رہے لیکن مشیّت کا تقاضہ کچھ اور ہے اس درد ک منظر کو صنعت حسنِ تعلیل کے ساتھ یعنی قبر کے کھودنے کے عمل سے ا کر کے سعید نے استغنا کی صورت میں موت کا نو لکھ دی۔

اللہ اللہ میرے مرنے پہ
ہو رہا ہے زمین کا سینہ چاک

چاک یہاں کی رعای قادر الکلامی کی سند ہے۔اسی کو کہتے ہیں۔

ع: لفظ بھی پہ ہوں مضمون بھی عالی ہووے

ایسا لگتا ہے کوئی میں گفتگو کر رہا ہے۔ایسی موزو پہ درجنوں بناوٹی اشعار

ر۔اسی لیے تو سعید نے سچ کہا تھا:

بھی محفل میں چھڑی میری غزل
ساری محفل کو تڑپتا دیکھا

ملٹن کے شعری یہ کے تحت اچھے شعر میں سادگی، صداقت اور یہ کا ہو ضروری ہے۔ اگر تنقیدی سے دیکھا جائے تو سادگی، صداقت اور یہ سادے سپاٹ الفاظ نہیں بلکہ ہر ایک لفظ میں سہ بُعدی (Three dimentional) کیفیتیں عیاں اور نہاں ہیں۔ سعید شہیدی کے تجرباتی منظر نامہ میں صدہا اشعار اس کسوٹی پر پورے اترتے ہیں۔ اردو شاعری کے بعض واقعات حکایت اور روایت عربی فارسی سے داخل ہوئے۔ پھر استعارات، تشبیہات، علامات اور اشارات، اصطلاحات اور تلمیحات کے ذریعے اردو شاعری کا اساس بنے۔ اس لیے ان میں نئے مضامین نکالنا شاعر کے لیے جوئے شیر لانے سے کم کام نہ تھا پھر بھی ذہین ان کا ذہن بقول غالب ''محشر خیال'' ہے۔ نئے نئے پھول کھلا ہی دیتا ہے۔ موسیٰ اور طور کے مضمون کے کچھ شعر دیکھئے۔

کاش پہلے ہی سے یہ بات سمجھ لیتے کلیم
ہوش میں رہ کے وہ جلوہ نہیں دیکھا جاتا

اٹھا رہا ہوں سر طور خاک کے ذرّے
ملے ہیں یہ تیرے جلوے کے پردہ دار مجھے

سرطور کیوں میں جاوں بھلا اس کے دیکھنے کو
وہ ہر ایک جا عیاں ہے جو ہو عارفانہ

کیا آ۔ سر طور کلیم
کچھ بتاتے تو بہت اچھا تھا

ان شعروں کو سرسری دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اشعار روایتی انداز کے ہیں۔ ۔ کہ ان کے معانی میں تہہ داری اور بڑی گہرائی ہے۔ تمام اشعار صنعت تلمیح میں ہیں۔ موضوع کی وابستگی کے چار پہلوؤں پر یعنی کلیم، جلوہ، ہوش اور طور پر در مضمون نگاری کا سہرا سعید کے سر ہے۔

سعید شہیدی کی تقریباً (۲۸۵) غزلیں زیور طباعت سے آراستہ ہو ہیں۔ ہماری کوشش یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ کلام کو منتخب کر کے تنقیدی زاویوں پر پرکھیں۔ کہ صنف غزل میں ان کے مقام کا تعیّن ہو سکے چو ہر شعر کی تشریح اور توضیح ممکن نہیں۔ اس لیے ہم ان کے چند عمدہ منتخب اشعار کو یہاں پیش کریں گے۔

وہ کسی کو کس طرح پہچانا
جس نے خود اپنے کو پہچانا نہیں

اپنی تنہائی کا آ۔ ہے خیال
پھول صحرا میں جو کھلتا دیکھا

رہ حیات سے گزرا نہ میں کبھی تنہا
قدم قدم پہ مرے ساتھ حادثات رہے

ساحل بھی اپنا طوفاں بھی اپنا
اب پر ا ۔یں ۔ ڈوب جا

ڈوبنے والے کو طوفاں سے بچانے کے لیے
کس قدر گہرا ہے دریہ نہیں دیکھا جا‾

ساکن عرش تھا کبھی میں بھی
کیسے آیہ یہاں نہیں معلوم

سعید اب کیا کروں گا پوَں کے چھالوں سے تنگ آکر
دعا کرتہ ہوں سارا راستہ پُرخار ہوجائے

یوں تو کہنے کو لٹا اک گل ستاں
در . ر کتنے عنادل ہوگئے

طلب گاران ساحل یہ رکھ لیں
. ساحل بھی کشتی ڈوبتی ہے

میرے دل سے جو اٹھّا دھواں
اور اک آسماں بن َیہ

اب لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہر صا . احساس
مجرم ہے َ.ہوں کی سزا کاٹ رہا ہے

سعید کی شاعری پ کیزہ شاعری ہے جس میں رومانی اور جنسی کشش تہذ . کے دا َ ہ

میں ہے۔محبت کی رنگارنگ د رنگین شعر کا مطالبہ کرتی ہے۔

پھولوں کی رت ہے ٹھنڈی ہوا
اب ان کی مرضی آ نہ آ

داستاں کا مختصر ہونا ہی کیا
مسکرادو مختصر ہوجائے گی

جہاں میں ہوں وہاں ہے ذکر تیرا
جہاں تو ہے وہاں میری کمی ہے

ہاں اسی کو کہتے ہیں اے سعید مجبوری
بھولنے پہ بھی ان کو ہم بھلا نہیں سکتے

ابھی تو فاصلہ باقی ہے ... و داماں میں
جنون ٔ د سے جو ٹکرا گیا تو کیا ہوگا

یوں تصوّر میں وہ آجاتے ہیں بھولے بھٹکے
جیسے بھڑکے کسی مفلس کا دیا رات گئے

سعید شہدی کہنہ مشق قادرالکلام شاعر تھے۔غزل کی روایت ہیئت، بحر، قافیہ اور ردیف کی پابندی کے ساتھ نئے نئے تجربات کرتے ،جس سے ان کی مہارت کا پتہ چلتا ہے۔ذیل کی غزل میں آٹھ اشعار میں صرف ایک لفظی قافیہ پورے مصرع میں ہے اور باقی

تمام ردیف ہے یعنی قافیے ایوانوں، پیمانوں، دربانوں، میخانوں، دیوانوں، پروانوں، ارمانوں، طوفانوں اور بیگانوں کے ساتھ ایک لمبی ردیف ''کی بات چھڑی ہے'' شعر کے مصرعِ اوّل میں مضمون کا تذکرہ کر کے مختلف کیفیتوں کی بات چھیڑی ہے۔ یہ بھی ایک عمدہ اور نادر قسم کی صنعت ہے جس کا نام نہیں۔

ایوانوں کی بات چھڑی ہے
دربانوں کی بات چھڑی ہے

پیمانوں کی بات چھڑی ہے
میخانوں کی بات چھڑی ہے

کیجئے ذکر جنون و بیاں
دیوانوں کی بات چھڑی ہے

شمع ہوئی جیسے ہی روشن
پروانوں کی بات چھڑی ہے

جائزہ لیجئے اپنے دل کا
ارمانوں کی بات چھڑی ہے

سن لیں سارے اہلِ ساحل
طوفانوں کی بات چھڑی ہے

ول سے پ ۓ والوں میں
پیمانوں کی ۔ت چھڑی ہے

اپنوں کی محفل میں سعید اب
بیگانوں کی ۔ت چھڑی ہے

سعید نے ''۔ق وآشیاں'' غزلوں کے مجموعہ میں دس مقامات پ قافیہ ''آشیاں'' رکھا، لیکن اس کے ۔وجود پوری غزل میں مضامین ۔ ا ۔ ا ۂ ھے۔ آ ۂ ی شعر میں اس کی وجہ بھی بتائی۔

یہ ربط ۔ق و نشیمن سے تھا کہ دیواں کا
سعید ۂم رکھا ''۔ق و آشیاں'' میں نے

صرف مطلع میں ا یہ اور قافیہ مطلع کے شعر کی ضرورت سے ''گل ستاں'' لا َ یہ ہے۔

چھٹا قفس سے عادتِ فُغاں نہ گئی
پھر آشیاں کو بھی سمجھا نہ آشیاں میں نے

چمک رہی ہیں اَ بجلیاں چمکنے دو
اسی لیے تو بنا یہ ہے آشیاں میں نے

خلوصِ دل سے لیا بجلیوں کا پہلے ۂم
رکھی ہے ۔ ۔ کبھی ۂ یدِ آشیاں میں نے

ۂ ا نے ۔ق بنائی ہے آسماں کے لیے
۔ائے ۔ق بنا یہ ہے آشیاں میں نے

صنعتِ تضاد کی جھلکیں ان اشعار میں دیکھیے۔ صنعتِ تضاد سے مضمون نگاری آسان نہیں۔

د یہ سمجھتی ہے کہ آ.د کیا ہے
اس پیار سے اس نے مجھے . . د کیا ہے
(آ.د۔ . . د)

شای کہ اسی جبر کو کہتے محبت
. . ان کو بھلای ہے بہت ی د کیا ہے
(بھلای۔ ی د)

اک اشک بھی آنکھوں میں سعید آنے نہ پ...
اپنے دل ۰ شاد کو یوں شاد کیا ہے
(۰ شاد۔شاد)

صنعتِ مراعات میں فصل، بہاراں، ۰ ۰ اں اور گلستاں موجود ہیں۔

بے ز کرم فصل بہاراں ہوں میں
ہے ۰ ۰ اں جس کی محافظ وہ گلستاں ہوں میں

صنعت جمع میں نہیں کہتے ہوئے بھی کچھ کہہ دیتے ہیں۔

بے وفا، ظالم، ستمگر، سنگ دل، وعدہ خلاف
لوگ انھیں جو چاہیں کہہ لیں ہم تو کہہ تے ہیں

صنعتِ تکرار سعید کی غزلوں میں تکرار سے آتی ہے۔

ساتھ چھوڑا نہ کبھی میرا پ یشانی نے
اب پ یشان نہیں ہوں تو پ یشاں ہوں میں

ایسا غم مجھ کو دی ہے مرے خالق نے سعید
بے ز غم جا ن غم دوراں ہوں میں

سفر سے پہلے نہ آیا کبھی خیال اس کا
سفر کے بعد ہوئی ہم کو ہم سفر کی تلاش

سعید غزل کے شاعر ہیں اس لیے ان کا تعلق حسن و عشق سے ہونا ضروری ہے۔ وہ حسنِ حقیقی اور حسنِ مجازی دونوں کے شاعر ہیں اسی لیے وہ محفل اور مجلس، مشاعرہ اور مسالمہ، میلاد اور جشن میں ممتاز اور مقبول ہیں۔ اَ خوش گلو افراد ساز پر ان کی غزل کو چھیڑتے ہیں تو محفل میں تحسین کی زعفران بکھرنے لگتی ہے، اَ میلاد کی بزم میں ولائی اور عرفانی کلام کی خوشبو پھیلتی ہے تو حاضرین کی مست قلندرانہ داد و دعا سے دروازۂ عرش کھُل جاتے ہیں۔ اَ مجلس میں سعید کے درد بھرے غم سے سلام اور نوحے پڑھے جاتے ہیں تو اشکوں کے رر رانِ رحمت بن جاتے ہیں۔ اس مقام پر ہم صرف ان کے کچھ عشقیہ اشعار بغیر کسی مزید تشریح کے پیش کر رہے ہیں کہ گلستانِ شاعری کے دلرُبا، دلکش، دل دار اور دل نواز حصّوں سے بھی آشنائی ہو سکے۔

گلشن ہے فصل گل ہے شب ماہتاب ہے
اللہ ان کو ایسے میں لائے کہاں سے ہم

حال دل پوچھتے ہیں جب وہ سعید
ہم غزل اپنی سنا دیتے ہیں

کعبہ کا احترام بھی میری نظر میں ہے
سر کس طرف جھکاؤں تجھے دیکھنے کے بعد
آیا ہے کیا نکھار غزل پر سعید کی
میں تجھ کو کیا بتاؤں تجھے دیکھنے کے بعد

اک گونہ بے خودی کو ترستا ہوں ساقیا
تجھ سے ملے ہوئے زمانے گزر گئے

کچھ لوگ کوئے یار سے پہنچے ہیں دار تک
اور کچھ وہ ہیں جو دار سے دلدار تک گئے

ان کو ہو جائے گا اندازہ مری حالت کا
کم سے کم کوئی غزل میری سنادی جائے

زلفیں سنواریں اپنی کہ وہ منتشر کریں
ان کی خوشی وہ شام کریں یا سحر کریں

پھولوں کی رُت ہے ٹھنڈی ہوا
اب ان کی مرضی آئیں نہ آئیں

وہ سرِ شام آنکھیں وہ مخمور نگاہیں
چھلکتے ہوئے مے کے جام اللہ اللہ

ان کے زانو پہ تھا سر اور ان کے دامن کی ہوا
سچ تو یہ ہے ہوش میں آنے کا کس کو ہوش تھا

رخ پُرنور پہ بکھرے ہوئے گیسو کا سماں
امتزاج سحر و شام ہے کیا عرض کروں

تیری مسکراہٹ کے ساتھ ہیں میری آنکھیں
صبح کے اجالے میں دو چراغ جلتے ہیں

جن کو آنا تھا وہ تو نہ آئے سعید
موسم گل کے آنے سے کیا فائدہ

سعید کی فکر عرفانی اور مذہبی ہوتے ہوئے آفاقی قدروں کی حامل ہے۔ شاعری جب اخلاق سازی کی کتاب بن جاتی ہے تو اس کا پیغام نورانی اور اس کا مقام آسمانی ہو جاتا ہے۔ سعید کی غزلوں سے چند اشعار چُن کر یہاں بطور نمونہ پیش کرتا ہوں۔

جو مانگنا ہو مانگ لے خالق سے اے سعید
جا کر ہر اک کے در پہ تو ہرگز صدا نہ دے

جو بھی قسمت میں ہے میری مجھے مل جائے گا
کیوں میں پھیلاؤں کسی غیر کے آگے دامن

جس کی تقدیر میں جو ہے اسے ملتا ہے سعید
بے وجہ پھر کوئی کیوں اس سے سوا مانگے ہے

زبان کے زخم ہیں یہ کم نہ ہوں گے
رہینِ منت مرہم نہ ہوں گے

ہر عمل کو اپنے میں محکم بناؤں کس طرح
. . مری بیر خود وابستہ تقدیر ہے

دینے والے نے مجھے دے دی جو دینا تھا
آپ کیا دیں گے مجھے آپ سے کیا مانگوں گا

آنچ ان کے گھر کی آپ کے گھر بھی آئے گی
کرنا ہو جو بھی کام ذرا سوچ کر کریں

اس کا ہر اک قصور کرکے معاف
مطمئن ہیں اس انتقام سے ہم

گل پہ کچھ اور خار پہ کچھ اور
اس میں توہین گلستاں آتی ہے مجھے

اہل حق کی فطرت ہے حق پہ آنچ . . آئے
سرکٹا تو یتے ہیں سر جھکا نہیں یتے

سعید کی بیشتر غزلیں چھوٹی بحریں ہیں۔زیادہ تر غزلیں مردّف ہیں۔کئی غزلیں غزلِ مسلسل کی صف میں شمار کی جاسکتی ہے۔سعید کی غزل کی پہچان اور آن بان یہ بھی ہے کہ ان میں عربی فارسی کے الفاظ کی بھرمار نہیں ہوتی، یہی نہیں بلکہ اضافات بھی کم کم آتے ہیں۔ سعید نے مقطع میں کرشمہ سازی کی ہے جو حسنِ مقطع کی صنعت میں شمار کی جاسکتی ہے۔

□□□

شاعرِ . ق وآشیاں کی کرشمہ سازی

سعید شہیدی اردو شاعری کا وہ واحد تخلیق کار ہے جس نے شاعر . ق ونشیمن کا خطاب بھی حاصل کرلیا ہے۔ جتنے اشعار اور موضوعات سعید نے . ق ونشیمن پ تخلیق کیے کوئی اور نہ کرسکا۔ . ق ونشیمن اور اس کے مترادفات جیسے بجلی آشیانہ، آتش آگ آشیاں وغیرہ قدیم گھسے پٹے الفاظ ہیں جو بطور استعارات، علامات اور اشارات استعمال ہوتے رہے لیکن ان کا استفادہ ای یہ دو جہات میں محدود رہا، سعید نے اس موضوع پ ہر ممکن زاویہ سے روشنی ڈالی۔

ا ن کوشش اور سعیِ مسلسل کے سوال کچھ اور نہیں۔ فلک، آسمان، پ خ، د وی حادث ت وغیرہ ہمیشہ ا ن کے ساتھ ساتھ نہیں رہتے بلکہ اُس کے خلاف بھی عموماً عمل اور ردعمل کرتے رہتے ہیں۔ جسے مشیت اور غائبانہ قدرت بھی کہا جا ہے۔ ا ن بخصوص ای کامیاب ا ن ہر روز و ش . ان مسائل سے دوچار رہتا ہے اور ان طاقتوں سے پنجے ٔم کرت آ ہے۔ ٔمیدی تقریباً ہر شریعت میں حرام اس لیے قرار دی گئی ہے کہ امید بغیر ز ٔگانی ممکن نہیں۔ ایسی شاعری جس میں مسلسل کوشش، پیہم تعمیر، محکم مثبت امید کا ذکر ہو وہ پیغمبری ہے اور اعلیٰ شاعری کی ای شنا ٔ بھی یہی ہے۔ سعید کے پ س تقریباً آٹھ دس فیصد غزل کے اشعار اسی موضوع پ موجود ہیں۔ سعید کی غزل جو عام طور پ پنچ سے نو دس اشعار پ مشتمل ہوتی ہے۔ اس موضوع پ کم از کم ای شعر ضرور ر ہے۔ سعید نے اسی

مضمون کے مختلف رخوں کو کئی رنگوں اور ڈھنگوں میں . ھا ہے جوان کی وسعت فکری اور قادرالکلامی کی سند ہے۔

ع: اک پھول کا مضموں ہوتو سورَ سے . ھوں

مسلسل جہدو   کامیاب ز. گی کا راز ہے۔حوادث سے مقابلہ ز. گی کی علامت ہے۔فلک اور . خ کے مسائل اور مظالم سے مقابلہ مردانگی ہے۔نشیمن کا مقام زمین اور . ق کی منزل آسمان ہے۔اس فلک کے جورو ستم سے کون سا   ہے جو. لاں نہیں۔علاّمہ اقبال نے اس طرف " بیراور تقد یر کے مسئلہ کو جوڑتے ہوئے کہا تھا کہ ا   نی کوشش اور عمل تقد یر کو . ل سکتی ہیں۔

اے دو   جہاں میں . " ہیں ا   ں کے عمل سے تقد یریں
اک عزم و یقیں کا ہاتھ . ڑھا اور ٹوٹ گئی   . زنجیریں

سعید کا عزم ان کے اشعار میں دیکھئے۔سیدھے سادے شگفتہ الفاظ میں روزمرّہ کی روانی اور سلا   ی کے ساتھ انہی مطا   . کو پیش کر دیتے ہیں جن میں مشکل سے کوئی ادق غیر مانوس لفظ ہو. تو اک طرف اضافات کا َ . ربھی مشکل ہو. ہے۔

آشیاں کے جلتے ہی آشیاں بنا" ہوں
میں فقط سمجھتا ہوں . ق کی ز. ں تنہا

نشیمن . نشیمن اس طرح تیار کر. جا
کہ َ تےَ تے بجلی آپ خود بیزار ہوجائے

آشیانے کی .: د رکھ کر سعید
. ق کا حوصلہ آزماتے ہیں ہم

ذوق . . دی سلامت ہے َ ے شوق سے . ق
ہم نشیمن کی بنا . ر دَ ر ـ ہیں

کیوں کہوں کوششیں رائیگاں ہوگئیں ․․ر . ق وشرر آشیاں ہوَ ـ
ہمتیں اور بھی کچھ جواں ہوگئیں اب مکمل میرا آشیاں ہوَ ـ

. ق کے لیے کیا کیا زحمتیں اٹھا ـ ہوں
آشیاں کے جلتے ہیں آشیاں بنا ـ ہوں

میرا ذوق . . دی . ق کا نہیں پ بند
آشیاں بنا ـ ہوں آشیاں جلا ـ ہوں

ہر ساغر میں آدھے بھری شراب کو تو دیکھ سکتی ہے لیکن اہلِ دوسری طرح اُس آدھے ساغر کو بھی دیکھتے ہیں جو خالی ہے۔ اس کے لیے بصارت کے ساتھ بصیرت کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ . ق اور آشیاں کے دامن میں شاعر نے یہاں اپنے درد اور . . دی کو . ق پ منت اور رحم میں تبدیل کر دیا یعنی وہ آشیاں اپنے لیے نہیں بلکہ . ق کی ضرورت کے لیے گھر بنا رہا ہے:

آشیاں جلتے ہی پھر بنا گے ہم
بجلیوں کی خوشی ہم کو منظور ہے

آشیاں جلتے ہی اک اور بنا ـ ہوں
. ق کا مجھ سے ـ پنا نہیں دیکھا جا ـ

(. ق کی چمک کو ـ پنا کہنا حسن تعلیل ہے جس سے شعر عمدہ ہوَ ـ)

.ق . ت رہے بے قرار
اب نشیمن بنادیجئے

. تلک .قی رہیں گی .ق کی بے چینیاں
ذوق تعمیر نشیمن کیسے کم ہوجائے گا

رکھ رہا ہوں بنا نشیمن کی
بجلیوں کا مزاج .ہم ہے

کیا کروں .ق کی حسرت نہیں دیکھی جاتی
جا ہوں میں نشیمن مرا جل جائے گا

لیجے آشیاں بن ِ
بجلیوں کا مکاں بن ِ

میں اَ اپنے نشیمن کی نہ .ید رکھوں
آپ ہی کہیے کہاں .ق و شرر جا گے

ا ن جومشکلات کے مقابلے سےنہیں ت اور ہمیشہ اپنے امارہ سے .َ کرت رہتا ہے۔حوادث زماں ومکاں سے .ڑی حد ت ٹ رہوجا ت ہے جس کی وجہ سے اسے ت کیہ کا مقام حاصل ہو ت ہے۔ .ق اور آشیاں کے مضامین میں سعید چو شاعرمحمدؐ وآل محمدؐ بھی ہیں۔اوران .َ ی ہ شخصیتوں کے پ ستار بھی ہیں۔ا نی افکار اور .ت کوطرح

طرح سے مہمیز کرتے ہیں۔سعید جا ہیں ا ن اشرف المخلوقات اور ۔ اللہ فی الارض ہے وہ تمام دوسری موجودات کوز یر کرسکتا ہے تو بجلی جو آشیاں کے لیے فنا کا پیغام ر ہے اُس کی حقیقت اُس ا ن کے عزم کے مقابل نہیں جو فنا فی العشق حقیقی ہو جائے۔

سعید آواز دے بجلی کو بڑھ کر
نشیمن پھر بنا چاہتا ہوں

یں تلک تو پہنچا ہے ذوق خانہ . . دی
بجلیوں کی زد پہ ہم آشیاں بناتے ہیں

نگاہ . ق سے ڈرتے نہیں کبھی وہ سعید
بنارہا ہو نشیمن جو . ق ہی کے لیے

اک اور ـ زہ نشیمن کی بنا رکھ کے سعید
. ق کے ذوق کو کچھ اور ہوا دی جائے

مشکلات کا مقابلہ مسکراتے ہوئے شکر کرتے ہوئے کر مردانگی ہے یہی د کی کامیابی کی کنجی اور عقبیٰ کی نوید ہے۔

آشیانے کو جو . . د کرے گی بجلی
مسکراتے ہوئے ہم سوئے قفس جا گے

آشیاں جلتا ہے جلنے دیجئے
مسکراتے ہوئے ہم دیکھیں گے

بناتے ہی نشیمن .ق آتی ہے جلانے کو
٠ ا کا شکر ہے محنت میری زائل نہیں ہوتی

اَ خوف ہے دل میں کچھ بجلیوں کا
نشیمن بنانے کی زحمت نہ کیجے

گلستان میں آشیاں بنانے کا ا مقصد اس کی رکھوالی، نگہبانی اور نغمہ پ٠ وں کی پ٠ ائی بھی ہے۔ سعید کی میں گلشن کی رونق اور ت زگی . سے .ڑی دلکشی ہے۔ وہ اس کی خاطر .ق کی توجہ کو موڑنے کے لیے اپنا نشیمن قر.ن کر سکتا ہے یعنی اس . دی میں گلشن کی آ.دی کی ضما٠ . بھی شامل ہے۔ اس عمدہ ت زے اور ٠ در مضمون کو کس طرح بیان کیا َ ہے پ‍ڑھیے اور سر دھنیے!

گلستاں کی رونق .ڑھانے کی خاطر
ہمیں ہیں نشیمن جلا دینے والے

چمن جو .ق کی زد سے ہے محفوظ
یہ میرے آشیانے کا کرم ہے

بنا کر .ق کی زد پ نشیمن
گلستاں پ کرم میں نے کیا ہے

آشیاں ہے جلتا ہے جل جائے بلا سے لیکن
.ق کی زد سے گلستاں کو بچائے رکھنا

شاعر گلستاں کی روشنی بڑھانے اوراس کی آب و تاب کو برقرار رکھنے کے لیے بجلی کے علاوہ خود اپنے ہاتھ سے اُسے نذر آتش کردینا چاہتا ہے تاکہ روشنی کے لیے وہ برق کا مرہونِ منت نہ رہے۔ اگرچہ اس خانہ سوزی میں وہ ختم ہوجائے گا لیکن اس کا مقصد جو روشنی اور رونق ہے حاصل ہوجائے گا۔ یہ بھی ندرت بیانی اور جدت ہے جو روایتی غزل کے پیکر میں لبریز ہے۔

آشیاں کو آگ دینے کی بھی نوبت آئے گی
کچھ نہ کچھ کرنا پڑے گا روشنی کے واسطے

آگ دے کر آشیانے کو بصد شوق تمام
کیوں نہ میں بن جاؤں فوری برق کا قائم مقام

اب کوئی دم میں نشیمن پہ گرے گی بجلی
ابھی کچھ دم میں گلستاں میں اجالا ہوگا

برق کی عنایت سے آج صحن گلشن میں
جس طرف اٹھی روشنی آئی

برق کی زد پہ نشیمن جو بنا سکتا ہے
وہی گلشن کو تباہی سے بچا سکتا ہے

چلو برق کی بھی خوشی ہوگئی
گلستاں میں بھی روشنی ہوگئی

ا جانے کہاں ہے آشیانہ
جہاں ے دیکھتا ہوں روشنی ہے

خود آگ دے کے اپنے نشیمن کو آپ ہی
بجلی سے انتقام لیا ہے کبھی کبھی

ہمارے آشیاں پہ . یں گی بجلیاں آ
سعید اللہ جانے . چمن میں روشنی ہوگی

ہم نے خود اپنے نشیمن کو لگائی ہے آگ
ہم سے تو .ق کا احسان اٹھایا نہ گیا

ی اتنا ہے .ق چمکی تھی
کیا ہوا آشیاں نہیں معلوم

نشیمن اپنا ہے ہم کیوں نہ خود لگا آگ
یہ درمیان میں کیوں بجلیوں کا ہاتھ رہے

.ق . ے رہے بے قرار
اب نشیمن بنا دیجئے

کیوں نہ خود ہی پھو۔ دیں ہم آپ اپنا آشیاں
چار تنکوں کے لئے بجلی پ یشاں کیوں رہے

بجلی کا سعیدآ۔ احساں اٹھا۔ کیوں
میں نے ہی نشیمن کو خود آگ لگادی ہے

.ق اورآشیاں کے ربط پ سعید نے جومختلف مضامین غزلوں میں پیش کیے ہیں اَ ان کی جمع آوری اورتنقیدی تجزیہ کیا جائے تواس بیان کی وسعت اورمضمون کی گہرائی کا پتہ چلے گا۔ شای راقم کی یہ تحر اس ای مثبت قدم تصور کیا جا سکے۔سعید نے اپنے پہلے مجموعۂ غزل ''.ق وآشیاں'' میں پوری ای غزل دس شعر کی آشیاں کے قافیے پ تیار کی جس کا ہر شعر ای ہی قافیہ ر۔ ہوئے مختلف معانی اور مضامین کا حامل ہے۔اس غزل کے چند شعر یہ ہیں:

چھپالیا ہے نگاہوں میں گلستاں میں نے
بنالیا ہے تصوّر میں آشیاں میں نے

چمک رہی ہیں اَ بجلیاں چمکنے دو
اسی لیے تو بنای ہے آشیاں میں نے

خلوص دل سے لیا بجلیوں کا پہلے ۔م
رکھی ہے . . کبھی ؛ د آشیاں میں نے

۔ ا نے .ق بنائی ہے آسماں کے لیے
.ائے .ق بنای ہے آشیاں میں نے

یہ ربط ۔ق و نشیمن سے تھا کہ دیواں کا
سعید ۔م رکھا ''۔ق و آشیاں'' میں نے

سعید نے اردو شاعری میں اس ۔ق و آشیاں کے مضمون کو اپنی اقلیم سخن میں اس طرح جگہ دی ہے کہ اس وسیع کینوس سے ہٹ کر کوئی مضمون پیش کر۔ مشکل ہے۔ ۔ق و آشیاں میں شرر، تنکے، قفس، روشنی وغیرہ بھی اس کے دوسرے مترادفات کی ۔جمانی کرتے آتے ہیں۔ اس تحریکو طوا۔ سے بچانے کے لیے ہم متفرق اشعار کو جو اس موضوع سے تعلق ر۔ ہیں یہاں پیش کرتے ہیں۔

طرح آشیاں ڈال دی گئی
بجلیوں کو اب اختیار ہے

فقط میرے نشیمن پہ ہی یہ بیداد کرتی ہے
کسی گلشن کو یہ بجلی کہاں ۔۔د کرتی ہے

کیسے بنائے گا تو نشیمن
بجلی سے گھبرانے والے

محنت آشیاں اکارت ہے
بجلیوں کو اَ خبر نہ ہوئی

وہ بجلی ہو کہ آ۔ھی ہو وہ ہو صیاد یہ گلچیں
گلستاں میں سبھی دشمن ہیں اک میرے نشیمن کے

یہ سوچ کر میں نشیمن کو آگ دے نہ سکا
کہیں اہانتِ .ق و شرر نہ ہوجائے

دیکھنا ذرا ہمدم روشنی ہے گلشن میں
آشیانہ جلتا ہے یہ پراغ جلتے ہیں

ٹپ رہا ہے بہت دن سے ذوق . دی
پھر آشیانہ بنات ہوں اہتمام کے ساتھ

جیسے ہی نشیمن کی بنیاد رکھی میں نے
بے ساختہ َ دوں سے بجلی کا سلام آیا

اَ آشیاں مرا جل َ یا مجھے کچھ کسی سے گِلہ نہیں
یہ مرے نصیب کی بات ہے کوئی بجلیوں کی خطا نہیں

آزاد ہوں فکر آشیاں سے
کیا .ق کا یہ کرم نہیں ہے

اپنے کارنامے پر .ق یوں اکڑتی ہے
جیسے آشیانہ ہم پھر بنا نہیں سکتے

□□□

سعید کی موجِ غزل طوفان سے ساحل

سعید کی غزلوں میں قدیم روایتی مضامین ساحل طوفان اور سفینہ نئے نئے مطا . سے پیش کیے گئے ہیں۔سعید نے پ انی بوتلوں میں نئی شراب بھری ہے۔اردو شاعری میں ان کے پ س کلاسیک مضامین پ اشعار کی کمی نہیں اس کے وجود سعید کا تقریباً ہر شعر رت بیان اور . طرز کا حامل ہے جو ان کی وسعت فکری، اور تخیل کی کرشمہ سازی کا نتیجہ ہے جس سے ان کے شعر میں گیرائی اور گہرائی پیدا ہو گئی ہے۔لٹر میں عموماً طوفان کو مزاحم اور رقیب بنا کر ساحل کو مدد گار اور دو ۔ ومہر ن بنا کر مضمون نگاری کی گئی ہے۔سفینہ ا ی ایسا وسیلہ ہے جو طوفان سے ت دے کر ساحل۔ پہنچا ۔ ہے لیکن ساحل کی طرح ضما۔ ۔ کا حامل نہیں، وہ کبھی ڈوب سکتا ہے اور کبھی کنارے لگ سکتا ہے۔

سعید نے طوفان سے مقابلے کو ا ن کی قدرت اور . ۔ ی بتا کر اسے منفی نہیں بلکہ مثبت آزمایشی قدر بتا ی ہے۔

۰ ا حافظ تمھارا اہلِ ساحل
مجھے ا م طوفاں دیکھنا ہے

ابھی کیوں لاؤں کشتی سوئے ساحل
ابھی تو زور طوفاں دیکھنا ہے

قدموں میں آجائے گا ساحل
طوفان سے ٹکراتے رہیے

میری دیوانگی پ اہل ساحل مسکراتے ہیں
سفینہ اپنا طوفاں کے مقابل لے کے آ ہوں

وہ خود ہی لے کے جائے گا ساحل ت آپ کو
طوفاں کے رخ پہ اپنا سفینہ بڑھائے

یہ طوفاں کیا بنالے گا یہ موجیں کیا بگاڑیں گی
کہ میں وں میں اپنے آپ ساحل لے کے آ ہوں

سفینہ وہ نہیں جو لوٹ آئے ساحل پ
سفینہ وہ ہے جو طوفاں کا رخ لنے لگے

کیا ان شعروں میں خودی کی بلندی کی تعلیم نہیں، کیا ان شعروں میں حوادث اور مشکلات سے مقابلہ کرنے کا آدرش نہیں، کیا ان مضامین میں قنوطیت کے خلاف رجائیت نہیں، کیا ت قی پسندی کی لہر ان اشعار کے پڑھنے سے رگوں میں نہیں دوڑتی۔ پھر کیوں سعید کی غزل کو صرف روایتی غزل کے گل و بلبل کے شاعر کے حساب میں رکھا ی؟ ز گی صرف آرام اور عیش پ ستی کا م نہیں، ز گی میں خوشی اور سکون کم درد و آلام اور غم ز دہ ہے۔ اچھی شاعری ا ن کو ان معرکوں میں کامیاب ہونے کی ت غیب اور ت ی کرتی ہے جس

طرح حق پ لڑتے ہوئے جان دینا جوانمردی اور جاوی دانہ حیات ہے اسی طرح اَ طوفان کے جبر وظلم سے سفینہ ڈوب بھی جائے تو اس شکست میں . یت ہے۔ یہاں . دی نہیں آ. دی ہے۔ کچھ شعران مطا . کے یہ ہیں:

اپنی مرضی سے ڈبوی ہے سفینہ میں نے
کبھی طوفان کا احسان اٹھای ہی نہیں

بچ کہ کیوں آئے کنارے پہ سعید
ڈوب جاتے تو بہت اچھا تھا

جس نے خود طوفاں میں کشتی ڈال دی
اس کے دل میں حسرت ساحل کہاں

ساحل بھی اپنا طوفاں بھی اپنا
اب پر اتیں ڈوب جا

طوفانوں کو جس نے پ لا
وہ کیا جانے ساحل کیا ہے

َ داب بلا کا تجھے ا ازہ ہو کیسے
. . تیرا سفینہ ہی بھنور ت نہیں پہنچا

ز ر طوفاں . . سفینہ ہوَ ے
مطمئن یران ساحل ہوگئے

ہمارا سفینہ بھی ڈو ہے یں
ہمارا بھی کچھ حق ہے طوفان پ

ز گی میں سکون عیش و آرامش عارضی ہے جس طرح طوفان سے پہلے فضاؤں میں خاموشی اور سکوت چھا جا ہے اُسی طرح ظاہری خوشی کے بعد غم اور مشکلات کا موسم شروع ہو ہے۔ اسی لیے ائے سخن میرا نے فرما تھا:

کسی کی ا طرح سے بسر ہوئی نہ ا
عروج مہر بھی دیکھا تو دوپہر دیکھا

سعید ذیل کے اشعار میں بتا رہے ہیں کہ د میں ہر شے مستقل نہیں رہتی۔ ا ن سوائے ا کے کسی دوسری چیز پ بھروسہ نہیں کر سکتا۔ ہر سکون آشوب میں ہر خوشی غم میں اور ہر ریکی روشنی میں . ل سکتی ہے جس کے لیے ا ن کو تیار رہنا چاہیے اور یہی ا کامیاب ز گی کا راز ہے۔

طلب گارانِ ساحل د رکھیں
. ساحل بھی کشتی ڈوبتی ہے

تھا نگاہوں کے سامنے ساحل
کس جگہ جا کے وَ ڈوبی ہے

بچا کے لائے ہیں کشتی کو ہم کنارے
یہاں بھی شورش طوفاں ہے دیکھیے کیا ہو

آپ ساحل سے نہ طوفاں کا تماشا دیکھیں
یہی طوفاں کبھی ساحل تلک آسکتا ہے

سن لیں سارے اہل ساحل
طوفانوں کی بات چھڑی ہے

سعیدانہی اشاروں میں عشق مجازی کا چٹخارہ بھی بھر دیتے ہیں۔

مجھے ڈوبنا بھی نہ ہوجائے مشکل
کنارے پہ آنے کی زحمت نہ کیجئے

مسکراتے ہوئے کنارے پہ
ڈوب جانے کی بات کرتے ہو

یہ طوفاں یہ تلاطم صرف میری زندگی تک ہے
اگر میں غرق ہوجاؤں تو بیڑا پار ہوجائے

جس نے آپ اپنے کو پہچانا اس نے اپنے خالق کو پہچانا، حدیث مبارک ہے۔ انسان اپنی فضیلت اور مقام سے آگاہ نہیں۔ وہ نائب اللہ ہے اور مختار و مجبور کے درمیان اپنی تقدیر بنانے والا موجود ہے۔ علامہ اقبال مقام انسان کے بارے میں کہتے ہیں کہ اس پانچ چھ فٹ کے انسان میں ساری کائنات آسانی کے ساتھ سما سکتی ہے لیکن اتنی وسیع کائنات میں انسان پوری طرح سے سما نہیں سکتا یہ کائنات اس کے لیے چھوٹی ہے:

آنچہ در عالم نگنجد آدم است
آنچہ در آدم نگنجد عالم است

وہ شاعری جوا ن کواس کی ۔طنی طاقتوں سے روشناس کرتی ہے آفاقی شاعری ہے۔کبھی کہتے ہیں:

ساحل سے ہیں محو تماشا
طوفاں سے ٹکرانے والے

آج وہ محو تماشا ہے ۔ ساحل سے
موڑ سکتا تھا جو کل ۔ رخ طوفانِ حیات

پھیر دیتا ہے کبھی بپھرے ہوئے طوفاں کا رخ
اب تماشہ دیکھنے ساحل ۔ آ ۔ ہے کوئی

اس مختصر تحر ۔ کو ہم سعید کے ان شعروں ۔ تمام کرتے ہیں جس کے ۔طنی معنی ا ن کو کوشش عزم اور محنت ومشقت کا درس دیتے ہیں:

ڈوبنے والے کو طوفاں سے بچانے کے لیے
کس قدر گہرا ہے در ۔ نہیں دیکھا جا ۔

تجھ کو موجوں کے تھپیڑوں کا ہو کیا ا ۔ ازہ
تو نے ساحل سے سفینہ کو ۔ڑھا ۔ ہی نہیں

❑❑❑

O

پھولوں کی رُت ہے ٹھنڈی ہوا
اب اُن کی مرضی آ نہ آ

اُن کی جفا ـ اپنی وفا
کیا ـ د رکھیں کیا بھول جا

اتنا بتادے غم دینے والے
آ ـ بہا مسکرا

پھولوں میں رہ کر پھولوں میں بس کر
کا ں سے کیسے دامن بچا

رودادِ الفت کرلیں مکمل
کچھ تم سناؤ کچھ ہم سنا

ساحل بھی اپنا طوفاں بھی اپنا
اب پر آیں ـ ڈوب جا

بھولی ہوئی ـت اک ـ د آئی
لیکن سعید اب کس کو سنا

□□□

O

رقص کرتی ہیں فلک پ بجلیاں اب کیا کروں
میری پُو ہے یہی اِک آشیاں اب کیا کروں

عار ہے سُننے سے ان کو داستاں اب کیا کروں
میرے قابو میں نہیں میری ز.ں اب کیا کروں

عالم غر. ے ہے میں ہوں اور ا ھیری رات ہے
لُٹ گ ے ایسے میں سارا کارواں اب کیا کروں

لیجئے رونے لگے ہچکی بندھی غش کر گئے
اور ابھی ہے ابتدائے داستاں اب کیا کروں

دور منزل ·توانی سے قدم اُٹھنا محال
کیا کروں اے چارہ سازِ بے کساں اب کیا کروں

دل میں آ ے تھا کہ کھینچوں ا ے آہِ پُر ا ث
اُن کی صورت آگئی پھر درمیاں اب کیا کروں

دُور ساحل ۰ ۰ا مایوسؔ طوفاں کا شباب
ڈوبتی ہے کشتیِ عمرِ رواں اب کیا کروں

رہتے رہتے . . مجھے زِ ؔ اس سے الفت ہوچلی
حکم ہوتا ہے کہ کاٹو بیڑیں اب کیا کروں

ساتھیوں ت َتے پڑتے، میں پہنچ جاتا سعید
بن گئی دیوار، َ دِ کارواں اب کیا کروں

❑❑❑

O

مے ہے مینا ہے اور جام
میری سحر ہے میری شام

کیسی بہار اور کیسی ··اں
موسم .لا، .لا ·م

اب وہ نشیمن ہو کہ قفس
یہ بھی دام اور وہ بھی دام

میری خطا اس کا کرم
یہ آغاز اور وہ ا م

ان کا تصور ان کا خیال
کتنی سہانی ہے یہ شام

ہوگا نشیمن جانِ چمن
.ق کو اپنے کام سے کام

··ع میں .لیں پ ہے کوئی
واہ سعیدِ خوش ا م

□□□

○

غمِ دل کو بہارِ بے خزاں کہنا ہی پڑتا ہے
محبّت کو حیاتِ جاوداں کہنا ہی پڑتا ہے

نگاہیں حالِ دل کی ترجمانی کر ہی دیتی ہیں
خموشی کو بھی اک دن داستاں کہنا ہی پڑتا ہے

غُبارِ راہ رہ جاتا ہے پیچھے چھوٹ کر لیکن
اسے پھر بھی جانِ کارواں کہنا ہی پڑتا ہے

یہ مانا وہ جفا پرور ہے ظالم ہے ستمگر ہے
پھر بھی اسے آرامِ جاں کہنا ہی پڑتا ہے

بُرا ہو یا بھلا اک آسرا ہے سر چھپانے کا
بہ ہر صورت قفس کو آشیاں کہنا ہی پڑتا ہے

کسی کو کیا وہ میرے درد کا قصّہ سناتے ہیں
سعید اس کو حدیثِ دیگراں کہنا ہی پڑتا ہے

□□□

○

مرے حال پہ رحم کھانا پڑا
وہ آتے نہ تھے ان کو آنا پڑا

یہاں راہ و منزل سے کیا واسطہ
جہاں دل گیا ہم کو جانا پڑا

تلاطُم کی توہین ممکن نہ تھی
سفینہ کو آگے بڑھانا پڑا

ستم حسبِ دستور اس نے کیے
مجھے عادتاً مسکرانا پڑا

محبّت میں آیا اک ایسا مقام
انہیں میری منزل پہ آنا پڑا

تڑپتی ہوئی .ف کو دیکھ کر
ہمیں پھر نشیمن بنانا پڑا

انہیں یاد رکھنے کی خاطر سعید
خود اپنے کو بھی بھول جانا پڑا

□□□

O

میں واقف ہوں کہ اٹھنے سے مرے محفل پہ کیا َ ری
وہ بھی بتا   کچھ کہ ان کے دل پہ کیا َ ری

کے مقدر میں لکھا تھا ' ڈوبنا ' ڈو.
کوئی اتنا بتا دے، سینۂ ساحل پہ کیا َ ری

یہ ما. مسکرائے ہم ، ہجومِ حسرت و غم میں
کسی کو کیا خبر لیکن ہمارے دل پہ کیا َ ری

ہماری داستاں پ اہلِ محفل تو بہت ٹ پے
نہیں معلوم لیکن صاحبِ محفل پہ کیا َ ری

اجازت دے تو دی جلووں کو اس نے عام ہونے کی
اسے لیکن خبر کیا ہے کہ کس کے دل پہ کیا َ ری

دلِ بے ب جس منزل پہ مجھ کو لے کے پہنچا تھا
مجھے خود بھی نہیں معلوم اس منزل پہ کیا َ ری

□□□

○

ہنساتے ہیں مجھ کو رُلانے سے پہلے
بنانے کی کوشش مٹانے سے پہلے

رِہا ہو کے اب کیا گلستاں کو جاؤں
خزاں آگئی میرے آنے سے پہلے

تلاطم سے زور آزما· پڑے گا
سفینہ کو ساحل پہ لانے سے پہلے

نہ بن جائے اُمیّد مایوسِ غم کو
کوئی سوچ لے مسکرانے سے پہلے

نہ پوچھ ان کی مخمور وں کا عالم
سہارا لڑکھڑانے سے پہلے

نہ یہ بجلیاں تھیں نہ یہ آ· ھیاں تھیں
ہمارے نشیمن بنانے سے پہلے

ذرا اپنے دل کے تقاضے تو سمجھو
مرے دل کی د مٹانے سے پہلے

مرے دل کی بے تابیاں رنگ لا
وہ خود آگئے ید آنے سے پہلے

نہ یہ دلکشی تھی نہ رنگینیاں تھیں
سعید ان کے تشریف لانے سے پہلے

□□□

○

قفس میں دل کے بہلانے کا ساماں لے کے جاتا ہے
اسیرِ غم نگاہوں میں گلستاں لے کے جاتا ہے

بس اب رہنے بھی دے اے ۰۰ ا . جا ہوں میں
سوئے ساحل مری کشتی کو طوفاں لے کے جاتا ہے

قفس میں ہوں ممنون ہوں اپنے تصّور کا
میں . . چاہوں مجھے سوئے گلستاں لے کے جاتا ہے

تجھے اس کی خبر کیا جانے والا .م سے تیری
کھُلی آنکھوں میں اک خوابِ پ یشاں لے کے جاتا ہے

مجھے صیّاد سے شکوہ نہ پیغامِ بہاراں سے
مِرا ذوقِ اسیری مجھ کو زِ۰ اں لے کے جاتا ہے

یہِ فصلِ گل کا اچھا خیر مقدم ہے، کہ دیوانہ
یباں لے کے جاتا ہے نہ داماں لے کے جاتا ہے

سعید زار کا ا م کیا ہوگا ۰ ا جانے
اُسی محفل میں پھر قلبِ پ یشاں لے کے جاتا ہے

□□□

O

لے کے پہنچا اضطرابِ دل کہاں
میں کہاں اور آپ کی محفل کہاں

جس نے خود طوفاں میں کشتی ڈال دی
اس کے دل میں حسرتِ ساحل کہاں

فصلِ گُل بھی ہے شبِ مہتاب بھی
. سہی لیکن سکونِ دل کہاں

میں کہیں محفل سے اُٹھ جاؤں اَ
پھر ی محفل ، ی محفل کہاں

.ت تو . . ہے کہ صورت ہر سوال
ہاتھ جو پھیلائے وہ سائل کہاں

ہم سفر . . ید ہوجائے ی
پھر خیالِ دوریٔ منزل کہاں

حالِ دل کس کو سنا ہے سعید
اب جہاں میں صاحبانِ دل کہاں

□□□

○

کچھ آہیں چند اشک اک مضطرب دل لے کے آ ہوں
ی محفل میں آج اپنی بھی محفل لے کے آ ہوں

مری دیوانگی پ اہلِ ساحل مسکراتے ہیں
سفینہ اپنا طوفاں کے مقابل لے کے آ ہوں

میں اپنا آپ ساتھی تھا میں اپنا آپ رہبر تھا
سرِ منزل پہنچ کر لطفِ منزل لے کے آ ہوں

بس اب رہنے بھی دیجے، کوششِ کام سے حاصل
جو آساں ہو نہیں سکتی وہ مشکل لے کے آ ہوں

یہ طوفاں کیا بگاڑے گا یہ موجیں کیا بنالیں گی
کہ میں وں میں اپنے ساتھ ساحل لے کے آ ہوں

کہانی تجھ سے کہہ ڈالی ے لطفِ شتہ کی
ارے توبہ، تجھے تیرے مقابل لے کے آ ہوں

مجھے معلوم ہے ہر کوہ پ تی نہیں بجلی
سعید اس کے لیے میں طور کا دل لے کے آ ہوں

❑❑❑

○

ی محفل میں آ· چاہتا ہوں
ٹپنے کا بہانہ چاہتا ہوں

زمانہ جس کا ہو کر رہ َـ ہے
اسے اپنا بنا· چاہتا ہوں

سُنا صیّاد کچھ حالِ نشیمن
قفس میں گُنگنا· چاہتا ہوں

دُعا کو ہاتھ اُٹھّیں یہ نہ اُٹھّیں
دُعا سے ہاتھ اُٹھا· چاہتا ہوں

اُسی کی ـد وجہِ ز·گی ہے
اُسی کو بھول جا· چاہتا ہوں

سمٹ آتے ہیں سجدے دوجہاں کے
جہاں میں سر جھکا· چاہتا ہوں

ابھی کچھ اور غم دے، غم کے مالک
ابھی میں مسکرا· چاہتا ہوں

سعید آواز دے بجلی کو .ڑھ کر
نشیمن پھر بنا· چاہتا ہوں

□□□

○

. دل یہ دھڑکنے لگتا ہے . . آ یہ ۃ ہوجاتی ہے
اُس وقت یقیناً اپنی دُعا پبندِ ا ؂ ہوجاتی ہے

جو دل کی حا ۃ ہوتی ہے او وعدہ شکن تُو کیا جانے
ؿ. کٹنے کو ؕ جاتی ہے ہونے کو سحر ہوجاتی ہے

ۃ بیر کو کیوں . کام کہیں تقد ۔ پہ . . کچھ زور نہیں
ہاں آپ . ھر ہوجاتے ہیں تقد ۔ اُدھر ہو جاتی ہے

ہر طرح حفاظت کرتے ہیں اس ربط کو لیکن کیا کیجے
جیسے ہی نشیمن .ۃ ہے بجلی کو خبر ہوجاتی ہے

پ دوں میں چھپیں وہ لاکھ ہم دیکھ ہی ۔ ۃ ہیں اُن کو
پبند جو ہوجائے جلوہ آزاد ہوجاتی ہے

ہو ہجر کی ؿ . ۔ وَصل کی ؿ . ہے اپنے لیے . ا ۔ سعید
اُس کی بھی سحر ہوجاتی ہے اِس کی بھی سحر ہوجاتی ہے

□□□

○

رات . عازمِ سفر نہ ہوئی
وقت کی .ت تھی سحر نہ ہوئی

راہبر . ہوا نہ تیرا خیال
. تی ید ہم سفر نہ ہوئی

محنتِ آشیاں اکارت ہے
بجلیوں کو اَ خبر نہ ہوئی

درد اُٹھا .نصیب دل بیٹھا
یہ تو . کچھ ہوا سحر نہ ہوئی

دوجہاں دُور تھے قریب. تھا میں
میری جاں. کبھی نہ ہوئی

اُن کو دیکھا ٹپک پڑے آ
داستاں اور مختصر نہ ہوئی

. ہیں حالِ سعید سے آگاہ
ا وہ ہیں جنھیں خبر نہ ہوئی

□□□

○

دل پریشاں ہے تو دل میں کوئی ارماں کیوں رہے
داستاں ہی نامکمل ہو تو عنواں کیوں رہے

اب خزاں کا دَور ہو یا موسمِ گُل اس سے کیا
جب گلستاں میں نہیں فکر گلستاں کیوں رہے

چھوڑ دے اے ناخدا کشتی کو اس کے حال پر
ڈوبنا جب ہے مقدّر فکرِ طوفاں کیوں رہے

کیوں نہ خود ہی پھونک دیں ہم آپ اپنا آشیاں
چار تنکوں کے لیے بجلی پریشاں کیوں رہے

کیسا مُونس کون ہمدم اور کہاں کا غم گُسار
درد میں لذّت ہو جب احساسِ داماں کیوں رہے

کوئی ایسا ہے گلشن سے قفس کا فاصلہ
فصلِ گُل آئے تو پابندِ گلستاں کیوں رہے

اے جنوں یہ موسمِ گُل کی کھلی توہین ہے
اب یہ دامن کیوں رہے اب یہ گریباں کیوں رہے

کانپ اُٹھتے ہیں خزاں کا نام سُن کر جو سعید
اُن کے دل میں حسرتِ سیرِ گلستاں کیوں رہے

□□□

○

شامِ غم . . در . ر ہوجائے گی
وقت سے پہلے سَحر ہو جائے گی

دل کی دھڑکن کا سہارا چاہیے
آہ پبندِ اثر ہو جائے گی

مسکرانے سے نہ ہوگا اور کچھ
فطرتِ غم معتبر ہو جائے گی

اپنی آہوں پر بھروسہ ہے مجھے
. . میں چاہوں گا سحر ہوجائے گی

ڈال تو دیجے نشیمن کی بِنا
. ق کو خود ہی خبر ہو جائے گی

داستاں کا مختصر ہونا ہی کیا
مسکرادو مختصر ہوجائے گی

رحم آہی جائے گا ان کو سعید
شامِ غم کی بھی سحر ہوجائے گی

□□□

O

مجھے ڈر ہے ہنستے ہنستے کہیں رو نہ دے زمانہ
جو ۔ل ۔ل کے عنوان میں کہوں وہی فسانہ

یہ بہار یہ گھٹا یہ شباب کا زمانہ
مجھے اب تو دیجے ۔صح نہ صلاحِ مخلصانہ

جو ہو ۔ٔب، ۔ٔبِ کامل جو ہو شوقِ والہانہ
تو ہے بندگی کو لازم نہ جبیں نہ آستانہ

ہے مجھے ل اس کا کہ ۔ل گئیں وہ یں
مجھے اس کا غم نہیں ہے کہ ۔لَ ِی زمانہ

میں ۔ آ ِی، جاؤں گا ۔ ، مجھے کچھ خبر نہیں ہے
مِری ابتدا فسانہ، مری انتہا فسانہ

کبھی ساتھ ساتھ چلنا نہ ہوا نصیب مجھ کو
کبھی ۔ڑھ َ ِی میں آگے کبھی ۔ڑھ َ ِی زمانہ

سرِ طور کیوں میں جاؤں بھلا اس کے دیکھنے کو
وہ ہر ایـ جا عیاں ہے جو ہوعارفانہ

مرا حال دیکھتے ہی کی ہر اک نے مے سے توبہ
مری لغزشوں کے صدقے میں سنبھل َـی زمانہ

ارے آپ کی تو آنکھوں میں چھلک رہے ہیں آ
بس اب آپ سُن چکے اور میں سنا چکا فسانہ

مری ہر غزل میں پنہاں مرے دل کی دھڑ ہیں
اے سعید اس کو نہ سمجھ سکا زمانہ

□□□

○

بن ـَ ـی دل اَ بیاں نہ ہوا
غم بہر حال رائیگاں نہ ہوا

.ق لہرا رہی ہے گلشن پ
آج ہی میرا آشیاں نہ ہوا

یں افسانہ وہ سنا کے رہیں
جو زبں سے کبھی بیاں نہ ہوا

پوچھتے ہیں وہ داستانِ فراق
ہائے وہ غم بھی داستاں نہ ہوا

میں نے کی شکستگی منظور
میں کبھی ـَ دِ کارواں نہ ہوا

تونے صیّاد کتنی محنت کی
یہ قفس پھر بھی آشیاں نہ ہوا

میں نے اپنی طرف بھی دیکھا تھا
خیر گذری وہ بگماں نہ ہوا

. وہ آمادۂ ستم نہ ہوئے
. سعید اپنا امتحاں نہ ہوا

❑❑❑

○

آج آئے ہیں کل جا ہے پھر عشق کو رسوا کون کرے
دو روزہ د ہے یہ تو د کی تمنّا کون کرے

مجبور نہیں مختار سہی خود داری کو رسوا کون کرے
. . موت ہی مانگے سے نہ ملی جینے کی تمنّا کون کرے

اس لذّتِ غم کا کیا کہنا وہ د تو آتے رہتے ہیں
غم دینے والے کے صدقے اب غم کا مُداوا کون کرے

. آئے تمنّا . . نہ کوئی پھر ایسی تمنّا سے حاصل
گو دل کا تقاضہ لاکھ سہی توہینِ تمنّا کون کرے

ہو ں پہ ہنسی آنکھوں میں نمی ماتھے پہ شکن بل ا. و میں
اللہ ری طرزِ پُرسشِ غم اب غم کا شکوہ کون کرے

مخمور فضا مستانہ گھٹا ساغر کی کھنک غنچوں کی پڑ
اب ایسے موسم میں ساقی ا یشۂ فردا کون کرے

کیوں اپنے نشیمن کو خود ہی اب آگ لگادیں ہم نہ سعید
بجلی کی شکای کون کرے آ ھی کا شکوہ کون کرے

□□□

○

اب غم میں وہ لطفِ غم نہیں ہے
اب اُن کا ستم، ستم نہیں ہے

وہ پوچھ رہے ہیں مسکرا کر
کیسے کہوں درد کم نہیں ہے

گلشن میں بہار، ہم قفس میں
صیّاد، یہ کیا ستم نہیں ہے

اس طرح سے مسکرا رہا ہوں
جیسے مجھے کوئی غم نہیں ہے

اندازۂ بیش و کم ہے ساقی
اندیشۂ بیش و کم نہیں ہے

وہ دل نہیں درد ہو نہ جس میں
وہ آنکھ نہیں جو نم نہیں ہے

آزاد ہوں فکرِ آشیاں سے
کیا .ق کا یہ کرم نہیں ہے

ہاں تک ِ ستم، ستم ہے ظالم
تجدیدِ ستم، ستم نہیں ہے

ساتھی تھے سعید . خوشی کے
کوئی بھی شری غم نہیں ہے

□□□

O

دل ہے کیوں اتنا پریشاں مجھے معلوم نہیں
کون ہے سلسلۂ جُنباں مجھے معلوم نہیں
اب یہ اللہ ہی جانے وہ ۰۰اں تھی کہ بہار
ہوا چاک ـَ یباں مجھے معلوم نہیں
مجھ کو معلوم ہے ہر درد کا درماں لیکن
اپنے ہی درد کا درماں مجھے معلوم نہیں
مسکرا۔ ہوں مصیبت میں یہ عادت ہے مری
ضبط مشکل ہے کہ آساں مجھے معلوم نہیں
پھول بن جانے کو ینرِ ۰۰اں ہونے کو
کس لیے کھلتی ہیں کلیاں مجھے معلوم نہیں
ان کی مرضی ہو تو اک آہ سے آواز کروں
ابھی افسانہ کا عنواں مجھے معلوم نہیں
یوں نشیمن میں ہوں جس طرح قفس میں ہو کوئی
ابھی آئینِ گلستاں مجھے معلوم نہیں
جا ہوں مرے دل میں بھی کچھ ارماں ہیں سعید
کیسے ۔ آتے ہیں ارماں مجھے معلوم نہیں

□□□

○

درد تھا خوشگوار کیا کرت
غم کے پوردگار کیا کرت

چل رہی تھیں ہوا متوالی
سوچئے .دہ خوار کیا کرت

اپنی مجبوریوں پہ ہنستا ہے
ای بے اختیار کیا کرت

تیری رحمت کا آسرا ہو جسے
وہ خطا شمار کیا کرے

جہاں ٹھہرا بنالی اک منزل
اک غریبُ الدّیر کیا کرت

چار ہی تر تھے یباں میں
انتظارِ بہار کیا کرت

غم کی توہین تھی سعید اس میں
ذکرِ غم .ر .ر کیا کرت

□□□

○

چمن محفوظ ہوگا میری د لُٹ گئی ہوگی
جہاں بجلی کو َ ٫ تھا وہیں بجلی َ ی ہوگی

کہاں ۃ جبر کرۃ دل پہ آ ٫ میں بھی ا ں تھا
طبیعت ہی تو ہے آ ٫ کبھی گھبرا گئی ہوگی

ل جائے جو میرِ کارواں کیا فرق پڑۃ ہے
اَ جادہ وہی ہوگا تو منزل بھی وہی ہوگی

بہاریں مجھ کو رو کر گلستاں سے جا چکی ہوں گی
قفس سے ۔ میں چھوٹوں گا تو د دوسری ہوگی

مجھے غم دینے والے ضبطِ غم کا حوصلہ بھی دے
زمانہ دیکھ لے گا شانِ غم کچھ اور ہی ہوگی

بہار آئے نہ آئے میں َ یباں چاک کرلوں گا
اَ خاموش بیٹھوں گا تو یہ دیوانگی ہوگی

وہ شامِ ہجر ہو ۔ وصل کی ۔ فرق اتنا ہے
کہیں تیری کمی ہوگی کہیں میری کمی ہوگی

نشیمن پ ہمارے ۔ َ یں گی بجلیاں آ ٫
سعید اللہ جانے ۔ چمن میں روشنی ہوگی

□□□

O

. . کوئی مہر.ں نہیں ہوت
دل مِرا . گماں نہیں ہوت

ہر جگہ بجلیاں نہیں َ تیں
ہر جگہ آشیاں نہیں ہوت

جس فضامیں ہوں آپ جلوہ فگن
اس جگہ آسماں نہیں ہوت

اشک آنکھوں میں آہی جاتے ہیں
حالِ دل داستاں نہیں ہوت

آپ مجھ کو جہاں سمجھتے ہیں
میں خود اکثر وہاں نہیں ہوت

. . تلک بجلیاں نہیں َ تیں
آشیاں، آشیاں نہیں ہوت

مے کدہ ہو کہ .مِ وعظ سعید
ذکر اپنا کہاں نہیں ہوت

❑❑❑

O

سرِ محفل دلِ تنہا پہ ہنسی آتی ہے
مجھ کو اس غنچۂ صحرا پہ ہنسی آتی ہے

ہاں ت ا وعدۂ فردا تھا کبھی وجہ حیات
اب اُسی وعدۂ فردا پہ ہنسی آتی ہے

رحم آت ہے مسیحا کو مری حا ت پ
اور مجھے اپنے مسیحا پہ ہنسی آتی ہے

تیری د ' تی د کو بہت دیکھا ہے
اب تو ی رب تی د پہ ہنسی آتی ہے

کبھی ٹوٹی ہوی کشتی پہ تس آت ہے
کبھی پڑھتے ہوے دری پہ ہنسی آتی ہے

چارتنکوں کا جلا. بھی بڑی بت تھی کچھ
.ق کی زحمتِ بے جا پہ ہنسی آتی ہے

چاہتے ہیں کہ اُنھیں دل سے بھلا دوں میں سعید
ایسی معصوم تمنّا پہ ہنسی آتی ہے

□□□

○

قفس میں دل تڑپ جا ہی ہوگا
نشیمن کا خیال آ ہی ہوگا

آتی ہی ہوگی کوئی کشتی
تلاطم زور دکھلا ہی ہوگا

بہار آنے کے کچھ اسباب ہونگے
گلستاں میں کوئی آ ہی ہوگا

کبھی آتی ہی ہوگی د میری
کبھی جی اُن کا گھبرا ہی ہوگا

جسے جانِ چمن کہتی ہے د
کبھی وہ پھول مُرجھا ہی ہوگا

کبھی طوفاں کا دل ر کی خاطر
سفینہ غرق ہوجا ہی ہوگا

یہ ما وہ نہیں آتے ہیں لیکن
سعید ان کا خیال آ ہی ہوگا

□□□

O

رازِ دل اپنا بہ ہر صورت یں ہوَ ۔
میرے سر نے کا لفظِ عشق، عنواں ہوَ ۔

تو نے کچھ سوچا بھی او معمارِ تعمیرِ بلند
اس بنائے نو سے گھر، کس کس کا و یاں ہوَ ۔

تو ں تو ں میں ان کے دن بھی آ ٹ گئے
پھر بہار آئی گلستاں پھر گلستاں ہوَ ۔

عشق میں رہتا نہیں حفظِ مرا کا خیال
پُرزے پُرزے ای پیغمبر کا داماں ہوَ ۔

تجلّی کی رہتی ہے پندِ حدود
شعلۂ فانوس یوں بھڑکا کہ عُر یں ہوَ ۔

قبر کی منزل ہو د کی دونوں ای ہیں
آدمی وقفِ درو دیوارِ ز اں ہوَ ۔

میں اَ خوش ہوں تو ہر ذرّہ خوشی میں محو ہے
میں پ یشاں . . ہوا عالم پ یشاں ہوَ ی

یوں ہی آجات تھا کچھ پہلے پہل تیرا خیال
یہ تخّیل .ڑھتے .ڑھتے آج ارماں ہوَ ی

سینکڑوں جھو حوادث کے تھے شُہرت کو سعید
مصلحت تھی میں پ اغِ زیرِ داماں ہوَ ی

□□□

O

چل بسے ہم تو او بُتِ سفاک
مرحلہ ختم اور قصّہ پ ک

کل جہاں کیاریں تھیں پھولوں کی
آج دیکھو تو اُڑ رہی ہے خاک

میں کیا اور میرا آشیانہ کیا
میں کفِ خاک وہ کفِ خاشاک

ہاتھ پ ہے مرے خطِ تقد
جس کی ای ای سطر ہے کاواک

جستجو عینِ مرادی ہے
خاک چھانو تو ہاتھ آئے خاک

شبِ غم کس مزے میں کٹتی ہے
میں ہوں اور میرے دی ہ نمناک

زلزلہ سا زمیں میں آ یہ ہے
کس نے پہلو .ل دیہ تۃِ خاک

عشق کی صبح ہوگئی روشن
اب بجھا بھی دے مشعلِ ادراک

اللہ اللہ میرے مرنے پ
ہو رہا ہے زمیں کا سینہ چاک

آسماں کیا زمین کیا ہے سعید
نگہِ فیضِ صاحبِ لَولاک

□□□

○

هم اَ گلستاں میں آشیاں بناتے ہیں
بجلیاں بھی َ تی ہیں' زلزلے بھی آتے ہیں

آپ خود ہم اپنے سے دور ہوتے جاتے ہیں
ایسے لمحے بھی اکثر ز گی میں آتے ہیں

دیکھ کر سرِ محفل رقصِ شمع و پ وانہ
میں بھی مسکرا ہوں وہ بھی مسکراتے ہیں

یں تلک تو پہنچا ہے ذوقِ خانہ . دی
بجلیوں کی زد پ ہم آشیاں بناتے ہیں

جانے موسمِ گُل کا اور ہے تقاضہ کیا
ہم فقط گریباں کی دھجّیاں اُڑاتے ہیں

کم کبھی نہیں ہوتی اُن کی .زم کی رونق
آنے والے آتے ہیں' جانے والے جاتے ہیں

اے سعید ہم کو تو دوستوں سے دکھ پہنچے
تھے مصیبت میں دو کام آتے ہیں

□□□

O

مجھ کو بھی یہ مقام اللہ اللہ
تے پہ ہے میرا ،م اللہ اللہ
جھجکتی جھجکتی نگاہیں کسی کی
ادھورا ادھورا پیام اللہ اللہ
نشیمن بنایا ہے کن آفتوں سے
پئے .ق یہ اہتمام اللہ اللہ
وہ سرشار آنکھیں وہ مخمور یں
چھلکتے ہوے مے کے جام اللہ اللہ
محبت میں تکِ محبت کا :بہ
وہ اک حسرتِ ·تمام اللہ اللہ
یہ عالم کہ جیسے سحر ہی نہ ہوگی
غریبوں کی تر یہ شام اللہ اللہ
جگہ دی ہے لیلائے فطرت نے دل میں
تے غم کا یہ احترام اللہ اللہ
مکمل کیا ہے تے آ وٗں نے
مِرا قصہٗ ·تمام اللہ اللہ
سعید آپ بھی پرسا ہوگئے کیا
ز.ں پ ہے کیوں صبح و شام اللہ اللہ

□□□

O

ز گی کا وہ کچھ بھی لطف اٹھا نہیں سکتا
انتہائی غم میں جو مسکرا نہیں ـ

دل پہ ہاتھ رکھ لیجے، دیکھئے میں کہتا ہوں
آپ میرے ٭لوں کی ـ ب لا نہیں ـ

ساتھ کس جگہ چھوڑا تونے طاقتِ پواز
سامنے نشیمن ہے اُڑ کے جا نہیں ـ

آپ کا مریض غم ایسی نیند سوی ہے
آپ بھی اَ چاہیں اب جگا نہیں ـ

سُن کے داستاں میری، ہوگئے ہیں وہ گم سم
ضبط ہو نہیں سکتا مسکرا نہیں ـ

خاص مے کدہ ہے یں اہلِ ہوش آتے ہیں
آپ پی تو ـ ہیں لڑ کھڑا نہیں ـ

ہر مقام دیتا ہے یوں تو دعوت ِ سجدہ
ہر مقام پ لیکن سر جھکا نہیں ت

اپنے کارنمہ پ، .ق یوں ا ٹتی ہے
جیسے آشیانہ ہم پھر بنا نہیں ت

یہ بتا تو ت ہیں کس نے غم دی ہم کو
غم میں کتنی لذّت ہے یہ بتا نہیں ت

ہاں اسی کو کہتے ہیں اے سعید مجبوری
بھولنے پہ بھی ان کو ہم بھلا نہیں ت

□□□

○

خود بخود آ ہو تو کیا کیجئے
ضبط مشکل اَ ہو تو کیا کیجئے

ان کا دیار آساں ہے، ما،
ماورائے ہو تو کیا کیجئے

اب تو منزل سے آگے ہی جا پڑا
. وہی ہم سفر ہو تو کیا کیجئے

آشیاں چار تنکوں کا یہ آشیاں
جانِ .ق و شرر ہو تو کیا کیجئے

اب دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھتے تو ہیں
. . دُعا بے اثر ہو تو کیا کیجئے

اُن کا وعدہ وفا ہوگا، ما،
ز گی مختصر ہو تو کیا کیجئے

شامِ غم ڈ رہی ہے مزے میں سعید
شامِ غم کی سحر ہو تو کیا کیجئے

□□□

O

کرن پڑا ہے کیا کیا مجبور زن گی کو
آ کبھی پڑے ہیں، روکا کبھی ہنسی کو

وہ ای عارضی شے، یہ زن گی کا ساتھی
بے وجہ کیوں میں غم پ ترجیح دوں خوشی کو

میں راہزن کو خود ہی رہبر سمجھ رہا تھا
اس کی خطا نہیں ہے دھوکہ ہوا مجھی کو

مان کہ مسکرائے ہم شدّتِ الم میں
کیا اپنے دل پہ گذری یہ کیا خبر کسی کو

یہ لطفِ خاص اپنا کیوں عام کر رہا ہے
"یا رب غمِ محبت بخش دے مجھی کو"

نت ہی آشیانہ بجلی چمک رہی ہے
اللہ رکھّے قائم اس ربطِ ہمی کو

محفل میں ان کی یں یوں تو ہرا یہ پ تھیں
لیکن ستم کے قابل سمجھا َ یہ مجھی کو

سجدے بچھا رہا ہوں نقشِ قدم پہ تیرے
بیدار کر رہا ہوں احساسِ بندگی کو

اللہ شامِ غم میں یہ کیا مقام آ یہ
محسوس ہو رہی ہے اپنی کمی مجھی کو

شا یہ سعید تجھ کو اس کی خبر نہیں ہے
ہے اِک مقام حاصل تیری بھی شاعری کو

□□□

○

جام لے کر جو . دہ خوار آ ۓ
کھنچ کے خود موسمِ بہار آ ۓ

حسبِ وعدہ جو آسکا نہ کبھی
وہ تصّور میں . ر . ر آ ۓ

آشیاں کیا تھا، چار تنکے تھے
اُن پہ بھی بجلیوں کو پیار آ ۓ

. ڈھ گئی اور ان کی مجبوری
دل پہ . . مجھ کو اختیار آ ۓ

میں جہاں خود بھی جا نہ سکتا تھا
دل وہاں بھی تجھے پُکار آ ۓ

اب َ یباں میں دھجّیاں بھی نہیں
ہائے . موسم بہار آ ۓ

دل جو گھبرا ۓ شامِ ہجر سعید
اُن کے وعدے کا اعتبار آ ۓ

□□□

جنونِ دل اَ   آمادۂ اظہار ہوجائے
بہار آنے سے پہلے ہی چمن بیدار ہوجائے

کر ہاں   کر کائناتِ درد کے مالک
اک ایسا درد جو ٔ قابلِ اظہار ہوجائے

ٹھہرائے .ق، یہ دو چار تنکے جمع تو کرلوں
بس اتنی اور مہلت، آشیاں   تیار ہوجائے

خوشی کیسی خوشی سے واسطہ کیا غم پستوں کو
مسلسل غم نہ ہو تو ز ٔگی دشوار ہوجائے

وہ آئے نہ آئے میں تو آنکھیں بند کرتے ہوں
یونہی شای مکمّل انتظارِ ر ہوجائے

یہ طوفاں یہ تلاطم صرف میری ز ٔگی ہے
اَ میں غرق ہوجاؤں تو بیڑا پ ر ہوجائے

ابھی قابو ہے دل پ اپنی . . دی پہ ہنستا ہوں
پھر اس کے بعد شای ضبطِ غم دشوار ہوجائے

نشیمن پ نشیمن اس طرح تعمیر کرت جا
کہ بجلی َ تے َ تے آپ خود بیزار ہوجائے

سعیداب کیا کرونگا پؤں کے چھالوں سے تنگ آکر
دُعا کرت ہوں سارا راستہ پُرخار ہوجائے

❑❑❑

نہ فسانہ نہ یہ کہانی ہے
بلکہ رودادِ ز گانی ہے

اس غمِ دل کا دیکھیے ا م
جس کی ز ید توانی ہے

ع میں آئے ہیں عیادت کو
خیر کچھ بھی ہو مہربانی ہے

اَرَنی ہے ز عاشق کا
زِ معشوق لن انی ہے

میرے قدموں میں ہے مری منزل
ہاں یہ فیضِ توانی ہے

ز گانی ہے موت کی تمہید
موت تفسیرِ ز گانی ہے

میں تو فانی ہوں اے سعید
شاعری میری غیر فانی ہے

O

. ق کے لیے کیا کیا زحمتیں اٹھا ہوں
آشیاں کے جلتے ہی آشیاں بنا ہوں

ہچکیاں مجھے پیہم آ رہی ہیں کیوں آ
کون یاد کرتا ہے کس کو یاد کرتا ہوں

جمع کر کے حسرت کو، آرزو کو، ارماں کو
آپ کے لیے اپنی انجمن سجا ہوں

میرا ذوقِ . . دی . ق کا نہیں پابند
آشیاں بنا ہوں آشیاں جلا ہوں

مشورہ کریں مجھ سے اہل کارواں سارے
میرِ کارواں کو میں راستہ بتا ہوں

دل کی دھڑکنوں کا یہ کیا حسیں تصادم ہے
وہ بھی ۔۔۔تے ہیں میں بھی ۔۔۔ ہوں

میری داستاں میں تھی بات کون سی ایسی
آپ رو رہے ہیں کیوں میں تو مسکرا ہوں

اے سعید بس اس کو اہلِ دل سمجھتے ہیں
میں غزل کے پردے میں دردِ دل سنا ہوں

❑❑❑

○

کرن ہے جو کام کر رہا ہوں
دیوانوں میں ن م کر رہا ہوں

د تی دِل فریبیوں میں
بے لاگ قیام کر رہا ہوں

خود پھون کے اپنا آشیانہ
بجلی کو سلام کر رہا ہوں

خاموش ہے کائنات ساری
میں دل سے کلام کر رہا ہوں

انگڑائیاں لے رہا ہے کوئی
افسانہ تمام کر رہا ہوں

مرنے پہ مِرے نہ آپ رو
تبدیل مقام کر رہا ہوں

ساقی سے سعید جام لے کر
د کو سلام کر رہا ہوں

□□□

○

کوئی مفت احساں جتا رہا
نہ آ ی د آ رہا

تصّور سے ت رہا اپنے کام
قفس میں نشیمن بنا رہا

اب آگے کدھر جاؤں اے بیکسی
تصّور ہی منزل کا جا رہا

نہ تھی جس کی قسمت میں رحمت ی
ہوں سے دامن بچا رہا

نہ پھولوں کا موسم نہ کالی گھٹا
پھر بھی ساقی پلا رہا

ہوا ہے دل اس درجہ مانوسِ غم
اب احساس بھی غم کا جا رہا

کر کے وہ دولتِ غم سعید
مِرا حوصلہ آزما رہا

□□□

○

چارہ َ تُو مِری خاطر نہ پ یشاں ہو٘
خود مرے درد کو آجائے گا درماں ہو٘

مُژدہ اے جوشِ جنوں فصلِ بہار آئی ہے
اب تو دامن کا ضروری ہے َ یباں ہو٘

شعر دراصل وہ نشتر ہے جو دل میں اُ ے
ورنہ کس کام کا محفل میں غزل خواں ہو٘

میں قفس میں ہوں مجھے کیا اَ آئی ہے بہار
ہاں گلستاں کو مبارک ہو گلستاں ہو٘

آفریں ۔دبہ ایں فطرتِ دشوار پسند
مشکلوں کو مِری اتنا نہیں آساں ہو٘

میں پ یشاں ہوں تو کیا آپ پ یشان نہ ہوں
مری تقد ِ میں لکھا ہے پ یشاں ہو٘

میں ہی خود اپنے کو ڈبو دوں گا سعید
مجھ کو آ نہیں شرمندۂ طوفاں ہو٘

❑❑❑

O

وہ بھی آئے بہار بھی آئی
ز ن گی ز ن گی سے ٹکرائی

رُک َ ے چلتے چلتے دل میرا
ہائے وہ ․ تمام انگڑائی

ہوچکا میرا آشیاں تیار
بجلیوں کی مُراد ․ آئی

ڈال دیجئے سفینہ طوفاں میں
کیجے موجوں کی ہمّت افزائی

میں نے ․ بھی کیا ہے قصدِ َ ․ ہ
اُس کی رحمت بھی جوش میں آئی

یوں وہ آواز دے رہے ہیں مجھے
دور بجتی ہو جیسے شہنائی

․ کے ․ پ ہے تیرا ․م سعید
ہے یہ شہرت کہ تیری رسوائی

❑❑❑

○

جو ضبطِ غم سے دل اُکتا گیا تو کیا ہوگا
تڑپ کے اُن کو بھی تڑپا گیا تو کیا ہوگا

بہار آنے میں عرصہ ہے میں نے مان لیا
چمن میں کوئی اگر آ گیا تو کیا ہوگا

نہ چھپ سکیں گے چھپائے سے اُن کے ظلم و ستم
ہمیں تڑپنے سے روکا گیا تو کیا ہوگا

بہت قفس میں تڑپتا ہوں آشیاں کے لیے
جو آشیاں میں دل اکتا گیا تو کیا ہوگا

ابھی تو فاصلہ باقی ہے جیب و داماں میں
جنوں خرد سے جو ٹکرا گیا تو کیا ہوگا

کبھی جو آج تک آئے نہ اپنے وعدے پر
وہ بھول کر جو کہیں آ گئے تو کیا ہوگا

دل آج بگڑا ہوا سا، وہ مہر.ن سے ہیں
مزاجِ دل کہیں پوچھا َـی تو کیا ہوگا

وہ ایـ پھول گلستاں کو ٭ز ہے جس پہ
وہ ایـ پھول ہی مرجھا َـی تو کیا ہوگا

سعید ٭م سے میرے ہے ان کو بَیر
میرا کلام پسند آَـی تو کیا ہوگا

□□□

○

پھر اک بار ہوجایئے جلوہ گر
بس اب بخش دیجے نگاہِ

پکارے سلیقہ سے کوئی اگر
وہ آواز دیتے ہیں آواز پر

وہ ان سے ہیں پہچان کر
اسے کہتے ہیں احتیاطِ

ذرا سی توجّہ کا محتاج ہوں
مری داستاں ہے بہت مختصر

یہی ہے رہائی تو اپنا سلام
قفس سے چھُٹے ہو کے بے بال و پر

جہاں چاہوں میں دیکھ لوں آپ کو
معیّن نہ کیجے حدودِ

سرِ بام کس نے لیا میرا نام
وہ کتنے پشیماں ہوئے چونک کر

ہمارا سفینہ بھی ڈوب ہے یں
ہمارا بھی کچھ حق ہے طوفاں پ

اَ سامنے تجھ کو آ نہ تھا
مجھے کیوں دی پھر شعورِ

تڑپتا ہوں جس کے لیے میں سعید
وہی ہے مِرے حال سے بے خبر

□□□

O

عادتِ ضبطِ فغاں دیکھئے . ے رہے
دل پہ یہ .رَ اں دیکھئے . ے رہے

بے خبر راہبر یوں ہی .ٹے ہوا
آہ میرا کارواں دیکھئے . ے رہے

مِرے چمن میں ٗ.اں . کے چمن میں بہار
یہ کرمِ آسماں دیکھئے . ے رہے

. پہ تبسم بھی ہے آ میں آ بھی ہیں
ز یوں ہی چیستاں دیکھئے . ے رہے

فکر میں صیّاد ہے .ق کو ہے اضطراب
زیب.ِ چمن آشیاں دیکھئے . ے رہے

روز اک ستم روز نئ اک جفا
روز امتحاں دیکھئے . ے رہے

سارے بلا نوش اب منتظرِ حکم ہیں
سوچ میں پیرِ مغاں دیکھئے . ے رہے

دیکھئے . ے سعید شعر کہے جا گے
جوش میں طبعِ رواں دیکھئے . ے رہے

□□□

O

طبیعت سُوئے آسانی کبھی مائل نہیں ہوتی
محبّت میں کوئی مشکل بھی ہو مشکل نہیں ہوتی

مسافر بیٹھ جا ہے جہاں بس بیٹھ جا ہے
پھر اس کے بعد اس کو خواہشِ منزل نہیں ہوتی

بناتے ہی نشیمن .ق آتی ہے جلانے کو
. ا کا شکر ہے محنت مِری زائل نہیں ہوتی

ی محفل میں کون آی ی محفل سے کون اُٹھا
تجھے اس کی خبر اے صاحبِ محفل نہیں ہوتی

اُنھیں رحم آہی جائے گا تُو عرضِ حال کر جا
خلوصِ دل سے جو کوشش ہو لا حاصل نہیں ہوتی

اَ میں خود نہیں ہو تو میرا ذکر ہو ہے
بجز میرے تری محفل، تِری محفل نہیں ہوتی

خوشی کی حد آ تو آ ڈ.ڈ.تے ہیں
کیا .ت ہے غم کی کوئی منزل نہیں ہوتی

□□□

کچھ حسبِ ضرورت مجھے کرنا ہی پڑے گا
جینے میں نہ ہو لطف تو مرنا ہی پڑے گا

اب آخری منزل سے گذرنا ہی پڑے گا
موت آئے نہ آئے مجھے مرنا ہی پڑے گا

اتنا نہ پریشان ہو دنیا کے مسافر
منزل کبھی آئے گی ٹھہرنا ہی پڑے گا

دنیا تو مٹاتی ہے مٹاتی ہی رہے گی
لیکن مجھے مٹ مٹ کے اُبھرنا ہی پڑے گا

طوفان ہو آندھی ہو حوادث ہوں کہ سیلاب
اِس پار سے اُس پار اترنا ہی پڑے گا

میں مصلحتِ وقت سے بیزار سہی لیکن
ساقی تجھے اصرار تو کرنا ہی پڑے گا

بے خوف ہوں محشر سے سعید اتنا سمجھ کر
جو میں نے کیا ہے مجھے بھرنا ہی پڑے گا

○

کسی کے . پہ میری داستاں ہے
مِرے دل کو خبر دینا کہاں ہے

مجھے آرام د میں کہاں ہے
جہاں جا ہوں سر پہ آسماں ہے

نہیں ہے اب مجھے رہبر کی حا.
غبارِ راہ میر کارواں ہے

ستم ہو یہ کرم کیا اس سے مطلب
محبت ماورائے ایں و آں ہے

تڑپ کر جس جگہ جائے بجلی
وہی شای مقامِ آشیاں ہے

جبینِ شوق اتنا ید رکھنا
مِرا سجدہ بقیدِ آستاں ہے

سعید آیہ ہے تیرے مے کدے پہ
کہاں ہے اے مِرے ساقی کہاں ہے

□□□

غمِ کون و مکاں ہے اور میں ہوں
طِ جاوداں ہے اور میں ہوں

قفس میں بھی مزہ میں رہی ہے
خیالِ آشیاں ہے اور میں ہوں

کہاں کا راہبر اور کیسی منزل
غبارِ کارواں ہے اور میں ہوں

چمن ہے فصلِ گُل ہے چا. نی ہے
حدیثِ دلبراں ہے اور میں ہوں

مآلِ امتحاں کیا جانے کیا ہو
مسلسل امتحاں ہے اور میں ہوں

نگاہِ .ق ہے اور آشیاں ہے
نگاہِ .غباں ہے اور میں ہوں

سعید اب کام کیا د۔ و حرم سے
درِ پیرِ مغاں ہے اور میں ہوں

❑❑❑

O

چھُپالیا ہے نگاہوں میں گلستاں میں نے
بنا لیا ہے تصّور میں آشیاں میں نے

قسم ٰا کی تجھے .ق، کچھ خبر بھی ہے
کن آفتوں سے بنایا ہے آشیاں میں نے

ٰا کے واسطے اے .ق تھوڑی مُہلت دے
ابھی ابھی تو بنایا ہے آشیاں میں نے

چھُٹا قفس سے عادتِ فُغاں نہ گئی
پھر آشیاں کو بھی سمجھا نہ آشیاں میں نے

چمک رہی ہیں اَ بجلیاں چمکنے دو
اسی لیے تو بنایا ہے آشیاں میں نے

خلوصِ دل سے لیا بجلیوں کا پہلے ٰم
رکھی ہے . . کبھی ٰیدِ آشیاں میں نے

تجھے خبر ہے کہاں بجلیاں َ یں صیّاد
ارے وہیں تو بنایِ تھا آشیاں میں نے

نگاہِ .ق میں کیا تھی بساط تنکوں کی
خطا ہوئی کہ رکھا .م آشیاں میں نے

.ا نے .ق بنائی ہے آسماں کے لیے
.ائے .ق بنایِ ہے آشیاں میں نے

یہ ربط .ق و نشیمن سے تھا کہ دیواں کا
سعید .م رکھا ’’.ق و آشیاں‘‘ میں نے

□□□

O

ابھی جوشِ بہاراں دیکھنا ہے
ِ بیاں کو َ بیاں دیکھنا ہے

اندھیرے کو کلیجے سے لگالے
اَ جشنِ اغاں دیکھنا ہے

ابھی کیوں لاؤں کشتی سُوئے ساحل
ابھی تو زورِ طوفاں دیکھنا ہے

کرم کا پہلے اپنے جائزہ لے
جو میری فردِ عصیاں دیکھنا ہے

کر اس کو رب دولتِ غم
اَ ا ں کو ا ں دیکھنا ہے

مجھے پابندِ زنداں کرنے والے
تجھے پابندِ زنداں دیکھنا ہے

نہ دیکھا جائے گا جلتا نشیمن
حدِّ امکاں دیکھنا ہے

پیشاں کیجئے زُلفوں کو اپنی
اَ مجھ کو پیشاں دیکھنا ہے

۱۰ حافظ تمہارا اہلِ ساحل
مجھے ا مِ طوفاں دیکھنا ہے

سعید اب فصلِ گُل ہو یں۰اں ہو
بہر صورت گلستاں دیکھنا ہے

□□□

O

کہئے اظہارِ غمِ دل کوئی شکوہ تو نہیں
اور کچھ آپ نے سمجھا کہیں ایسا تو نہیں

اشک بے ساختہ آنکھوں میں مری آئے تھے
سرِ محفل کہیں اس نے مجھے دیکھا تو نہیں

دل کہیں اور ہے سرخاک پہ رکھ کر حاصل
دو ی سجدہ کی یہ توہین ہے سجدہ تو نہیں

آپ کیوں اتنے ہیں ا ن مری حا ی سے
آپ سے میں نے کوئی راز چھپایا تو نہیں

اب ۰ ا ہی جو بچالے تو بچالے اس کو
ویسے حال آپ کے بیمار کا اچھاتو نہیں

بخشنے والے مِرے اتنا بتادے مجھ کو
میرے عصیاں ی رحمت کا تقاضہ تو نہیں

وہ اَ فخرِ مسیحا ہیں تو ہوں مجھ کو کیا
میرے دل میں کوئی جینے کی تمنّا تو نہیں

بندگی کے مجھے آداب سکھائے جس نے
آپ ہی کا وہ کہیں نقش ِ کف ِ پ تو نہیں

کیا تجاہُل ہے کہ وہ پوچھتے ہیں مجھ سے سعید
اس سے پہلے کہیں میں نے تجھے دیکھا تو نہیں

□□□

O

آزماتے تو بہت اچھا تھا
دل بڑھاتے تو بہت اچھا تھا

موت جینے کے لیے آئی ہے
وہ بھی آتے تو بہت اچھا تھا

موسمِ گل میں اسیرانِ قفس
چھوٹ جاتے تو بہت اچھا تھا

کیا ہے آیے سرِ طور، کلیم
کچھ بتاتے تو بہت اچھا تھا

کم سے کم فصلِ بہار آجاتی
آپ آتے تو بہت اچھا تھا

اور بھی عظمتِ غم بڑھ جاتی
مسکراتے تو بہت اچھا تھا

بچ کے کیوں آئے کنارے پہ سعید
ڈوب جاتے تو بہت اچھا تھا

❑❑❑

○

ٔزاں سے مجھ کو محبت ہے گلستاں کی قسم
میں بجلیوں کا فدائی ہوں آشیاں کی قسم

. ل کے رکھ دیئے آدابِ بندگی میں نے
مری جبیں کی قسم ۔ے آستاں کی قسم

دل شکستہ کے ٹکڑے نہ جُڑ سکیں گے کبھی
حضور آپ کی اس سعیِ رائیگاں کی قسم

جگر کا خون پلا کر بہار لاؤں گا
چمن میں اب جو ٔزاں ہے اسی ٔزاں کی قسم

رہا نہ چین سے دم بھر میں تیری د میں
ی زمیں کی قسم تیرے آسماں کی قسم

کسی کو منزلِ مقصود مل سکی نہ سعید
بھٹک رہے ہیں سبھی میرِ کارواں کی قسم

□□□

○

عیش میں بھی مسرور نہیں ہے
دل اتنا مجبور نہیں ہے

مجھ سے اس کا ربط نہ پوچھو
دُور ہے لیکن دُور نہیں ہے

تیری توجہ کی ہے ضرورت
زخم ابھی ناسور نہیں ہے

لے ہم تیری بزم سے اُٹھے
تجھ کو اگر منظور نہیں ہے

مقتل ہے کیا سُونا سُونا
دار تو ہے منصور نہیں ہے

مجھ کو اک دن یاد کرو گے
وہ دن بھی کچھ دور نہیں ہے

دیکھ کے [illegible] اے برق شرارا
میرا نشیمن طور نہیں ہے

یونہی سعید اب بڑھتے جاؤ
اب منزل کچھ دور نہیں ہے

□□□

○

آج ان کے دامن پ میرے اشک ڈھلتے ہیں
غم کے تیز رَو دھارے راستے . لتے ہیں

رات غم کی کٹتی ہے دن خوشی کے ڈھلتے ہیں
ہم ہر ا یـ سے بے پواہ اپنی راہ چلتے ہیں

حسن و عشق کا کوئی ربطِ ہی دیکھے
شمع اور پوانہ ساتھ ساتھ چلتے ہیں

ایسی بے رخی بھی کیا اتنی بھی ہے کیا جلدی
ٹھہرو قافلے والو ہم بھی ساتھ چلتے ہیں

دیکھنا ذرا ہمدم روشنی ہے گلشن میں
آشیانہ جلتا ہے یـ پاغ جلتے ہیں

آپ کے سہارے کی فکر ہوگی اوروں کو
ہم تو ٹھوکریں کھا کر خود بخود سنبھلتے ہیں

وقت بھی ہے میں بھی ہوں فیصلہ یہ کر لیجئے
کس کے ساتھ چلنا تھا کس کے ساتھ چلتے ہیں

کیوں ہنسی اُڑاتے ہو رَہرووں کی تم آ
رَہرووں ہی میں اکثر راہبر ہیں

یہ غر. دل ان کو کیسے اجنبی مانے
دُور دُور رہ کر جو ساتھ ساتھ چلتے ہیں

تیری مسکراہٹ کے ساتھ ہیں مری آنکھیں
صبح کے اجالے میں دو اغ جلتے ہیں

دیکھنے کے قابل ہیں لغزشیں وہاں میری
ہاتھ تھام کر میرا وہ جہاں سنبھلتے ہیں

مے کشی سعید اپنی ، ہے کچھ ایسی معیاری
ہم . ل نہیں مے کدے . لتے ہیں

❑❑❑

O

دل جو وقفِ ستم ہوَے — بے ز کرم ہوَے

حاجتِ چارہ اب نہیں — خود بخود درد کم ہوَے

دل میں اب تم ہو، ارماں نہیں — . ۔ کدہ بھی حرم ہوَے

فائ ہ اس کے اظہار سے — ہوَ ۔ جو ستم ہوَے

میرا سجدہ ۔ ا نقشِ پ — نقشِ پ کالعدم ہوَے

ربط تھا . ق سے اس قدر — آشیاں اس میں ضم ہوَے

دور ول سے . وہ ہوئے — فاصلہ دل سے کم ہوَے

جس نے غم کی اُڑائی ہنسی — خود َ فتارِ غم ہوَے

تیرا در سامنے نہیں — میرا سر کیسے خم ہوَے

بھیگی پلکوں کو میری نہ دیکھ — تیرا دامن بھی نم ہوَے

اصل میں ہے وہ ا ل سعید
جس کو ادراکِ غم ہوَے

❑❑❑

O

وہ آئے ہیں ش. ِغم مختصر نہ ہو جائے
سَحر سے پہلے ی سحر نہ ہو جائے

خلوص سے کسی بے.ل و پ نے کی یہ دُعا
کوئی بہار میں بے.ل و پ نہ ہوجائے

دلوں کا حال بتاتے ہیں اہل ِ دل آکر
ت ا مریض کہیں چارہ َ نہ ہو جائے

یہ سوچ کر میں نشیمن کو آگ دے نہ سکا
کہیں اہانتِ .ق و شرر نہ ہوجائے

ہمارے بعد کہاں ز.گی کا کیف تمام
بھٹک کے .بۂ غم در .ر نہ ہو جاے

سعید دیکھ رہا ہوں میں جس کو محفل میں
کہیں اُسے بھی شعورِ نہ ہو جائے

□□□

○

کے محبت جتا کے پیتا ہوں
میں اپنے ساقی کو اپنا بنا کے پیتا ہوں

میں امتیازِ من و تو مٹا کے پیتا ہوں
مجاز کو بھی حقیقت بنا کے پیتا ہوں

خیال یہ ہے کہ ساقی کا دل بہل جائے
حکایتِ گل و بلبل سُنا کے پیتا ہوں

وہ اُودی اُودی گھٹا وہ لال لال شفق
میں کائنات کو رنگیں بنا کے پیتا ہوں

صراحی میری ، مِرا جام، میرا ساقی ہے
میں مے کدے پہ حکومت جتا کے پیتا ہوں

تصوّرات کی د ارے معاذ اللہ
پلا رہا ہے کوئی مسکرا کے پیتا ہوں

خیال ساقی کا ، توبہ کی فکر ، خوفِ ۱۰ ا
طرح طرح کی مصیبت اٹھا کے پیتا ہوں

سعید مسلک و مشرب ہے میرا رِ انہ
میں اپنے ساقی پہ ایمان لا کے پیتا ہوں

□□□

O

کوئی دھیمے سُروں میں گا رہا ہے
کا ـتـ ر ٹوٹ جا رہا ہے

ٹھہر جا اضطرابِ دل ٹھہرجا
کسی کا ․م ․ پ آ رہا ہے

مسیحا کوششیں کرت ہے اپنی
غم اپنا کام کرت جا رہا ہے

قفس میں ـیـد آـتـ تھا نشیمن
نشیمن میں قفس ـیـد آرہا ہے

نہ میں ․لا ' نہ وہ ․ لۓ نہ قسمت
زمانہ ہے کہ ․لا جا رہا ہے

مجھے پیـٔـ سے کیا روکے گا واعظ
خود اس کے منہ میں پنی آرہا ہے

وہ آ گئے، وہ آتے ہیں، وہ آئے
کوئی دل کو یونہی بہلا رہا ہے

یہاں بیمار د سے سدھارا
وہاں احوال پوچھا جا رہا ہے

سعید اچھی تھی پہلی بے قراری
سکوں سے اور جی گھبرا رہا ہے

□□□

○

حیات دینی تھی َ ایسی مُستعار مجھے
بنای ہو کسی کے گلے کا ہار مجھے

ہے جبر میں بھی اتنا اختیار مجھے
جو بے قرار ہو آ َ قرار مجھے

نہ فصل گل کی خطا ہے نہ دلوں کا قصور
تیری نے بنای ہے دہ خوار مجھے

میں پھر قفس میں ہوں پھر آئی ہے چمن میں بہار
پھر اب کے ید کرے گی بہار مجھے

اٹھا رہا ہوں سرِ طُور خاک کے ذرّے
ملے ہیں یہ ے جلوے کے پ دہ دار مجھے

میں اپنے دل سے پ یشاں، تم اپنی فطرت سے
نہ اختیار تمہیں ہے نہ اختیار مجھے

بسا ہے روح کے پ دوں میں آج تک وہ سُرور
پکار پھر اُسی ا ٰاز سے پکار مجھے

خطا معاف اَ ہو تو ای ت کہوں
تیرے کرم نے بنای َ ٔہ گار مجھے

کسی کی خاک پہ سجدے کئے جو میں نے سعید
ہوا ہے دو عالم پہ اختیار مجھے

□□□

O

کس قدر ساقی کی دریئے میں جوش تھا
مے کدے کا ذرہ ذرہ مے کدہ . دوش تھا

مے کدہ آ. دخُم خالی تھے اور اک جوش تھا
جس کا جتنا ظرف تھا بس اس میں اتنا ہوش تھا

اب تصور ہی میں الفت کے مزے آنے لگے
وہ بھی دن تھے . . کہ میں مرہُونِ چشم و گوش تھا

بس یہی لے دے کے تھا افسانۂ طور و کلیم
کوئی بے پردہ آ کوئی بے ہوش تھا

آئی ہچکی ، چل بسا بیمار ، . دیکھا کئے
ا جھو میں پراغ ز. گی خاموش تھا

ان کے زانو پ تھا سر اور ان کے دامن کی ہوا
سچ تو یہ ہے ہوش میں آنے کا کس کو ہوش تھا

تیری میّت پ بھی کیا حسرت .ستی تھی سعید
ہنسنے والے رو رہے تھے اور تُو خاموش تھا

□□□

O

تیرے غم میں بسر ہوگئی
ز گی مُعتبر ہوگئی

وہ بھی میری طرح ہیں اداس
دل کی دل کو خبر ہوگئی

شامِ غم چھوڑ کر وہ گئے
. وہ آئے سحر ہوگئی

گئی بہارِ چمن
جانے کس کی ہوگئی

مان لی اس نے اپنی خطا
ت خود مختصر ہوگئی

وہ میرا رازِ دل گئے
ت اِدھر کی اُدھر ہوگئی

رات رونے میں کٹتی نہ تھی
میں ہنسا اور سحر ہوگئی

اس نے دامن سمیٹا سعید
. . مری آ ہوگئی

❑❑❑

O

بجھا کے آگ نشیمن سے کام لے لوں گا
غرورِ .ق سے یوں انتقام لے لوں گا

تجھے بغیر تکلف پکار سکتا ہوں
میں خود کو بھول کے بھی تیرا .م لے لوں گا

ہزار روکیں مجھے جاگتے ہوئے فتنے
میں ان کی آنکھوں سے اپنا پیام لے لوں گا

ابھی تو آنکھوں سے پیتا ہوں مجھ کو پی. دے
میں پھر کبھی ترے ہاتھوں سے جام لے لوں گا

وہ دیکھتے ہیں مجھے .ر .ر محشر میں
انھیں یہ ڈر ہے کہ میں ان کا .م لے لوں گا

نگاہیں مجھ سے بچاتے رہیں گے وہ . .
سلام کر کے جوابِ سلام لے لوں گا

سعید سیلِ غم و اشک کے چھپانے کو
بس ا. موجِ تبسم سے کام لے لوں گا

□□□

مۓ گُل رَ ہے اور جام ہے کیا عرض کروں
کتنی رنگیں یہ مری شام ہے کیا عرض کروں

عرض کرنی ہے مجھے دل کی تمنا اُن سے
یہ بھی اک حسرتِ ٠کام ہے کیاعرض کروں

بجلیاں میرے نشیمن کو جلا دیتی ہیں
میری محنت کا یہ ا م ہے کیا عرض کروں

جو مرے ٠م سے بیزار تھے اللہ اللہ
اُن کے . پہ بھی مرا ٠م ہے کیا عرض کروں

جانے . سے تری وں سے لڑی ہیں یں
. سے دش میں مرا جام ہے کیا عرض کروں

رُخِ پُرنور پہ بکھرے ہوئے گیسُو کا سماں
امتزاجِ سحر و شام ہے کیا عرض کروں

لوگ کہتے ہیں مجھے ظلم و ستم کا مارا
کس کی دن پہ یہ الزام ہے کیا عرض کروں

. یہ کہتے ہیں محبت میں ہے تکلیف سعید
مجھ کو تکلیف میں آرام ہے کیا عرض کروں

□□□

○

مجھ کو پ بندِ غم دیکھتے رہ گئے
صاحبانِ کرم دیکھتے رہ گئے

کاش تیری ہنسی دیکھ یت کوئی
. مری چشمِ نم دیکھتے رہ گئے

کچھ نہیں ید کیا کہا کیا سنا
وہ ہمیں اُن کو ہم دیکھتے رہ گئے

لوگ منزل پہ جا بھی چکے اور ہم
راہ کے پیچ وخم دیکھتے رہ گئے

آشیاں اپنا جلتا رہا اور ہم
بجلیوں کی قسم دیکھتے رہ گئے

جوش سجدے میں آگے بڑھے تھے
اُن کے نقشِ قدم دیکھتے رہ گئے

ہوش دامن کا کیا اُن کو رہتا سعید
وہ مری چشمِ نم دیکھتے رہ گئے

❑❑❑

O

اُن سے کِ تعلق گوارا نہیں
دل ہمارا ہے پھر بھی ہمارا نہیں

ہم َ یں اور دشمن ہمیں تھام لیں
آج اتنے بھی ہم بے سہارا نہیں

میرے احوال پ آپ کیوں رو پڑے
غم کا خوَ ہوں میں غم کا مارا نہیں

اپنی محفل میں ہیں ایسے بیٹھے ہوئے
جیسے محفل میں کچھ بھی ہمارا نہیں

رات کاٹی نہیں اس نے روتے ہوئے
ہم نے ہنستے ہوئے دن َ ارا نہیں

وہ مخاطب ہوئے کیوں مِری آہ پ
م لے کر تو میں نے پکارا نہیں

کوئی طوفاں شکن کیوں کہے یہ سعید
جو سہارا نہ دے وہ کنارا نہیں

□□□

○

اَ آشیاں مرا جل َ ۔ مجھے کچھ کسی سے گلہ نہیں
یہ مرے نصیب کی ۔ت ہے کوئی بجلیوں کی خطا نہیں

مری حیرتوں کو تو دیکھئے ۔ انھیں مجھی سے ہیں پوچھتے
میں پتہ کسی کا بتاؤں کیا مجھے خود ہی اپنا پتہ نہیں

میں نہیں ہوں منکرِ بندگی اتنی ۔ت ضرور ہے
وہاں کس طرح مرا سر جھکے جہاں دل ہی مرا جھکا نہیں؟

اشکر یہ مرے چارہ َ مرے حال پہ مجھے چھوڑ دے
مجھے وہ مرض ہے ہوا ے پس جس کی دوا نہیں

میں خود اپنے دل سے ہوں ۔گماں ی وضعداری کا ہے یقین
مجھے اعتبارِ جفا تو ہے اعتبارِ وفا نہیں

ابھی دل نہیں ا مضطرب ابھی آ میں وہ نمی کہاں
ابھی تو دُعا کو نہ ہاتھ اٹھا کہ تجھے شعور دُعا نہیں

میں ۰ ائے عشق سے کہہ رہا ہوں سعید عالمِ س میں
مِرے اختیار میں کچھ نہیں ترے اختیار میں کیا نہیں

□□□

○

میں کیوں آپ کو مہرب ں ید آی
ستم کیا کوئی ‌ گہاں ید آی

ی آ پُرنم ہے کیوں فصلِ گُل میں
تجھے کون اے غباں ید آی

قفس میں تو جیسی بھی ری وہ ری
چمن میں بہت آشیاں ید آی

جہاں بھی ہوا کرہ بندگی کا
مجھے آپ کا آستاں ید آی

اَ آپ بھولے نہیں ہیں تو کہہ دیں
میں ید آی، کہاں ید آی

گئے تھے سعید آج ہم مے کدے کو
بہت ہم کو پیرِ مُغاں ید آی

□□□

ارے بے وفا ارادہ ترا پھر . ل نہ جائے
ترا آج کا بھی وعدہ کہیں کل پہ ٹل نہ جائے

سرِشام میری آہوں کی رَوِش . ل نہ جائے
وہ دیئے جلا رہے ہیں کہیں ہاتھ جل نہ جائے

جسے تم سنبھالنے ہی کے خیال میں مگن ہو
وہ سنبھالنے سے پہلے کہیں خود سنبھل نہ جائے

یہ جو تم . ل رہے ہو ذرا سوچ لو سمجھ لو
کہ تمہیں . ل کے د کہیں خود . ل نہ جائے

مجھے آ ی تمنا بھی نہ راس آئے گی کیا
وہ قری. آرہے ہیں کہیں موت ٹل نہ جائے

ی مسکراہٹوں پ ہوں اں نہ میرے آ
ے وار ہی سے پہلے مرا وار چل نہ جائے

بھری .م میں سناتے ہیں وہ اہلِ دل کے قصّے
مرا ؕم ان کے منہ سے کہیں پھر نکل نہ جائے

یہ ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی، یہ گھٹا کالی کالی
میں تے ر ساقی کہیں رُت .ل نہ جائے

مجھے خوف ہو رہا ہے یہ کرم سے بجلیوں کے
کہیں آشیاں کے دھوکے میں قفس بھی جل نہ جائے

اَ ای .رسن لے تو سعید کی غزل بھی
تے دل سے ز.گی بھر خلشِ غزل نہ جائے

□□□

○

نگاہیں نے کی زحمت نہ کیجے
مجھے آزمانے کی زحمت نہ کیجے

مجھے ڈوبنا بھی نہ ہو جائے مشکل
کنارے پہ آنے کی زحمت نہ کیجے

گھڑی بھر میں بیمار ہے جانے والا
ابھی آپ جانے کی زحمت نہ کیجے

اَ خوف ہے بجلیوں کی کا
نشیمن بنانے کی زحمت نہ کیجے

بہت کچھ نگاہوں میں ہے چارہَ کی
مجھے کچھ بتانے کی زحمت نہ کیجے

کہیں روٹھ جائے نہ فصلِ بہاراں
گلستاں سے جانے کی زحمت نہ کیجے

میں خود اپنی منزل سے واقف نہیں ہوں
مرے ساتھ آنے کی زحمت نہ کیجے

سعید اب زمانہ میں ہے کون مخلص
غمِ دل سنانے کی زحمت نہ کیجے

□□□

○

بھری بہار پہ الزام آ َ ی اے دو ت
چمن پ ت تہِ دام آ َ ی اے دو ت

ہجومِ ی س ابھی اور .ڑھنے والا تھا
تِری نگاہ کا پیغام آ َ ی اے دو ت

جہاں بھی میں نے کسی کو پکار ٘ چاہا
مری ز.ں پہ ت ا ٘ م آ َ ی اے دو ت

میں دیکھتا رہا ساقی کے چشمِ ا.و کو
نہ جانے دور میں . جام آ َ ی اے دو ت

تِری جفا نے جہاں .ڑھ کے راستہ روکا
وہاں خلوص مِرا کام آ َ ی اے دو ت

ابھی ابھی اجل آئی تھی اس کی .لیں پ
تِرے مریض کو آرام آ َ ی اے دو ت

.ڑے مزے سے ت ی ی د میں َ ٘ رجاتی
خیالِ َ دشِ ایّام آ َ ی اے دو ت

وہ دل کہ جس پہ بھروسہ تھا ای مدّت سے
مقامِ صبر سے ٰکام آ َی اے دو یے

گئی چمن سے بہاروں کی عیش سامانی
مری رہائی کا ہنگام آ َی اے دو یے

گذار ٰ شبِ غم کا محال تھا لیکن
تِرا خیال سرِ شام آ َی اے دو یے

جہاں کہیں بھی ت ا ٰکرہ کسی نے کیا
وہاں سعید کا بھی ٰم آ َی اے دو یے

❑❑❑

O

درد کو آسرا دیجئے
کم سے کم مسکرا دیجئے

وہ نہیں ہیں ابھی بے قرار
درد کی لَے بڑھا دیجئے

سانس اُکھڑتی ہے بیمار کی
اب دوا کیا، دُعا دیجئے

ق ت رہے بے قرار
اب نشیمن بنا دیجئے

میں کہاں ہوں مجھے کیا خبر
مجھ کو میرا پتہ دیجئے

آ ت رُکے انقلاب
رُخ سے پ دہ ہٹا دیجئے

کوئی فکرِ نشیمن نہیں
بجلیوں کو دُعا دیجئے

راہ میں ان کی بڑھ کر سعید
اپنی آنکھیں بچھا دیجئے

❑❑❑

○

اک مقامِ امتحاں ہے آدمی کے واسطے
غم بہرِ صورت ہے لازم ز گی کے واسطے

آپ آ ی نہ آ میری .لیں پ حضور
موت رک سکتی نہیں لیکن کسی کے واسطے

آج کیا آنکھوں کا عالم ہوَ ی اُن کے بغیر
دل بجھا جا ہے میرا روشنی کے واسطے

پہلے اس ربطِ سُرورِ سجدہ سے واقف تھا کون
میری خلقت کی گئی ہے بندگی کے واسطے

کوئی کیا جانے کہ ضبطِ غم ہے ممکن ی محال
آج ی آ پیِئے ان کی خوشی کے واسطے

جس کا جتنا ظرف ہے اتنا ہی ہوگا بہرہ ور
مے کدہ ورنہ کھلا ہے ہر کسی کے واسطے

موسمِ گل دستِ و شت . ... داماں کی قسم
آج . کچھ ہے مری دیوانگی کے واسطے

آشیاں کو آگ دینے کی بھی نو. .. آئیگی
کچھ نہ کچھ کرن پڑے گا روشنی کے واسطے

دوستی کا یوں تو دعویٰ ہر کسی کو ہے
میں ترستا ہوں خلوصِ دوستی کے واسطے

اور کچھ بجلی ٹھہر جاتی تو اچھا تھا سعید
بن رہا تھا آشیاں آ اسی کے واسطے

□□□

O

بے .. کوئی مجھ سے خفا ہوئی
اے ٠ ائے محبت یہ کیا ہوئی

چارہ َ خود بھی محوِ دُعا ہوئی
درد شای مرا لا دوا ہوئی

دفعتاً آپ کا سامنا ہوئی
جو نہ ہو٠ تھا وہ حادثہ ہوئی

جان دے دی بہر حال بیمار نے
ای فرضِ محبت ادا ہوئی

کوئی پیہم تصّور میں آکر مِرے
یہ سمجھتا ہے وعدہ وفا ہوئی

آشیاں بن چکا بجلیاں ِ پی
جو بھی ہو٠ تھا اچھا بُرا ہوئی

کون میری طرح دل میں دیتا جگہ
غم مِرے بعد بے آسرا ہوئی

ہر جگہ ان کے نقشِ قدم ہیں سعید
ہر جگہ اب تو سجدہ روا ہوئی

❏❏❏

بَل اَ آپ کے ا.و سے نکل جائے گا
میرے افسانے کا عنوان .ل جائے گا

آپ زحمت نہ کریں آپ پ یشان نہ ہوں
موت آجائے گی بیمار سنبھل جائے گا

حسن اور عشق میں ا ربط ہے محکم اے دو
شمع کے ساتھ ہی پ وانہ بھی جل جائے گا

.غباں موسمِ گُل پ نہ کرے ز اتنا
رُخ ہواؤں کا کسی روز .ل جائے گا

بعد مدت کے پھر اب وقت نے کروٹ لی ہے
جس کی قسمت میں سنبھلنا ہے سنبھل جائے گا

کیا کروں .ق کی حسرت نہیں دیکھی جاتی
جا ہوں کہ نشیمن مرا جل جائے گا

میں سمجھتا ہوں وہ توہینِ غزل ہوگی سعید
. . غزل کا مِری ا ز از .ل جائے گا

O

آ کیوں ہچکیاں نہیں معلوم
کون ہے مہر.ں نہیں معلوم

خود بخود جھک گئی جبینِ شوق
کس کا تھا آستاں نہیں معلوم

بے خودی میں .ڑھا رہا ہوں قدم
جارہا ہوں کہاں نہیں معلوم

ساکنِ عرش تھا کبھی میں بھی
کیسے آ یہاں نہیں معلوم

جارہا ہوں غبار کے پیچھے
ہے کہاں کارواں نہیں معلوم

ید اِتنا ہے .ق چمکی تھی
کیا ہوا آشیاں نہیں معلوم

کہتے کہتے فسانہ غم کا سعید
رُک گئی کیوں ز.ں نہیں معلوم

□□□

○

پسشِ حال غم سے کیا ہوگا
اِس فریبِ کرم سے کیا ہوگا

شیشۂ دل کو دے جلا اے دو ۔
حسرتِ جام جم سے کیا ہوگا

میرا ذوقِ سفر سلامت ہے
راہ کے پیچ و خم سے کیا ہوگا

اپنے دل کا مُحاسبہ کیجے
صحبِ محترم سے کیا ہوگا

روحِ د ی و حرم سے بے گانو !
ذکرِ د یـ و حرم سے کیا ہوگا

ہم نے ہنس ہنس کے غم اُٹھائے ہیں
وہ سمجھتے تھے ہم سے کیا ہوگا

حرف آئے گا ضبطِ غم پہ سعید
اور اِظہارِ غم سے کیا ہوگا

❑❑❑

○

مسکرا۔ دار کی منزل ۔ آ۔ ہے کوئی
کتنی آسانی سے کس مشکل ۔ آ۔ ہے کوئی

پھیر دیتا تھا کبھی بپھرے ہوئے طوفاں کا رخ
اب تماشہ دیکھنے ساحل ۔ آ۔ ہے کوئی

قتل کرن تھا کیا، پھر یہ پیشانی ہے کیوں
ہو کے بسمل کس لئے بسمل ۔ آ۔ ہے کوئی

جس کو منزل کہہ رہے ہو وہ ہے منزل کا فریب
بندہ پرور ۔ بھلا منزل ۔ آ۔ ہے کوئی

۔بۂ شوقِ شہادت کا ہے یہ بھی ای رخ
سر ہتھیلی پہ لیے قاتل ۔ آ۔ ہے کوئی

زندگی بھر حال کی زنجیر میں جکڑا رہا
کون کہتا ہے کہ مستقبل ۔ آ۔ ہے کوئی

وہ بھی مجھ کو صبر کی تلقین فرمانے لگے
ہاتھ پھیلائے ہوئے سائل یہ آیہ ہے کوئی

جاننے والے نہیں، پہچاننے والے نہیں
لوٹ کر طوفاں سے کیوں ساحل یہ آیہ ہے کوئی

خود ہمیں اس کی خبر ہونے نہیں پئی سعید
اس تکلّف سے ہمارے دل یہ آیہ ہے کوئی

❑❑❑

O

اس طرح ید آنے سے کیا فائ ہ
مفت احساں جتانے سے کیا فائ ہ

جس جگہ دل ہی جھکتا نہیں آپ کا
اس جگہ سر جھکانے سے کیا فائ ہ

ختم کچھ دم میں ہوجائے گی روشنی
شمع کی لو بڑھانے سے کیا فائ ہ

اپنے دشمن سے واقف تو ہیں ہم
م اس کا بتانے سے کیا فائ ہ

کھل کے ہنسئے تباہی پہ میری حضور
زیرِ . مسکرانے سے کیا فائ ہ

اپنے دل سے میں کرتا ہوں اکثر سوال
اُن کی محفل میں جانے سے کیا فائ ہ

اور اُبھریں گے نقشِ قدم آپ کے
میری تُر.ت مٹانے سے کیا فا ٔ ہ

نیچی یں اٹھاتے تو اک .ت تھی
جام آگے .ڑھانے سے کیا فا ٔ ہ

جن کو آ. تھا وہ تو نہ آئے سعید
موسِم گل کے آنے سے کیا فا ٔ ہ

❑❑❑

○

شمع جلی پوانے آئے
اپنا دل بہلانے آئے

نکہت گیسو کیا کیا مہکی
ہوش میں . دیوانے آئے

ملتے ہی ساقی سے نگاہیں
ہو ں ـ پیمانے آئے

میں نے تڑپ کر جان ہی دے دی
اب وہ کسے تڑپنے آئے

میری انوکھی لغزش دیکھو
قدموں میں میخانے آئے

عشق نے اپنی شان دکھائی
خود وہ مجھے سمجھانے آئے

آپ سعید اکثر محفل میں
زلفِ غزل سلجھانے آئے

□□□

O

کیوں مصیبت میں ہوں مسرور تجھے کیا معلوم
کیا محبت کے ہیں دستور تجھے کیا معلوم

فطرت ِ حسن ہے یہ ، یہ ہے تقاضائے شباب
تو ہے کس واسطے مغرور تجھے کیا معلوم

.غباں . کی بہار آئی بھی رخصت بھی ہوئی
میں قفس میں ہوں .ستور تجھے کیا معلوم

َدشِ چشم کی لذّت کوئی مجھ سے پوچھے
وار اوچھا ہے کہ بھرپور تجھے کیا معلوم

نہ بُرا مان نشیمن کے بنانے والے
.ق، عادت سے ہے مجبور ، تجھے کیا معلوم

ساتھ دے گا تُو کہاں ے میری . .دی کا
میری منزل ہے بہت دور تجھے کیا معلوم

کیوں َ.ہوں سے ہے اس درجہ ,یشان سعید
یہی رحمت کو ہے منظور تجھے کیا معلوم

❑❑❑

کبھی فصلِ بہاراں کا خیال آ ہے
ساتھ ہی چاک یباں کا خیال آ ہے

بھی بے ساختہ زنجیر پہ جاتی ہے
آپ کی زلفِ پیشاں کا خیال آ ہے

د آجاتی ہے کشتی کی تباہی مجھ کو
کا پ اُٹھتا ہوں جو طوفاں کا خیال آ ہے

آبلہ پئی کی تکلیف کا احساس نہیں
زحمتِ خارِ مُغیلاں کا خیال آ ہے

میں ی دین سے مایوس نہیں ہوں لیکن
اپنی کوہی داماں کا خیال آ ہے

مجھ کو معلوم ہیں دشِ دوراں کے حدود
کیوں مجھے دشِ دوراں کا خیال آ ہے

درد، قابلِ درماں سہی لیکن ائے دو
درد اُٹھتا ہے تو درماں کا خیال آ ہے

میرا ہو بھی نہ ہونے کے .ا. ہے سعید
کس کو اک بے سروساماں کا خیال آ ہے

○

دیوانوں میں ۔م کر رہا ہوں
کرۃ ہے جو کام کر رہا ہوں

د ترِی دِل فریبیوں میں
بے لاگ قیام کر رہا ہوں

خود پھو۔ کے اپنا آشیانہ
بجلی کو سلام کررہا ہوں

انگڑائیاں لے رہا ہے کوئی
افسانہ تمام کر رہا ہوں

خاموش ہے کائنات ساری
میں دل سے کلام کر رہا ہوں

مرنے پہ میرے نہ روؤ اتنا
تبدیلِ مقام کر رہا ہوں

ساقی سے سعید جام لے کر
محفل کو سلام کر رہا ہوں

□□□

O

دردِ ٠کامی پیہم کی قسم ہے اے دو ۔
میرے دل میں ابھی گنجائش غم ہے اے دو ۔

جس کے اظہار کی منزل میں لرزتی ہے ز.ں
ز٠گی کی وہی اک .ت اہم ہے اے دو ۔

اشک آنکھوں میں . . آجاتے ہیں پی ۔ ہوں
میرے قابو میں ابھی غم کا بھرم ہے اے دو ۔

کبھی تسکیں نہ ہوئی وعدۂ فردا سے ۔ ے
آج ۔ بھی مجھے اس .ت کا غم ہے اے دو ۔

دل ابھی عالمِ صد رَ میں الجھے ہوئے ہیں
آج بھی کشمکشِ د۔ و حرم ہے اے دو ۔

سر جھکای ہے پئے سجدہ ۔ ے قدموں پ
کائنات آج مرے زیرِ قدم ہے اے دو ۔

ہے تو میکش اس شان کا میکش ہے سعید
جس کو اِک کیفِ ساغرِ جم ہے اے دو ۔

□□□

○

میرے پینے کا ابھی وقت تو آیا ہی نہیں
ابھی ساقی نے نگاہوں کو اٹھایا ہی نہیں

تجھ کو موجوں کے تھپیڑوں کا ہو کیا اندازہ
تو نے ساحل سے سفینہ کو بڑھایا ہی نہیں

میں نہ آیا ترے مے خانے میں جب تک ساقی
تیرا میخانہ کبھی رنگ پہ آیا ہی نہیں

کیوں چمکنے لگی بجلی کا ارادہ کیا ہے
آشیانہ تو ابھی میں نے بنایا ہی نہیں

اپنی مرضی سے ڈبویا ہے سفینہ میں نے
کبھی طوفان کا احسان اُٹھایا ہی نہیں

اس کی رحمت کا ازل ہی سے بھروسہ تھا سعید
میں نے دامن کو گناہوں سے بچایا ہی نہیں

❒❒❒

○

تیرے غم میں بسر ہوگئی
ز.گی معتبر ہوگئی

وہ بھی میری طرح ہیں اداس
دل کو دل کی خبر ہوگئی

شامِ غم چھوڑ کر وہ گئے
. وہ آئے سحر ہوگئی

وہ مرا رازِ دل پ گئے
.ت اِدھر کی اُدھر ہوگئی

.. بھی میرا نشیمن بنا
بجلیوں کو خبر ہوگئی

مان لی اس نے اپنی خطا
.ت خود مختصر ہوگئی

لُٹ گئی بہارِ چمن
جانے کس کی ہوگئی

رات رونے میں کٹتی نہ تھی
میں ہنسا اور سحر ہوگئی

اس نے دامن سمیٹا سعید
مِری آ ہوگئی

□□□

○

اتنا ہی سہارا دلِ ناکام بہت ہے
اب ان کا تصوّر ہی سرِ شام بہت ہے

اب کوئی ضرورت ہے دوا کی نہ دُعا کی
جس حال میں ہوں میں، مجھے آرام بہت ہے

یہ سے ہے آغازِ عمل .م جہاں میں
ان کو انیشۂ ام بہت ہے

کم ظرف ہیں کرتے ہیں جو پینے سے تکلّف
ساقی مجھے یہ دردِ تہِ جام بہت ہے

ابھری نہیں دلِ میں کبھی امید کرم بھی
تیرا یہ کرم، دشِ ایّام بہت ہے

میں نام نہ لوں گا کبھی فریاد و فغاں کا
جیتا ہوں محبّت میں ، یہی کام بہت ہے

ہم جاتے ہیں پیاسے ترے میخانہ سے ساقی
تو یہ تھے تیرا کرم عام بہت ہے

احباب کریں اب نہ سعید اِس میں اضافہ
دشمن سے جو ملتا ہے وہ ام بہت ہے

□□□

○

دل جو وقف ستم ہوۓ
بے زِ کرم ہوۓ

حاجتِ چارہ َ اب نہیں
خود بخود درد کم ہو َ ے

میرا سجدہ ، تا نقش پ
نقش پ کا لعدم ہوۓ

فا ٔ ہ اس کے اظہار سے
ہوۓ جو ستم ، ہوۓ

دل میں اب تم ہو ارماں نہیں
بتکدہ بھی ، حرم ہوۓ

جس نے غم کی اڑائی ہنسی
خود َ فتارِ غم ہوۓ

ربط تھا .ق سے اس قدر
آشیاں اس میں ضم ہوۓ

دور ول سے . وہ ہوئے
فاصلہ دل سے کم ہوئے

تیرا در سامنے َ نہیں
میرا سر کیسے خم ہوئے

بھیگی پلکوں کو میری نہ دیکھ
تیرا دامن بھی نم ہوئے

اصل میں ہے وہ ا ں سعید
جس کو اِدراکِ غم ہوئے

□□□

○

دیوانگی سے کام لیا ہے کبھی کبھی
دامن کسی کا تھام لیا ہے کبھی کبھی

کرتا رہا کسی کو بھلانے کی کوششیں
یوں دل سے انتقام لیا ہے کبھی کبھی

حد سے سوا جو بڑھنے لگیں بے قراریں
ایسے میں اُن کا نام لیا ہے کبھی کبھی

یں ملی ہوئی تھیں تبسّم لبوں پہ تھا
ساقی سے یوں بھی جام لیا ہے کبھی کبھی

خود رو دیے کسی کو ہنسانے کے واسطے
مجبوریوں سے کام لیا ہے کبھی کبھی

شاید میری وفا اُسے یاد آئی میرے بعد
اُس نے بھی میرا نام لیا ہے کبھی کبھی

خود آگ دے کے اپنے نشیمن کو آپ ہی
بجلی سے انتقام لیا ہے کبھی کبھی

کام آگئیں سعید کی مستانہ لغزشیں
اس کو کسی نے تھام لیا ہے کبھی کبھی

❑❑❑

○

تلاشِ یقیں میں گماں ت تو پہنچے
پہنچتے پہنچتے یہاں ت تو پہنچے

مہ و انجم و کہکشاں ت تو پہنچے
یہاں کے مسافر وہاں ت تو پہنچے

اَ کارواں ت نہ پہنچے تو کیا غم
غبارِ رِہ کارواں ت تو پہنچے

یہ ظاہر ہے میں آشیاں ت نہ پہنچا
مرے ت کرے آشیاں ت تو پہنچے

جو فصلِ ان ہے تو کیا اس کی پ وا
غنیمت ہے ہم گلستاں ت تو پہنچے

جو سجدے کئے تیرے نقش قدم پ
وہ سجدے ت ے آستاں ت تو پہنچے

مبارک ہو واعظ سے دامن چھڑا کر
سعید آپ پیرِ مغاں ت تو پہنچے

□□□

O

جیتے جی آرام نہ آیـ
مزٰ بھی کچھ کام نہ آیـ

مۓ اپنی میخانہ اپنا
ہم یـ دورِ جام نہ آیـ

درد نے کیا کیا پہلو. لے
. پہ کسی کا.م نہ آیـ

.ق سے تھا کیا دور نشیمن
اُس کا ٹپنا کام نہ آیـ

کہہ گئی یں غم کا فسانہ
ضبط پہ کچھ الزام نہ آیـ

پُرسشِ غم کو وہ خود آئے
پھر بھی مجھے آرام نہ آیـ

کس سے سعید اب شکوہ کیجے
کوئی بھی وقتِ شام نہ آیـ

□□□

○

کیوں کہوں کوششیں رائیگاں ہوگئیں، ۔ رِ . ق و شرر آشیاں ہوَ یـ
ہمتیں اور بھی کچھ جواں ہوگئیں، اب مکمل مرا امتحاں ہوَ یـ

راہرو آج ہیں . کے . منچلے، ایـ منزل کے ہیں مختلف راستے
.ڑھ َ یـ اور بھی میرا احساسِ غم، دل مرا اور بھی . گماں ہوَ یـ

ہوَ یـ کیا سے کیا بندگی کا شعور، آپ کو اس کا احساس ہوگا ضرور
میرے نقشِ جبیں کی . و یـ حضور، آپ کا آستاں، آستاں ہوَ یـ

اس کی تقد یـ کس طرح اب ساتھ دے، اپنی منزل وہ کیسے معیّن کرے
چھُٹ َ یـ جو ٓ ے عشق کی قید سے، وہ اسیرِ زماں و مکاں ہوَ یـ

نیّت رہرواں مجھ کو معلوم کیا، راہِ امن و اماں مجھ کو معلوم کیا
مقصدِ کارواں مجھ کو معلوم کیا، میں فقط شامل کارواں ہوَ یـ

حادثہ تھا کہ یہ . ت تھی وقت کی، ایسا وقت آئے گا یہ خبر کس کو تھی
پڑگئی جس پہ اُن کی پڑگئی ہوَ یـ جو ستم . گہاں ہوَ یـ

مقصدِ دل مرا پ گئی بجلیاں لو کہاں سے کہاں آگئیں بجلیاں
تنکے تنکے میں لہرا گئیں بجلیاں، اب مرا آشیاں آشیاں ہوَ یـ

خالی شیشے پڑے ہیں شکستہ ہیں جام، اے سعید آج ایسا ہے کچھ اذنِ عام
کیسے قائم رہے میکدہ کا م، اب ہر اِک ر ٗ پیرِ مغاں ہوَ یـ

□□□

○

اس کے جلووٗں کے مقابل ہوگئے
آپ ہی ہم اپنے قاتل ہوگئے

غور ہی کرتے رہے اہل
اہلِ دل ￼￼دیکِ منزل ہوگئے

￼￼رِ طوفاں ￼ ￼ سفینہ ہوَ￼￼
مطمئن ￼￼ران ساحل ہوگئے

کتنے فرزانے بہ زورِ اِک
تیرے دیوانوں میں شامل ہوگئے

آہ کرنے کا ارادہ تھا
درمیاں میں آپ حائل ہوگئے

مل گئیں د￼ و حرم کی سرحدیں
شیخ، میخواروں میں شامل ہوگئے

مسکرا￼￼ ￼م ہے رو￼￼ ￼ہ
کیا سے کیا آدابِ محفل ہوگئے

یوں تو کہنے کو لٹا اِک گلستاں
در ￼ ￼ر کتنے عنادل ہوگئے

اس کی رحمت کے بھروسہ پہ سعید
ہم گنہگاروں میں شامل ہوگئے

□□□

○

.م میں خود اپنی ہی کچھ کمی آئی
. . انھیں ہر اک صورت اجنبی آئی

طور پ لڑی تھیں . . حسن و عشق کی آنکھیں
کائنات میں ساری ابتری آئی

چھوٹ کر بھی ز ان سے میں اداس بیٹھا ہوں
کیا کہوں گلستاں میں کیا کمی آئی

حسن کو خبر کیا ہے بے شمار دل ٹوٹے
آس . . محبت کی ٹوٹتی آئی

دیکھنے کے قابل ہے وسعتِ اُس کی
جس کو ہر حقیقت میں شاعری آئی

تھا ڈراؤ کتنا، خوابِ ز گی یرب
ز گی کے پہلو میں موت بھی آئی

دو ـ کس کو سمجھائے نیک و . محبت کے
دوستی کے پ دہ میں دشمنی آئی

.ق کی عنایـ سے آج صحن گلشن میں
جس طرف اٹھی روشنی آئی

غم ہی مستقل دیکھا اے سعید د میں
جو خوشی آئی عارضی آئی

❐❐❐

○

د ی نہ کرن آنے والے
رک نہیں ی جانے والے

ساحل سے ہیں محوِ تماشہ
طوفاں سے ٹکرانے والے

کیسے بنائے گا تو نشیمن
بجلی سے گھبرانے والے

تیرے قدموں میں ہے د
د کو ٹھکرانے والے

مانگنے کے آداب بھی ہیں کچھ
دامن کے پھیلانے والے

ہر عالم میں شاد رہے ہیں
تیرا غم اپنانے والے

وں سے کیوں دور کیا تھا
ید مجھے فرمانے والے

ہائے یہ کیسا وقت آی ہے
رونے لگے سمجھانے والے

ہم تو سعید اب جاتے ہیں پیاسے
شاد رہیں میخانے والے

❑❑❑

○

کس تکلّف کس اہتمام سے ہم
دل کو بہلا رہے ہیں شام سے ہم

مے چھلکتی ہے، رِ پیاسے ہیں
پھر بھی خوش ہیں ، اس انتظام سے ہیں

اب گلستاں میں آشیاں بھی نہیں
اب کہاں جا چھُٹ کے دام سے ہم

مل گئی . . نگاہ ساقی سے
ہوگئے بے ز جام سے ہم

اس کا ہر اک قصور کر کے معاف
مطمئن ہیں اس انتقام سے ہم

بجلیاں رہی ہیں گلشن پ
لُٹ رہے ہیں کس اہتمام سے ہم

تم جہاں ساتھ دے نہیں ت
اب گذرتے ہیں اس مقام سے ہم

مہرب‌ں تھے سعید وہ کل ت
آج محروم ہیں سلام سے ہم

□□□

O

سحر بھی اس کو نہ کہئے اَ یہ شام نہیں
اب اس کی شرح کروں میں یہ میرا کام نہیں

لرز کے رہ َ ے اس طرح ہاتھ ساقی کا
کہ جیسے میرے لئے میکدہ میں جام نہیں

کہاں سے لاؤں َ یہاں بہار میں اے دو ت
جنوں کے جشن منانے کا اہتمام نہیں

ے فراق میں ز ہ تو ہوں ابھی لیکن
یہ صبح صبح نہیں ہے یہ شام شام نہیں

جو کل تھے دو ت وہی آج ہوگئے دشمن
یہ ای تلخ حقیقت ہے اِتّہام نہیں

جو درگذر میں ہے لذّت تجھے خبر کیا ہے
کہ انتقام کا ی ہی انتقام نہیں

حرام ہے مجھے ساقی سے مانَ کر پیٔ
میں تشنہ کام سہی ایسا تشنہ کام نہیں

بھری بہار میں بے خا ہوا ہوں سعید
مرے فسانے میں جبرِ ان کا م نہیں

❑❑❑

○

متاعِ بے خودی ہے آپ کا غم
شعورِ بندگی ہے آپ کا غم

میں خود کو کیسے سمجھوں بے سہارا
٠ ا رکھے ابھی ہے آپ کا غم

کلیجے سے لگا رکھا ہے اس کو
قرار واقعی ہے آپ کا غم

بہت گہرے سہی غم کے ا٠ ھیرے
مسلسل روشنی ہے آپ کا غم

شکستہ دل کو بہلانے کی خاطر
یقیناً لازمی ہے آپ کا غم

کمی اس میں کبھی ہونے نہ پ ئی
وہی ہم ہیں وہی ہے آپ کا غم

اِسی غم کے سہارے جی رہے ہیں
ہماری ز گی ہے آپ کا غم

اِس اک غم پ فدا دُ کی خوشیاں
غرورِ آگہی ہے آپ کا غم

سعیدِ زار کا ہے یہ عقیدہ
سُرورِ سَرمدی ہے آپ کا غم

□□□

○

ی نگاہ نے اک انقلاب دیکھا ہے
ہمارے دل میں خود اپنا جواب دیکھا ہے

شبِ فراق تم آئے تو یُوں ہوا محسوس
کہ جیسے جاگتی آنکھوں سے خواب دیکھا ہے

میں ہے مجھے پیام ا
قدم قدم پہ تجھے بے حجاب دیکھا ہے

خوشی بھی سَربہ یہاں وہاں آئی
شعورِ غم کو جہاں کامیاب دیکھا ہے

اسی کی کوششِ تعمیر سے ہے چمن
بہار میں جسے خانہ اب دیکھا ہے

وہ حال پوچھ رہے تھے کہ آ بھر آئی
مری نگاہ میں شای جواب دیکھا ہے

میں ہر مقام پہ محروم التفات رہا
کہ خواب میں بھی تجھے محوِ خواب دیکھا ہے

سعید دوشِ نبیؐ پ علیؑ کو کیا دیکھا
اک آفتاب سرِ آفتاب دیکھا ہے

□□□

O

رنج و غم سہے . ت مجھ سا ۰تواں تنہا
میں ہی رہ َ ی ہوں کیا زیرِ آسماں تنہا

اس ادا سے کرتے ہیں ذکر حضرتِ واعظ
جیسے آپ ہی تو ہیں مالکِ جناں تنہا

ای ہُو کا عالم ہے ، گل ہیں اور نہ غنچے ہیں
کیا کرے گا گلشن میں رہ کے .غباں تنہا

اب وطن کی قوت کا حال پوچھتے کیا ہو
ای ای لشکر ہے ای اک جواں تنہا

آسماں کے ۃ رے ہوں ی زمیں کے ذرّے ہوں
میں سناؤں کس کس کو اپنی داستاں تنہا

اُن کی ی د ہے دل میں ان کی شکل آنکھوں میں
اُن سے چھُوٹنے پ بھی میں رہا کہاں تنہا

پیچھے رہ گئے تھک کر اہلِ کارواں سارے
ہے رواں سُوئے منزل ، میرِ کارواں تنہا

آشیاں کے جلتے ہی آشیاں بنا ہوں
میں فقط سمجھتا ہوں .ق کی ز.ں تنہا

اے سعید قسمت کو یہ بھی دن دکھا تھا
آج اپنی حا ـ پ میں ہوں نو خواں تنہا

□□□

○

خوشی کو صرف غم میں نے کیا ہے
لحاظِ چشم نم میں نے کیا ہے

چھلک اٹھے کئی آنکھوں کے ساغر
جہاں اظہارِ غم میں نے کیا ہے

مرا ذکر آپ ہی کرتے رہے ہیں
خود اپنا ذکر کم میں نے کیا ہے

شکستِ جام کی آواز سن کر
شکستِ دل کا غم میں نے کیا ہے

تصور میں تمہارے نقشِ پ کے
سرِ تسلیم خم میں نے کیا ہے

چھپا کر دل میں دل کی آرزو
محبت پ ستم میں نے کیا ہے

بناکر .ق کی زد پہ نشیمن
گلستاں پہ کرم میں نے کیا ہے

خوشی کے .م سے ہوتی ہے و ش ہ
کہاں یہ ضبطِ غم میں نے کیا ہے

سعید آنکھوں سے ان کی جام لے کر
خیالِ جامِ جم میں نے کیا ہے

❑❑❑

O

جو بکھرائے ہوئے گیسو کوئی مستانہ وار آئے
عجب کیا ہے چمن میں وقت سے پہلے بہار آئے

جو میری داستانِ درد سن کر مسکراتے ہیں
کسی پ دل کبھی ان کا بھی اے پ وردگار آئے

تماشہ دیکھنے والوں کو اشکوں پ نہیں قابو
ہمارا دل تو دیکھو مسکراتے سوئے دار آئے

قیامت سے اُدھر بھی کوئی منزل ہو یہ ممکن ہے
ہمیں ہے دیکھنا . . ت پیامِ انتظار آئے

انھیں بھی میرے جبر و ضبط کا شای ہے ا ازہ
ز.ں پ ان کی میرا ٠م ہی کیوں .ر .ر آئے

اضافہ کر گئے غم میں اُنھیں اس کی خبر کیا ہے
مجھے تسکین دینے کیسے کیسے غم گسار آئے

وہ ساعت آگئی آخر نہ سر تھا اور نہ سودا تھا
ہم اپنا بوجھ اک دن کوئے قاتل میں اتار آئے

زباں سے خیر مقدم کر رہا ہوں ان کے وعدہ کا
یہ سوچتا ہوں دل کو کیسے اعتبار آئے

جہاں دیدارِ ساقی تھا، جہاں تھے شیشہ و ساغر
سعید ایسی فضا میں بارہا دیوانہ وار آئے

❑❑❑

○

غمِ دل جو اُن کو سنا تو کیا ہو
وہ سُن کر اَ مسکرا تو کیا ہو

ہمیں ید آآ کے تڑپنے والے
تجھے بھی جو ہم ید آ تو کیا ہو

فلک پہ چمکتی ہے رہ رہ کے بجلی
اَ ہم نشیمن بنا تو کیا ہو

بتا دولتِ غم کرنے والے
جو ہم غم میں بھی مسکرا تو کیا ہو

تسّلی کو آتی تو ہے ید اُن کی
وہ خود ید کے ساتھ آ تو کیا ہو

قسم میں نے کھائی تو ہے ک مے کی
اَ آپ ساغر بڑھا تو کیا ہو

مسلسل   ی جستجو کرنے والے
خود اپنا پتہ بھول جا   تو کیا ہو

شبِ وعدہ اس فکر میں ٹ رہی ہے
وہ آ   تو کیا ہو نہ آ   تو کیا ہو

وہ .ڑھتے ہیں خود مجھ کو دینے سہارا
سعید اب قدم لڑکھڑا   تو کیا ہو

❑❑❑

○

ہوئے بھی عشق میں رسوا تو احترام کے ساتھ
تمہارا نام بھی آیا ہمارے نام کے ساتھ

تمہاری بزم میں ہر کا گزر ہے میرے سوا
خصوصیت ہے ضروری صلائے عام کے ساتھ

شکایتوں کا فسانہ ترے تبسّم پر
تمام ہوگیا اک آہِ ناتمام کے ساتھ

ہر اک فضا میں مسّرت کو غم سے نسبت ہے
تری سحر کو ہے اک ربط میری شام کے ساتھ

فسردہ پھول ہیں ، کلیاں اداس ہیں ساری
بہار آئی ہے کس حسنِ انتظام کے ساتھ

تڑپ رہا ہے بہت دن سے ذوقِ بربادی
پھر آشیانہ بناتا ہوں اہتمام کے ساتھ

یہی زمانہ نہ قدر میرے بعد سعید
مجھے بھی یاد کرے گا مرے کلام کے ساتھ

□□□

○

ہاں، اک نگاہِ لطف و کرم بھی ستم کے ساتھ
اے غم نواز! دل بھی عنایت ہو غم کے ساتھ

جیسے بھی ہو گزارنی ہوگی یہ زندگی
اب وہ خوشی کے ساتھ بسر ہو کہ غم کے ساتھ

آئے گا خود اثر ہی دعاؤں کو ڈھونڈنے
دل کا بھی کچھ لگاؤ رہے چشمِ نم کے ساتھ

چاہا تھا ہم نے چھوڑ کے منزل کو بڑھ چلیں
منزل لپٹ کے رہ گئی نقشِ قدم کے ساتھ

پُرسانِ حال اس کا بھی رکھنا ذرا خیال
احساسِ غم فُزوں نہ ہو تسکینِ غم کے ساتھ

اب فرق ہو تو کیسے ہو نماز و نیاز میں
نقشِ جبیں بھی ابھرے ہیں نقشِ قدم کے ساتھ

ہاں ہاں کریم ہے تُو ، گنہگار ہے سعید
اس کی خطا کو لاگ ہے تیرے کرم کے ساتھ

□□□

ہے جبر میں بھی اتنا اختیار مجھے
جو بے قرار ہوا آ َ ی قرار مجھے

نہ فصلِ گُل کی خطا ہے نہ .دلوں کا قصور
ت ی نے بنا ی ہے .دہ خوار مجھے

بسا ہے روح کے پ دوں میں آج ت وہ سرور
پکار، پھر اُسی ا ٔ از سے پُکار مجھے

میں پھر قفس میں ہوں پھر آئی ہے چمن میں بہار
پھر اب کے ی د کرے گی بہت بہار مجھے

اُٹھا رہا ہوں سر طور، خاک کے ذرّے
مِلے ہیں یہ تِرے جلوہ کے پ دہ دار مجھے

خطا معاف اَ ہو تو ا ی .ت کہوں
ت ے کرم نے بنا ی َ ٔ ہ گار مجھے

کسی کی خاک پہ سجدے کئے جو میں نے سعید
ہوا ہے دو عالم پہ افتخار مجھے

▢▢▢

○

آپ کیا ظلم و ستم بھول گئے
اپنے . قول و قسم بھول گئے

آپ کا غم تو ہمیں ید رہا
آپ دے کر ہمیں غم بھول گئے

کسی دشمن نے اُڑائی ہوگی
کیا کہا آپ کو ہم بھول گئے

آستانہ پہ جو پہنچے تیرے
عظمت دی و حرم بھول گئے

ای غم ہے جو بھلای نہ َی
اور جتنے بھی تھے غم بھول گئے

کیسے پہنچیں گے تیرے کوچہ میں
اپنے ہی نقشِ قدم بھول گئے

اس طرح ملتے ہیں وہ ہم سے سعید
جیسے ہم ان کے کرم بھول گئے

□□□

○

مرے دل میں ہے غم ، . پ ہنسی ہے
اسی کا ،م شای ز،گی ہے

ت ے آنے کی کچھ امید ابھی ہے
ستاروں میں ابھی کچھ روشنی ہے

اجل تُو جلد اپنا کام کر جا
ابھی آنکھوں میں اُن کی کچھ نمی ہے

کوئی پہچاننے والا نہیں اب
بہار اِک اِک کی صورت دیت ہے

محبت کیا ہے یہ تم پوچھتے ہو
محبّت کیا ہے د جا ہے

جہاں میں ہوں وہاں ہے ذکر تیرا
جہاں تُو ہے وہاں میری کمی ہے

طلب گارانِ ساحل ید رکھیں
لبِ ساحل بھی کشتی ڈوبتی ہے

ٔ ا جانے کہاں ہے آشیانہ
جہاں ت دیکھتا ہوں روشنی ہے

جسے آجائے غم میں مسکرا،
حقیقت میں سعید ا ں وہی ہے

❑❑❑

O

بھری بہار پہ الزام آ َ ی اے دو ت
چمن پ ت ، تہِ دام آ َ ی اے دو ت

ہجومِ ی س ابھی اور بڑھنے والا ہے
ت ی نگاہ کا پیغام آ َ ی اے دو ت

گئی چمن سے بہاروں کی عیش سامانی
مری رہائی کا ہنگام آ َ یاے دو ت

بڑے مزے سے ت ی ی د میں گذر جاتی
خیالِ َ دشِ ایّام آ َ ی اے دو ت

ابھی ابھی اجل آئی تھی اُس کی بلیں پ
ت ے مریض کو آرام آ َ ی اے دو ت

ت ی جفا نے جہاں بڑھ کے راستہ روکا
وہاں خلوص مرا کام آ َ ی اے دو ت

جہاں بھی میں نے کسی کو پکارنا چاہا
مری زباں پہ ترا نام آ گیا ہے دوست

میں دیکھتا رہا ساقی کی چشم و ابرو کو
نہ جانے دَور میں کب جام آ گیا ہے دوست

جہاں کہیں بھی ترا تذکرہ کسی نے کیا
وہاں سعید کا بھی نام آ گیا ہے دوست

□□□

○

کچھ تڑپ کچھ سکوں کا عالم ہے
ترا غم زخم ہے کہ مرہم ہے

میرے آ ہیں آج بھی مشکوک
مسکراہٹ ی مُسلّم ہے

یوں تو ہر غم عزیز ہے لیکن
آپ کا غم پھر آپ کا غم ہے

بے طلب دے رہا ہے ساقی جام
اب مری تشنگی مسلّم ہے

روشنی میں ہیں . دلوں کے ش
صرف نقشِ وفا ہی مُبہم ہے

رکھ رہا ہوں بنا نشیمن کی
بجلیوں کا مزاج .ہم ہے

اشک پی کر میں ہنس رہا ہوں سعید
یہی پہلا فریضۂ غم ہے

□□□

O

دل کی تقد یہ پیشاں آتی ہے مجھے
موت اب درد کا درماں آتی ہے مجھے

کبھی تفسیرِ ٭اں ہے کبھی تفصیلِ بہار
یہی تقدیرِ گلستاں آتی ہے مجھے

نہ وہ مستانہ گھٹا نہ وہ ساغر نہ سَبُو
فصلِ گل بے سر و ساماں آتی ہے مجھے

َے پڑتے ہیں تے نقشِ قدم پہ سجدے
بندگی فطرت ا ں آتی ہے مجھے

اپنی دشوار پسندی کو دعا دیتا ہوں
کوئی مشکل بھی ہو، آساں آتی ہے مجھے

کبھی آہیں کبھی ٭لے کبھی فریاد و فغاں
ز٭گی حشر بہ داماں آتی ہے مجھے

کس سے رُوداد کہوں اپنی پ یشانی کی
ساری د ہی پ یشاں آتی ہے مجھے

جھلملاتی ہوئی اک شمع شر یـ غم ہے
وہ بھی کچھ د یـ کی مہماں آتی ہے مجھے

گُل پہ کچھ اور خار پہ کچھ اور
اس میں توہین گلستاں آتی ہے مجھے

مسکرا ہوا کون آ یـ گلستاں میں سعید
ہر کلی ، سر بہ یباں آتی ہے مجھے

□□□

○

آپ ہی کا خیال ہے شای
جبھی دل کو ل ہے شای

وہ تو وہ موت کیوں نہیں آتی
یہ بھی امرِ محال ہے شای

مجھ کو دیکھا تو پڑھ گئی تیوری
مری صورت سوال ہے شای

بے .. ہچکیاں نہیں آتیں
اُن کو میرا خیال ہے شای

قصّہ کوہکن پہ حیراں ہیں
جان دینا کمال ہے شای

چارہ سر جھکا کے رونے لگا
میرا بچنا محال ہے شای

ز ی . رہے ہیں سعید
کچھ طبیعت بحال ہے شای

□□□

○

عظمتِ غم کی .تیں کیجئے
دیٔہ نم کی .تیں کیجئے

آپ کے دل میں َ ہے ان ھیرا
شمعِ حرم کی .تیں کیجئے

ذکر نہ کیجئے لطف و کرم کا
ظلم و ستم کی .تیں کیجئے

میں بھی ذرا دل کھول کے ہنس لوں
کیجئے غم کی .تیں کیجئے

دی و حرم میں جا کر حاصل
دی و حرم کی .تیں کیجئے

کچھ تو شعور سجدہ جا گے
نقشِ قدم کی .تیں کیجئے

غم سے سعید اب کس کو مفر ہے
آپ بھی غم کی .تیں کیجئے

□□□

O

ز گی کا وہ کچھ بھی لطف اٹھا نہیں ت
انتہائے غم میں جو مسکرا نہیں ت

اہلِ حق کی فطرت ہے حق پہ آنچ . . آئے
سر کٹا تو ت ہیں سر جھکا نہیں ت

دل پہ ہاتھ رکھ لیجے، دیکھئے میں کہتا ہوں
آپ میرے ·لوں کی تب لا نہیں ت

ساتھ کس جگہ چھوڑا تونے طاقت پواز
سامنے نشیمن ہے اُڑ کے جا نہیں ت

آپ کا مریضِ غم ایسی نیند سوی ہے
آپ بھی اَ چاہیں اب جگا نہیں ت

ہر مقام دیتا ہے یُوں تو دعوتِ سجدہ
ہر مقام پ لیکن سر جھکا نہیں ت

خاص میکدہ ہے یں، اہلِ ہوش آتے ہیں
آپ پی تو ت ہیں لڑ کھڑا نہیں ت

اپنے کارنامہ پ .ق یوں ا ُتی ہے
جیسے آشیانہ ہم پھر بنا نہیں ت

یہ بتا تو ت ہیں کس نے غم دیہ ہم کو
غم میں کتنی لذّت ہے یہ بتا نہیں ت

ہاں اسی کو کہتے ہیں، اے سعید مجبوری
بھولنے پہ بھی اُن کو ہم ، بھلا نہیں ت

❏❏❏

○

اعتبارِ محبّت .ڑھاتے ہیں ہم
اشک پیتے ہوئے مسکراتے ہیں ہم

حرف ساقی پہ آئے گا اس خوف سے
خالی پیمانہ منہ سے لگاتے ہیں ہم

دوستوں کے کرم ید آتے ہیں . .
دشمنوں کے ستم بھول جاتے ہیں ہم

توبہ کرتے بھی ہیں توڑ دیتے بھی ہیں
یوں سنبھلتے ہوئے لڑکھڑاتے ہیں ہم

اب وہ دور ٔاں ہو کہ فصلِ بہار
ہم کو گلشن میں جا. ہے جاتے ہیں ہم

آپ جو چاہے عنوان رکھ لیجئے
آپ کو اک فسانہ سناتے ہیں ہم

آشیانہ کی .ید رکھ کر سعید
.ق کا حوصلہ آزماتے ہیں ہم

□□□

○

نبضِ بیمار رُک رُک کے چلتی رہی
رات آہستہ آہستہ ڈھلتی رہی

کوئی نہ ت گلستاں میں آت رہا
پھول کھلتے رہے رُت لتی رہی

ساتھ میرے کوئی بھی نہ آیا تو کیا
میری قسمت مِرے ساتھ چلتی رہی

رات بھر رقص پروانے کرتے رہے
شمع کا کام جلنا تھا، جلتی رہی

پُرسشِ حال کو وہ جو آتے رہے
موت آتی رہی اور ٹلتی رہی

آشیانہ پہ َتی رہیں بجلیاں
میری دینہ حسرت رہی

میری آنکھوں کے ساغر چھلکتے رہے
ان کے چہرے کی رنگت لتی رہی

م یت ہوں میں بھی اُسی کا سعید
ہر بلا م سے جس کے ٹلتی رہی

❑❑❑

O

لڑکھڑاتے ہیں کبھی پ ؤں جومنزل کے قری .
کوئی آجات ہے چپکے سے مِرے دل کے قری .

ت کرہ میرا بہ ا ازِ شکای ہی سہی
تیری محفل میں ہوں ہنگامۂ محفل کے قری .

وہ تو کہیے کہ یہ ہے عرصۂ محشر ورنہ
کہیں قاتل بھی آ ہے بسمل کے قری .

احتیاط اتنی کہ آواز نہ آنے پ ئی
کس تکلّف سے وہ آئے ہیں مرے دل کے قری .

میں ذرا اپنے نشیمن کی بِنا تو رکھ لوں
بجلیاں خود ہی چلی آ گی منزل کے قری .

وہ ادھر آئے عیادت کو ادھر دم نکلا
ڈوبتی یوں بھی ہے کشتی کبھی ساحل کے قری۔

آئینہ پ ہے اُن کی ۰ا خیر کرے
ای قاتل ہوا پھر دوسرے قاتل کے قری۔

اب وہ خود ہیں کہ خیال ان کا ۰ا جانے سعید
کوئی رہتا ہے بہر حال مِرے دل کے قری۔

❑❑❑

○

آج ان کے دامن پ میرے اشک ڈھلتے ہیں
غم کے تیز رو دھارے راستے . لتے ہیں

دیکھنا ذرا ہمدم روشنی ہے گلشن میں
آشیانہ جلتا ہے ۔ پ اغ جلتے ہیں

کیوں ہنسی اڑاتے ہو رَہ رَووں کی تم آ
رَہ رَووں ہی میں اکثر راہبر ہیں

ایسی بے رخی بھی کیا، اتنی بھی ہے کیا جلدی
ٹھہر و قافلے والو ہم بھی ساتھ چلتے ہیں

تیری مسکراہٹ کے ساتھ ہیں مری آنکھیں
صبح کے اجالے میں دو پ اغ جلتے ہیں

دیکھنے کے قابل ہیں لغزشیں وہاں میری
ہاتھ تھام کر میرا وہ جہاں سنبھلتے ہیں

میکشی سعید اپنی ہے کچھ ایسی معیاری
ہم . ل نہیں میکدے . لتے ہیں

□□□

O

دردِ دل اپنا سنا کر مجھے کیا یٗ ہے
ان کو احساس دلا کر مجھے کیا یٗ ہے

اہتمام آپ کی خاطر سے کیا ہے میں نے
ورنہ .بم اپنی سجا کر مجھے کیا یٗ ہے

کوئی مفہوم دعا ہے نہ دعاؤں میں اثٗ
بے .. ہاتھ اٹھا کر مجھے کیا یٗ ہے

تیری خاطر مجھے منظور ہے اے .ق بلا
چند تنکوں کو سجا کر مجھے کیا یٗ ہے

دلِ بیٖ‌ب کے کہنے سے آیٖ ہوں
آپ کی .بم میں آ کر مجھے کیا یٗ ہے

آپ ہی اپنا میں قاتل ہوں کہوں گا سرحشر
آپ کا ٗم بتا کر مجھے کیا یٗ ہے

ذرّہ ذرّہ میں آتہ ہے جلوہ اُس کا
پھر بھلا طُور پہ جاکر مجھے کیا ینہ ہے

تے قدموں میں پڑا ہوں میں پڑا رہنے دے
ساقیا ہوش میں آکر مجھے کیا ینہ ہے

جا ہوں مِری قسمت میں اندھیرا ہے سعید
شمع کی لو کو بڑھا کر مجھے کیا ینہ ہے

□□□

○

آزماتے تو بہت اچھا تھا
دل بڑھاتے تو بہت اچھا تھا

موت ین کے لیے آئی ہے
وہ بھی آتے تو بہت اچھا تھا

موسمِ گل میں اسیرانِ قفس
چھوٹ جاتے تو بہت اچھا تھا

عدم آباد کے جانے والے
لوٹ آتے تو بہت اچھا تھا

بڑھ کے دیتے وہ سہارا خود ہی
لڑکھڑاتے تو بہت اچھا تھا

کم سے کم فصل بہار آجاتی
آپ آتے تو بہت اچھا تھا

اور بھی عظمتِ غم بڑھ جاتی
مسکراتے تو بہت اچھا تھا

بچ کے کیوں آئے کنارے پہ سعید
ڈوب جاتے تو بہت اچھا تھا

□□□

○

جا ہوں میں نشیمن کا بھرم ہے کتنا
دیکھنا یہ ہے مجھے، .ق میں دم ہے کتنا

تجھ سے جو غم بھی ہو مجھے منظور
غم کے مالک مری تقدیہ میں غم ہے کتنا

مجھ سے کیا پوچھتا ہے پُوچھ لے اپنے دل سے
تیری محفل میں مِرا ذکر اہم ہے کتنا

کیا کہا آپ کو رحم آتہ ہے حاتہ پہ مری
رہنے بھی دیجئے اس .ت میں دم ہے کتنا

مسکراتے ہوئے پیتہ ہے ہر اک آ
تیرا دیوانہ بھی شائستہ غم ہے کتنا

میرے ہو ل پہ ہنسی دیکھنے والے آ
کیوں نہیں دیکھتے دامن مرا نم ہے کتنا

.ت کہنے کی جو تھی کہہ نہ سکا اُن سے سعید
کیا بتاؤں مجھے اس .ت کا غم ہے کتنا

□□□

O

ب الفت سے کام لیجئے
دل سے پھر اُن کا م لیجئے

میں سنا ہوں داستاں اپنی
اک ذرا دل کو تھام لیجئے

توبہ وہ بھی بہار میں صح !
عقل سے کچھ تو کام لیجئے

آپ کی مے ہے آپ کی مینا
ڈھ کے ساقی سے جام لیجئے

دیکھئے لڑکھڑا رہا ہوں ہیں
ڈھ کے اب مجھ کو تھام لیجئے

د سے منتظر کھڑا ہوں میں
اب تو میرا سلام لیجئے

میں تو جپتا ہوں آپ کی مالا
آپ بھی میرا م لیجئے

جان دے دیجئے مسکرا کے سعید
ز سے انتقام لیجئے

□□□

○

مشقِ ستم فرماتے رہیے
یونہی مجھے تڑپتے رہیے

رندوں کو ترساتے رہیے
جام یونہی چھلکاتے رہیے

جہاں الجھے تو الجھے
زلفوں کو سلجھاتے رہیے

قسمت سے زیادہ نہ ملے گا
دامن کو پھیلاتے رہیے

قدموں میں آجائے گا ساحل
طوفاں سے ٹکراتے رہیے

فصلِ بہاراں روٹھ نہ جائے
صحنِ چمن میں آتے رہیے

آپ سعید اپنی غزلوں سے
محفل کو تڑپتے رہیے

□□□

○

کہاں ابھی کچھ بیٹھ تو سہی اے دو ۔۔
ابھی تو آئی ہے آنکھوں میں روشنی اے دو ۔۔

مِری بلا سے کوئی غم ہو ۔ خوشی اے دو ۔۔
َ ۰ارنی ہے بہرحال ز۰گی اے دو ۔۔

۔ی نگاہ سے پی ہے تمام عمر
بجھی نہ پھر بھی محبّت کی تشنگی اے دو ۔۔

امید صبح کے مارے ہوئے جہاں پہنچے
وہیں حیات کی بھی شام ہوگئی اے دو ۔۔

دِ نہ میں نے کسی کو کبھی فریب خلوص
بلند ہے مرا معیار دوستی اے دو ۔۔

ابھی فسانۂ غم ۰ تمام ہے میرا
ارے ابھی سے تجھے نیند آگئی اے دو ۔۔

اٹھے ہیں ۰لہ و فریاد سے تو حشر بہت
نہ رنگ لائے خموشی کہیں مری اے دو ۔۔

ز۰ں کا لطف نہ آجائے تو مِرا ذمّہ
غزل سعید کی تو نے نہیں سُنی اے دو ۔۔

□□□

O

گھبرا گئے ، میرا ۰م لے کر
رونے لگے انتقام لے کر

وں سے پلا رہا ہے ساقی
کیا کوئی کرے گا جام لے کر

ہشیار رہیں . اہل گلشن
صیّاد ہے دام لے کر

کچھ فکر نہ کیجئے شیخ صا .
پی لیجئے ۰ا کا ۰م لے کر

حیرت ہے کہ اپنے میکدہ میں
بیٹھا ہوں شکستہ جام لے کر

جیسے مجھے جا نہیں وہ
منہ پھیر لیا سلام لے کر

محفل سے اٹھا سعید ان کی
ا حسرتِ ۰ تمام لے کر

□□□

○

جس نے ٹھکرا دی ہراک کو وہ دل ہوں میں
مجھ کو پہچان ترِے پیار کی منزل ہوں میں

کس لئے کرتی ہے د میرے قاتل کو تلاش
واقعہ یہ ہے کہ آپ اپنا ہی قاتل ہوں میں

میں نہیں ہوں نہ سہی ذکر تو رہتا ہے مِرا
دُور رہ کر بھی تی بزم میں شامل ہوں میں

ایسے جینے سے تو موت آئی تو اچھا ہوت
وہ سمجھتے ہیں کہ اب رحم کے قابل ہوں میں

سَر ابھی میں نے جھکای بھی نہ تھا سجدہ میں
ای آواز یہ آئی کہ مقابل ہوں میں

رنگ لائی ہے مری راہ نوردی اے سعید
اب تو منزل پہ بھی بیگانۂ منزل ہوں میں

□□□

○

لیجئے آشیاں بن َ ی
بجلیوں کا مکاں بن َ ی

داستاں میں ی میرا ذکر
حاصل داستاں بن َ ی

اُس کا قبضہ ہے دل پ مرے
یہماں میز.ں بن َ ی

میرے دل سے جو اُٹھا دھواں
اور اِک آسماں بن َ ی

تیرے آنے سے جانِ بہار
گلستاں، گلستاں بن َ ی

جمع . . میرے سجدے ہوئے
آپ کا آستاں بن َ ی

معترِض تھا جو مجھ پ سعید
وہ مرا ہمز.ں بن َ ی

□□□

O

ہنستے ہوئے مقتل سے ر کیوں نہیں جاتے
جینا نہیں آ ہے تو مر کیوں نہیں جاتے

تلوار کا ہر زخم تو بھر جا ہے لیکن
جو زخم زں کے ہیں وہ بھر کیوں نہیں جاتے

بپھرے ہوئے طوفان کا رخ موڑنے والے
کیا ت ہے ساحل سے اُدھر کیوں نہیں جاتے

لے دلِ بیتب ے ب اث
ما نہیں جاتے ہیں کیوں نہیں جاتے

رک جاتے ہیں کیوں میرے نشیمن تلک آکر
گلشن کی طرف ق و شرر کیوں نہیں جاتے

کچھ د کا مہمان ہے بیمار تمہارا
آئے ہو تو کچھ د ٹھہر کیوں نہیں جاتے

طوفان سے گھبراتے ہیں کیوں اتنا سعید اب
طوفان سے ٹکراکے ر کیوں نہیں جاتے

□□□

○

میرا غم آپ کا غم ہو، یہ ضروری تو نہیں
آپ کی آ بھی نم ہو ، یہ ضروری تو نہیں

وہ مداوا تو ہر اک درد کا کر تے ہیں
دردِ دل میرا بھی کم ہو ، یہ ضروری تو نہیں

ہر جگہ نقشِ کفِ پ نہیں ہوتے ان کے
ہر جگہ سر میرا خم ہو ، یہ ضروری تو نہیں

اس نے وعدہ تو قسم کھا کے کیا ہے لیکن
اب وہ پبندِ قسم ہو، یہ ضروری تو نہیں

آپ تو مجھ پہ ستم کر کے بہت خوش ہیں
میرے حق میں وہ ستم ہو، یہ ضروری تو نہیں

کیا یقیں ہے کہ توجّہ سے سنیں گے وہ سعید
میرا ذکر اتنا اہم ہو، یہ ضروری تو نہیں

□□□

O

ہے قلب مطمئن سا مطمئن نہیں
وہ سامنے ہے پھر بھی مطمئن نہیں

روت رہا ہوں آپ کے غم میں تمام عمر
لیکن حضور دیۂ ت مطمئن نہیں

دیتا ہے تُو طلب سے سوا اس کے ۔وجود
پوردگار ! قلبِ بشر مطمئن نہیں

چلتا رہا ہے کوئی تصّور میں ساتھ ساتھ
پھر بھی ہمارا ذوقِ سفر مطمئن نہیں

اب آشیاں کی خاک بھی ۔قی نہیں رہی
اب کیوں مزاجِ ۔ق و شرر مطمئن نہیں

جو دل کا حال تھا وہ سنای سعید نے
جانے بھی دیجے آپ اَ مطمئن نہیں

□□□

○

حیاتِ نو کے سہاروں سے کام لینا ہے
سحر سے پہلے ستاروں سے کام لینا ہے

شکن جبیں کی بدل جائے گی تبسّم سے
وفا پرست پرستاروں سے کام لینا ہے

قدم ملا کے چلیں صبر و ضبط کی خاطر
بدوش ہمدوش بہ دوش روں سے کام لینا ہے

نہیں ہے لالہ و گل کی روش کا نام چمن
ابھی کچھ اور بہاروں سے کام لینا ہے

گزر چکے ہیں بہت امتحاں کی منزل سے
بجائے شرح اشاروں سے کام لینا ہے

والو کنارہ کا آسرا
تمہیں تو عزم کے دھاروں سے کام لینا ہے

سعید دیر و حرم مل ہی جائیں گے لیکن
وطن کو بادہ گساروں سے کام لینا ہے

□□□

○

سجدہ کو میں سر کہاں سے لاؤں
سر لاؤں تو در کہاں سے لاؤں

تیرے لئے میں کسی کا دامن
اے دیۂ ت کہاں سے لاؤں

جلوہ کی ت ے جو ت ب لائے
وہ دل و کہاں سے لاؤں

درپیش سفر تو ہے عدم کا
سامان سفر کہاں سے لاؤں

دل ساتھ اَ نہ دے ز.ں کا
.لوں میں اث کہاں سے لاؤں

ہر روز میں اک نشیمن
اے .ق و شرر کہاں سے لاؤں

اُن کے لئے چا. اور ستارے
ہنگامِ سحر کہاں سے لاؤں

محفل کو سعید .ر کرنے
میں لعل و گُہر کہاں سے لاؤں

□□□

○

محفل میں کیا حسین یہ بیچارگی رہی
وہ چُپ رہے تو ان کی بولتی رہی

چنتا رہا میں تنکے نشیمن کے واسطے
ہنس ہنس کے .ق میری طرف د.. رہی

وارفتگیِ شوق کے قر.ن جایئے
وہ سامنے تھے ان کو ڈھو.ڈھتی رہی

اس کے کرم سے مجھ کو غمِ جاوداں
تجھ کو خوشی ملی جو گھڑی دو گھڑی رہی

میں ساری کائنات کا غم ڈھو.ڈھتا رہا
مجھ کو زمانہ بھر کی خوشی ڈھو.ڈھتی رہی

بیٹھے رہے نگاہ جھکائے وہ اس طرح
خود ان کی .ہم ان کے لئے اجنبی رہی

میں ز.گی کی فکر کروں کس لئے سعید
خود موت کی پناہ میں . . ز.گی رہی

□□□

○

بندہ پَرور یہ د کا دستور ہے
کوئی رنجور ہے ، کوئی مسرور ہے

آشیاں جلتے ہی پھر بنا گے ہم
بجلیوں کی خوشی ہم کو منظور ہے

انقلابِ زمانہ کو دیجئے دُعا
کل جو مختار تھا آج مجبور ہے

ہم گلے سے لگاتے ہیں دشمن کو بھی
دل ہمارا محبت سے معمور ہے

مئے چھلکتی رہے رِ پیاسے رہیں
وہ بھی دستور ہے یہ بھی دستور ہے

کس کی آمد کا یہ سلسلہ ہے سعید
جس طرف دیکھئے نور ہی نور ہے

□□□

○

ہے یقین میرا محکم یہ کوئی گمان نہیں ہے
جو نہ زد پہ . ق کی ہو مرا آشیاں نہیں ہے

کبھی مہر.ں ہے کوئی کبھی مہر.ں نہیں ہے
کبھی .گماں ہے یہ دل کبھی .گماں نہیں ہے

ت ا ذکر بھی ہے اس میں ت ا ٰ م بھی ہے اس میں
مری داستاں فقط یہ مری داستاں نہیں ہے

وہاں کیوں اٹھیں گے شعلے وہاں ہوگی روشنی کیوں
وہاں . ق کیوں َ ے گی جہاں آشیاں نہیں ہے

میں سوچتا ہوں آ ٰ یہ کہاں میں آ َ ـ ہوں
کہ اس انجمن میں کوئی مرا ہمز.ں نہیں ہے

وہیں سر جھکاؤں گا میں جہاں دل جھکے گا میرا
مری بندگی کا مر ٰ ہر اک آستاں نہیں ہے

ت ا غم سعید کو کیوں نہ ہو جان و دل سے پیارا
بجز اس کے کوئی بھی غم، غمِ جاوداں نہیں ہے

□□□

○

جس نے بھی اس کا سراپا دیکھا
ای شعلہ سا پ ّ دیکھا

.ق کی زد پہ بنا کر خِرمن
گھر کے جلنے کا تماشہ دیکھا

جس نے سیراب کیا د کو
لبِ دری اسے پیاسا دیکھا

. . بھی محفل میں چھڑی مری غزل
ساری محفل کو تڑپتا دیکھا

اپنی تنہائی کا آی ہے خیال
پھول صحرا میں جو کھِلتا دیکھا

حاصلِ دشتِ نوردی تھا سعید
پؤں میں اپنے جو چھالا دیکھا

□□□

○

کرکے مجھے حیران گئے ہیں
سامنے سے ا ن گئے ہیں

کیوں اُن کے ماتھے پہ شکن ہے
کیا وہ مجھے پہچان گئے ہیں

اس کا جلوہ دیکھنے والے
اپنی حقیقت جان گئے ہیں

کشتی کیا طوفاں ۔ جاتی
کشتی ۔ طوفان گئے ہیں

اپنا کہا منوانے والے
میرا کہنا مان گئے ہیں

وہ جو اچان سامنے آئے
کتنوں کے ایمان گئے ہیں

اُن سے سعید امیدِ وفا کیا
ہم ان کو پہچان گئے ہیں

□□□

○

ز.ں پہ اُن کی مرا .م آ َی کیسے
یہ .ت اُن سے کوئی پوچھتا کیسے

جلی ہے شمع خود اپنی ہی آگ میں ٹ. بھر
وہ کیا بتائے گی پروانہ جل َی کیسے

اُٹھا کے .م سے مجھ کو وہ اٹھ گئے خاموش
پڑھا ہوا تھا جو دری اُ َی کیسے

کسی کے دل کا ہے کیا حال دیکھ کر ان کو
یہ .ت اُن کو بتائے گا آئینہ کیسے

کبھی جو ہاتھ دعا کے لئے نہیں اٹھا
وہ ہاتھ آپ کے دامن ی آ َی کیسے

سعید سوچتا ہوں میں جو خود ہی پیاسا ہو
کسی کی پیاس بھلا وہ بجھائے گا کیسے

□□□

○

سر کہاں ہوت ہے خم دیکھیں گے
اپنے سجدوں کا بھرم دیکھیں گے

آشیاں جلتا ہے جلنے دیجئے
مسکراتے ہوئے ہم دیکھیں گے

بے پئے کیسے خمار آت ہے
تیری وں کی قسم دیکھیں گے

کچھ کسی سے نہ کہا جائے گا
وہ ہمیں اور انھیں ہم دیکھیں گے

بخش دیں گے وہ خطا میری
. . مرے د یۂ نم دیکھیں گے

راہ چلنا انھیں مشکل ہوگا
. . مرے نقشِ قدم دیکھیں گے

اے سعید آپ ۰ ا جانے .
جلوۂ شمعِ حرم دیکھیں گے

□□□

○

اپنے دل کا حال اپنے سے چھپاٗ آ َ ـ
آ وٗں کی آڑ لے کر مسکراٗ آ َ ـ

مژدۂ ٖ د اے جوش و ۺ ـ آئی ہے فصلِ بہار
اب َ یباں چاک کرنے کا زمانہ آ َ ـ

ہوَ ـ . . رہبر و رہزن میں مشکل امتیاز
اپنی مرضی سے قدم آگے ۂھاٗ آ َ ـ

ان کی ۂم ٗز میں حکم خموشی ہو تو ہو
حالِ دل ہم کو نگاہوں سے سناٗ آ َ ـ

ساقیا تیری سے مل گئی میری
مجھ کو پیٗ آ َ ـ تجھ کو پلاٗ آ َ ـ

اے سعید آپ اپنے دل کا جاٗئزہ لے کر کہیں
کیا حقیقت میں دُعا کو ہاتھ اٹھاٗ آ َ ـ

□□□

○

کتنی حیرت کا مقام آیـ ہے
ان کے . پ مرا ·م آیـ ہے

ان کی وں سے ملیں . . یں
خود بخود دَور میں جام آیـ ہے

میری پیشانی ـے نقش قدم
کیا بلندی کا مقام آیـ ہے

آشیانے کو جلانے کے سوا
.ق کو کون سا کام آیـ ہے

حالِ دل پوچھ رہا ہے کوئی
مسکرانے کا مقام آیـ ہے

کس طرح ہوگی سحر کیا معلوم
یـد کوئی سرِ شام آیـ ہے

کس کا ·م آیـ زبں پ یہ سعید
آسمانوں سے سلام آیـ ہے

❑❑❑

○

جو ضبط درد کے قابل نہیں ہے
وہ کوئی اور شئے ہے دل نہیں ہے

نہ ہو . . ت ہمارا ذکر اے دو ت
تی محفل ، تی محفل نہیں ہے

چمن میں فصل گل ہے چا. نی ہے
حاصل سکونِ دل نہیں ہے

کوئی میرے تصور میں ہے مجھ کو
خیال دوری منزل نہیں ہے

ہیں سارے راستے کیوں خوں سے رنگین
کوئی . . شہر میں قاتل نہیں ہے

محبت . م ہے . کامیوں کا
محبت کا کوئی حاصل نہیں ہے

سعید اب ہر کوئی ہے حال میں مست
کسی کو فکرِ مستقبل نہیں ہے

□□□

O

اچھا ہے کہ سجدوں کا بھرم ساتھ لئے جا
تو ان کا ہر اک نقشِ قدم ساتھ لئے جا

ہو ں پہ تبسم رہے اور آنکھوں میں آ
یوں سلسلۂ شادی و غم ساتھ لئے جا

تو .زم سے کچھ اور تو لے جا نہ سکے گا
.قدرئ ار.بِ کرم ساتھ لئے جا

کچھ .لے ہیں کچھ اشک کے قطرے ہیں کچھ آہیں
یہ .ُر تجھے دیتے ہیں ہم ساتھ لئے جا

تنہائی کا احساس نہ ہوگا کبھی تجھ کو
احباب کے بخشے ہوئے غم ساتھ لئے جا

ما. کہ سعید آج ہیں .لے ہوئے حالات
جاتے ہوئے گلشن کا بھرم ساتھ لئے جا

□□□

O

چلو .ق کی بھی خوشی ہوگئی
گلستاں میں بھی روشنی ہوگئی

مری ز بے کیف سی ہوگئی
جفاؤں میں ان کی کمی ہوگئی

وہی تم ہو، میں بھی وہی ہوں
تمھاری اجنبی ہوگئی

شکن ان کے ماتھے کے مٹتے نہیں
مری داستاں ختم بھی ہوگئی

گلستاں میں آجائے گی فصلِ گل
توجہ اَ آپ کی ہوگئی

وہ پھر ہنستے ہنستے خفا ہوگئے
نئی .ت پھر کون سی ہوگئی

سعید اس کا کوئی بھروسہ نہیں
یہ د .ڑی مطلبی ہوگئی

□□□

○

جس شخص کا خنجر مرے سینہ میں لگا ہے
اس کے لئے اے دو ت مرے . یہ دعا ہے

صدیوں کے تجسس کا یہ حاصل ہے کہ ا ل
کھوئی ہوئی .ن کو ابھی ڈھونڈ رہا ہے

اس دور کے ا ن کی قسمت ہے ان ھیرا
پڑھتا ہوا سورج ہے ڈوب رہا ہے

اس انجمنِ ز کے آداب یہی ہیں
وہ ہم کو نہ دیکھے تو ہماری ہی خطا ہے

اب لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہر صاحبِ احساس
مجرم ہے ہوں کی سزا کاٹ رہا ہے

بیمارِ محبت کو قضا آگئی شای
تم دی سے آئے یہ بھلا کس نے کہا ہے

میں طالبِ دی ار ہوں دیکھوں گا اُسی کو
یہ فکر نہیں ہے وہ کسے دیکھ رہا ہے

اک ت مرے دل میں سعید آئی ہے جس کا
کہنا بھی خطا اور نہ کہنا بھی خطا ہے

□□□

○

وہ وں سے پلا دیتے ہیں
تشنگی اور بڑھا دیتے ہیں

. ق جو چاہے کرے اس کی خوشی
ہم نشیمن تو بنا دیتے ہیں

وہ سمجھ تے ہیں جس کو اپنا
اس کو دیوانہ بنادیتے ہیں

کیا ہیں آدابِ دعا کیا معلوم
ہم فقط ہاتھ اٹھا دیتے ہیں

حالِ دل پوچھتے ہیں . . وہ سعید
ہم غزل اپنی سنا دیتے ہیں

□□□

O

رسماً ہی سہی محوِ دعا ہو تو رہے ہیں
ہم اپنے فرائض سے ادا ہو تو رہے ہیں

ممکن ہے کہ ہوجائے اُجالا شبِ فرقت
کچھ داغ نئے دل کو ہو تو رہے ہیں

اب ان کی بھی آنکھوں میں چھلکنے لگے آ
ۛلے دلِ مضطر کے رَسا ہو تو رہے ہیں

ایسا نہ ہو کل لوٹ کے آ ۛ پڑے ان کو
پبندِ قفس آج رِہا ہو تو رہے ہیں

لُطف آنے لگا ہے ستم و جور میں اُن کے
ہم واقف آدابِ وفا ہو تو رہے ہیں

شای کہ سعید اب کوئی دم میں ہُو اُجالا
مُرغانِ چمن نغمہ سَرا ہو تو رہے ہیں

□□□

○

اپنی تبِ دیکھتا ہوں
تجھ کو .رِ دَ دیکھتا ہوں

میری یں بھی جکڑی ہوئی ہیں
وہ جِدھر ہیں اُدھر دیکھتا ہوں

آشیانہ کی .ِد رکھ کر
رقصِ .ق و شرر دیکھتا ہوں

اپنی وں پہ رشک آرہا ہے
تُو ہی تُو ہے جِدھر دیکھتا ہوں

چارہ حالِ دِل پوچھتا ہے
میں رُخِ چارہ دیکھتا ہوں

لوگ میری طرف دیکھتے ہیں
میں نہ جانے کدھر دیکھتا ہوں

. سعید اُس کے جلووَں میں گم ہیں
میں بہ ہوشِ دیکھتا ہوں

□□□

○

نہ تو ا. و پہ ہوں بل اور نہ ماتھے پہ شکن
طے اسی طرح سے ہو مرحلۂ دار و رسن

کس سے ممکن ہے کہ تقدی کا لکھا . لے
اب کہاں ٹ ہے آئی ہوئی ماتھے پہ شکن

خوف یہ ہے کہیں لگ جائے نہ پھولوں کی
لطف اب دینے لگی ہے مجھے کا ں کی چبھن

جو بھی قسمت میں ہے میری، مجھے مل جائے گا
کیو ں میں پھیلاؤں کسی غیر کے آگے دامن

فصلِ گل آئے تو آئے ہمیں کیا ی ہے
غنچے اپنے ہیں ، نہ گل اپنے، نہ اپنا گلشن

ہر جگہ سر میں جھکا نہیں سجدہ کے لئے
ہاں اَ سامنے تُو ، ہو تو نہیں، جائے سخن

کون یہ نزع میں آی مری .لیں پہ سعید
کس لئے تیز ہوئی جاتی ہے دل کی دھڑکن

□□□

○

آج تکمیلِ غم ہوگئی
آ ان کی بھی نم ہوگئی

. . بھی خوں آرزو کا ہوا
آرزو محترم ہوگئی

چارہ سازی نہ فرما آپ
دل کی تکلیف کم ہوگئی

وہ مسلسل نگاہوں میں ہیں
سادگی بھی ستم ہوگئی

. . ہوئی بے ز سحر
شامِ غم، شامِ غم ہوگئی

آپ . سامنے آگئے
روشنی کتنی کم ہوگئی

میکدہ میں جو پہنچے سعید
میکشی محترم ہوگئی

□□□

O

وہ آئے ہیں شبِ غم مختصر نہ ہوجائے
سحر سے پہلے ، ی سحر نہ ہوجائے

خلوص سے کسی بے .ل و پ نے دی یہ دعا
کوئی بہار میں بے .ل و پ نہ ہوجائے

دلوں کا حال بتاتے ہیں اہلِ دل آکر
"ا مریض کہیں چارہ َ نہ ہوجائے

سے اپنی نہ لو کام آئینہ رکھ دو
کہیں تمھیں کو تمھاری نہ ہوجائے

یہ سوچ کر میں نشیمن کو آگ دے نہ سکا
کہیں اہا" .ق و شرر نہ ہوجائے

ہمارے بعد کہاں ز۔گی کا کیفِ دوام
بھٹک کے .۔بۂ غم در .ر نہ ہوجائے

سعید دیکھ رہا ہوں میں جن کو محفل میں
کہیں انھیں بھی شعورِ نہ ہوجائے

□□□

○

پہلے پَردہ تو اُٹھایا جائے
پھر سرِ طور بلایا جائے

نہیں دی جاتی تسلی نہ سہی
کم سے کم دل نہ دکھایا جائے

ہیں سبھی واقفِ آدابِ وفا
کس کو محفل سے اٹھایا جائے

تنگ آجائے کوئی جینے سے
اس قدر بھی نہ ستایا جائے

سبھی مجرم سبھی .کردہ َ.ہ
کس پہ الزام لگایا جائے

وہ تصور میں ہیں آنے والے
اب پ اغوں کو بجھایا جائے

. تلک پیتے رہیں اشک سعید
. تلک درد چھپایا جائے

□□□

○

اپنی منزل کا جسے آپ پتہ دیتے ہیں
احتیاطاً اسے دیوانہ بنادیتے ہیں

کیا جفاؤں میں ابھی کوئی کمی .قی ہے
کس لئے وہ مجھے جینے کی دعا دیتے ہیں

میری رودادِ الم میری ز.نی ؔ
لوگ تو .ت کا افسانہ بنادیتے ہیں

ہوش میں آنے کا رہتا ہے اسے ہوش کہاں
اپنے دامن کی جسے آپ ہوا دیتے ہیں

ہاتھ اٹھاتے ہیں نہ ہوتی ہے لبوں کو جنبش
ہم انھیں کتنے سلیقہ سے دعا دیتے ہیں

جن کو منظور نہیں ہوتی ئش غم کی
وہ شبِ ہجر پ اغوں کو بجھا دیتے ہیں

.ت حق کی کوئی دیوانہ جو کر ہے سعید
بے تکلف اسے سولی پہ پ ڑھا دیتے ہیں

□□□

O

مہر.نی ہے یہ اُس کی یہ کرم اس کا ہے
اس نے رسماً ہی سہی، حال مرا پوچھا ہے

.گمانی نے محبت کی، کہاں پہنچایہ
میں نے کچھ عرض کیا آپ نے کچھ سمجھا ہے

میرے احباب نہ دیں مجھ کو محبت کا فر..
کون کس درجہ ہے مخلص، مجھے ا؛ ازہ ہے

ان کی فطرت تو نہ .لی ہے نہ .لے گی کبھی
صرف حالات .ل جانے سے کیا ہوت ہے

کاش بھولے سے کبھی اتنا سمجھتے وہ سعید
دردِ دل ، دردِ محبت کا تقاضا کیا ہے

❑❑❑

○

کیسے سکون پؤں تجھے دیکھنے کے بعد
اب کیا غزل سناؤں تجھے دیکھنے کے بعد

تیری نگاہِ مست نے مخمور کردیہ
کیامیکدہ کو جاؤں تجھے دیکھنے کے بعد

منزل کی جستجو میں بڑھے تھے مرے قدم
کیسے قدم بڑھاؤں تجھے دیکھنے کے بعد

وں میں تبِ دی ہی بقی نہیں رہی
کس سے وؤں تجھے دیکھنے کے بعد

رہتی ہے تیرے قدموں سے لپٹی ہوئی بہار
کیا سیرِ گل کو جاؤں تجھے دیکھنے کے بعد

کعبہ کا احترام بھی میری میں ہے
سر کس طرف جھکاؤں تجھے دیکھنے کے بعد

آواز دے رہی ہے مری زندگی مجھے
جاؤں میں یہ نہ جاؤں تجھے دیکھنے کے بعد

آیہ ہے کیا نکھار غزل پہ سعید کی
میں تجھ کو کیا بتاؤں تجھے دیکھنے کے بعد

□□□

○

بخشی ہے خطا اُس کی ۔ اُس کو سزا دی ہے
بِسمل نے تڑپ کر جو قاتل کو دعا دی ہے

. . ڈوبنے والے نے گھبرا کے صدا دی ہے
طوفان نے خود کشتی ساحل سے لگا دی ہے

کیوں تم کو ستمگر . کہتے ہیں یہ تم جانو
میں نے تو فقط تم کو اک .ت بتادی ہے

. . ہوش میں آنے کے قابل نہ رہا کوئی
اب تم نے اسے آکر دامن کی ہوا دی ہے

خود اپنی تمنّا کا گھو ہے گلا میں نے
تھی میری خطا میں نے اپنے کو سزا دی ہے

اے دو ۔ مجھے تو نے جینے کی دعا دے کر
کچھ اور اسیری کی میعاد .ڑھا دی ہے

بجلی کا سعید آ . احسان اٹھا۔ کیوں؟
میں نے ہی نشیمن کو خود آگ لگا دی ہے

□□□

O

کون مجرم ہے کِسے سامنے لای جائے
کتنے چہروں سے بوں کو اُٹھای جائے

دیکھنے کے لئے پ وانوں میں دم ہے کتنا
شمع کی لَو کو جہاں ت ہو بڑھای جائے

ہم جبیں میں اسے محفوظ کئے ی ت ہیں
ان کا نقش کفِ پ کیسے مٹای جائے

اور زُلفوں کو پ یشان کیا جائے ابھی
اور دیوانوں کو دیوانہ بنای جائے

جی میں آت ہے نشیمن کو جلا کر اپنے
کم سے کم جشنِ پ اغاں ہی منای جائے

قتل کرنے کِسی مظلوم کو لاتے ہو اَ
پہلے مقتل کو سلیقہ سے سجای جائے

بے .. کرتے ہیں ہر اک پہ جو تنقید سعید
احتیاطاً انھیں آئینہ دکھای جائے

□□□

○

اُن کے وعدہ کا اعتبار ہے
انتظار تھا، انتظار ہے

گل فسردہ ہیں غنچے ہیں اُداس
یہ بہار بھی کیا بہار ہے

آپ نت ہیں . کے ت،کرے
میرا ذکر کیوں ،گوار ہے

طرح آشیاں ڈال دی گئی
بجلیوں کو اب اختیار ہے

جانے ہوگی کیا انتہائے غم
ابتدائے غم شا، ار ہے

ہر مقام میں یوں تو ہے کشش
کوئے یر پھر کوئے یر ہے

آپ کی قسم آپ کا سعید
آپ کے لئے بے قرار ہے

□□□

○

تم سے کے تمھارے ہی ہو لئے
کا رہِ حیات میں خود ہم نے بو لئے

اچھی گ ر رہی ہے ہماری بھی ز گی
جی چاہا ہنس لئے ، کبھی جی چاہا رو لئے

ہے کس قدر لطیف خیال جمالِ یر
دل میں سنبھالئے اسے پھولوں میں تو لئے

تنہائیوں کی جان ہے اکثر یہ مشغلہ
بیٹھے ہی بیٹھے دل جو بھر آ ی تو رو لئے

اللہ رے غرور وہ کہتے ہیں اب سعید
ہم سے نہ بت کیجئے ہم سے نہ بو لئے

□□□

O

جو بھولے سے وہ مہرباں ہوگئے
تو آمادۂ امتحاں ہوگئے

نشیمن کا . . . تذکرہ چھڑ گیا
اسیرِ قفس شادماں ہوگئے

ہمیں یاد کرتے ہیں وہ بعد مرگ
فنا ہو کے ہم جاوداں ہوگئے

یہاں تک تو ہم نے کیا ضبطِ غم
کہ نالے جو تھے ہچکیاں ہوگئے

عبارت تھی جن سے مری زندگی
وہی مجھ سے دامن کشاں ہوگئے

وہ بجلی ہو صیاد یا باغباں
سبھی دشمنِ آشیاں ہوگئے

سعید ان کی آنکھوں سے ٹپکے جو اشک
وہی حاصلِ داستاں ہوگئے

□□□

O

. . فصلِ بہار آئی . . دور میں جام آ ے
ۃ ہوں کہ ساقی کے . پ مرا ۃم آ ے

صیّاد کی اُلفت تھی ے ذوقِ اسیری تھا
کیا پوچھتے ہو مجھ سے میں کیوں تہہِ دام آ ے

. کہنے کے ساتھی تھے . ۃم کے تھے ہمدم
. . وقت پڑا مجھ پ کوئی بھی نہ کام آ ے

ساقی کی نگاہوں سے پیتا رہا جو ہر دم
وہ کیسے بتائے گا . دور میں جام آ ے

جیسے ہی نشیمن کی ۃ د رکھی میں نے
بے ساختہ َ دوں سے بجلی کا سلام آ ے

اک بھول ہے در پ دہ ے ربط ہے دانستہ
میرا بھی سعید ان کے افسانے میں ۃم آ ے

□□□

○

دیکھ کر مجھ کو مسکرائے ہیں
وہ بہ مشکل یہاں ۔ آئے ہیں

ہوشمندی پہ ز تھا ہم کو
ز گی بھر فریـ کھائے ہیں

غم سے بیزار ہم رہے لیکن
وقت پ غم ہی کام آئے ہیں

ز گی بھر ہم آرزو کے پ اغ
خود جلائے ہیں خود بجھائے ہیں

حال پوچھا ہے . . کسی نے سعید
وہ بہت ہم کو ید آئے ہیں

□□□

○

نہ طلب گار دوا ہے نہ دُعا مانگے ہے
مرنے والا ترے دامن کی ہوا مانگے ہے

بے نیاز حرم و دیر ہے یہ پیشانی
بہر سجدہ ترا نقش کفِ پا مانگے ہے

آپ اب پوچھتے ہیں حال مریضِ غم کا
اب تو گھبرا کے مسیحا بھی دعا مانگے ہے

چھُٹ کے زنداں سے گلستاں میں پہنچ کر کوئی
برق سے اپنے نشیمن کا پتہ مانگے ہے

جس کی تقدیر میں جو ہے اسے ملتا ہے سعید
بے طلب پھر کوئی کیوں اس سے سوا مانگے ہے

□□□

O

مسرت کا جہاں پیغام آ۔
خیال َ دشِ ایم آ۔

نکل آ۔ میں پیاسا میکدہ سے
نہ جانے دور میں . جام آ۔

مرے پ کاٹے جاتے ہیں قفس میں
رہائی کا مری ہنگام آ۔

ڈبو۔ میں نے خود اپنا سفینہ
طوفان پ الزام آ۔

چُنے تنکے تو بجلی کی طرف سے
مبارکباد کا پیغام آ۔

.ستی ہے چمن پ کیا اُداسی
نہ جانے کون زیرِ دام آ۔

سعید اس .ت پ حیرت ہے مجھ کو
کہ ان کے . پہ میرا ۰م آ۔

□□□

O

صیّاد سے بچے تو چھپے .غباں سے ہم
َٔرے ہر ای .ر نئے امتحاں سے ہم

بجتے ہیں کان ورنہ صدائے .س کہاں
ر ٔ ہیں اتنا ربط ابھی کارواں سے ہم

گلشن ہے فصلِ گل ہے شبِ ماہتاب ہے
اللہ ان کو ایسے میں لا کہاں سے ہم

ہوتی گئی صدائے .س جس قدر قری.
اتنے ہی دور ہوتے گئے کارواں سے ہم

بھولے سے اب فری. مسرت نہ کھا گے
مانوس ہوچلے ہیں غم جاوداں سے ہم

آغاز کی خبر ہے نہ ا م کی خبر
افسانۂ حیات سنا کہاں سے ہم

جس کارواں کے ٹ٘ کا ماتم ہے آج ۔
وابستہ ہیں سعید اسی کارواں سے ہم

□□□

○

دل دھڑکتا بھی ہے کم درد بھی کم ہوت ہے
اب کرم ان کا بہ ا ازِ کرم ہوت ہے

عظمتِ دی و حرم سے کوئی واقف ہی نہیں
اب فقط تی کرۂ دی و حرم ہوت ہے

شرط یہ ہے کہ گلستاں سے اَ نسبت ہو
چار تنکوں پہ بھی بجلی کا کرم ہوت ہے

مسکراتے ہوئے چہرہ پہ جاتی ہے
بندہ ور کسے ا ازۂ غم ہوت ہے

بت آجاتی ہے مجبوری سے مختاری ت
. . ستم حد سے سوا ہو تو کرم ہوت ہے

جو بھی لکھتا ہوں میں آ اُسے دھو دیتے ہیں
حالِ دل کتنے سلیقہ سے رقم ہوت ہے

اہلِ حق کا کوئی کرت ہے اَ ذکر سعید
کٹتی ہے اس کی زبں سر بھی قلم ہوت ہے

□□□

آشیاں پہلے بنا یہ جائے گا
بعد میں جو بھی ہو دیکھا جائے گا

تھمتے تھمتے اشک تھم ہی جا ئے گے
رفتہ رفتہ صبر بھی آجائے گا

.ڑھ کے موجیں اس کے چومیں گی قدم
. . کوئی ساحل سے پیاسا جائے گا

. تلک پیتے رہیں گے اشک ہم
. تلک طوفاں کو روکا جائے گا

اس تجاہل کی نہ تھی مجھ کو خبر
مجھ سے میرا ٠م پوچھا جائے گا

. ٠ا جانے سحر ہوگی سعید
. ٠ا جانے ا٠ھیرا جائے گا

□□□

چھلکیں گے اَ آ پلکوں پہ سجا گے
. . دیٔ دل کا ہم یوں جشن منا گے

دستور . لتے ہی ا ازِ چمن . لا
ار . بِ چمن جانے . ہوش میں آ گے

لو شمع کی مدھم ہو . تیز ہو اس سے کیا
پ وانے تو جلنے کو ہر حال میں آ گے

. فصلِ ..اں آئی . اپنا چمن اجڑا
قصہ ہے یہ طولانی فرصت سے سنا گے

اک . زہ نشیمن کی گلشن میں بنا رکھ کر
بجلی کو تڑپنے کے آداب سکھا گے

بپھرے ہوئے طوفاں کا رخ موڑ تو دیں گے ہم
اک روٹھنے والے کو کس طرح منا گے

. لے گا سعید اپنا ا از غزل جس دن
ہم شعر سنانے کی زحمت نہ اٹھا گے

□□□

○

میری قسمت میں جو ہے ہونے دو
میں اَ رو رہا ہوں رونے دو

میری امید خود . آئے گی
دل کو تو امید ہونے دو

ہجر کی ش . ہے میں اکیلا ہوں
اب تو جی بھر کے مجھ کو رونے دو

آنکھیں کھل جا گی زمانہ کی
میری آنکھیں تو بند ہونے دو

آرہے ہیں وہ جارہا ہے سعید
خیر جو ہورہا ہے ہونے دو

❑❑❑

○

مرے دل کی دھڑکن .ڑھا دینے والے
کبھی پ س تو آ صدا دینے والے

مریضِ محبت کا اللہ حافظ
دعا دے رہے ہیں دوا دینے والے

گلستان کی رونق .ڑھانے کی خاطر
ہمیں ہیں نشیمن جلا دینے والے

دعا تو نہیں . دعا دے رہے ہیں
مجھے ز گی کی دعا دینے والے

انھیں بھی ستم کا سلیقہ کر
مجھے ضبط کا حوصلہ دینے والے

مری مشکلوں کے تماشائی ہیں .
سعید اب کہاں، اسرا دینے والے

□□□

O

دل میں رہ کر بھی نگاہوں سے وہ مستور رہا
پ س رہ کر بھی کوئی دور بہت دور رہا

مئے چھلکتی ہی رہی ز ستے ہی رہے
میکدہ کا ے ساقی یہی دستور رہا

اک جھلک دیکھتے ہی ہوگئے بیہوش کلیم
کیا خبر ان کو جو ہنگامہ سرِ طُور رہا

ضبطِ غم کی نہ گوارا ہوئی مجھ سے توہین
شدتِ درد و الم میں بھی میں مسرور رہا

ید ان کی رہی ہر وقت مرے دل سے قری
یہ الگ بت ہے آپ اپنے سے میں دور رہا

بت حق کی کوئی کو ستاہوں سعید
اب نہ وہ دار ہے بقی نہ وہ منصور رہا

□□□

○

نہیں ایسا کوئی ا ن نہیں
جس کے دل میں کوئی ارمان نہیں

جس کے . آنے کا ہوجائے یقیں
اب وہ کچھ بھی سہی ارمان نہیں

ی د آ گی وفا میری
بھول جا٘ مرا آسان نہیں

شدتِ غم میں جو گھبرا جائے
میرے ٘٘دی وہ ا ن نہیں

جس کا ہر ت ر نہِ ہو ٘ ر جنوں
وہ َ یبان َ یبان نہیں

ہوَی غرق سفینہ شای
اب تلاطم نہیں طوفان نہیں

مرے دل میں بھی کچھ ارماں ہیں سعید
جن کے . آنے کا امکان نہیں

□□□

○

حالِ دل ان سے کہا ۔ درد کا شکوہ کیا
یہ مجھے خود بھی نہیں معلوم میں نے کیا کیا

وہ ستم ہو ۔ کرم دونوں مجھے منظور نہیں
بندہ ۔ور آپ نے جو بھی کیا اچھا کیا

دشمنوں نے کیا کیا یہ پوچھ کر کیا فا ٔ ہ
کوئی یہ پوچھے کہ مجھ سے دوستوں نے کیا کیا

کھینچ لا ۔ کیوں مری کشتی کو ساحل کے قر ۔.
۰۰ ا تو نے مجھے طوفاں سے شرمندہ کیا

میری پیشانی ۔ آ ۔ کے خود کعبہ سعید
میں نے . . سجدہ کیااس شان کا سجدہ کیا

□□□

O

پہلے لَو تو شمع کی مدھم کرو
بعد پوانوں کا پھر ماتم کرو

پونپن والا ہے اشکوں کو کوئی
احترام دیۂ پُرنم کرو

زنگی میں غم نہیں تو کچھ نہیں
زنگی بھر آرزوئے غم کرو

موسم گل کا تقاضہ ہے یہی
فرق دامان و یباں کم کرو

درد ہی سے ہے بہار زنگی
درد کی نید مستحکم کرو

اشک ہی سمجھو نہ ہر اک اشک کو
امتیاز شعلہ و شبنم کرو

بندگی کے کچھ ہیں آداب اے سعید
ہر جگہ سر کو نہ اپنے خم کرو

□□□

○

داغ دل ان کی امانت ہیں چھپائے رکھنا
احتراماً انھیں سینہ سے لگائے رکھنا

آشیاں جلتا ہے جل جائے بلا سے لیکن
برق کی زد سے گلستاں کو بچائے رکھنا

کیا خبر بھول کے آجائے کسی وقت کوئی
اپنی محفل کو سلیقہ سے سجائے رکھنا

فرق کچھ ... و یہاں میں نہ رہنے پائے
فصلِ گل کے لئے ماحول بنائے رکھنا

وہ قبول اس کو کرے یا نہ کرے اس کی خوشی
تم دعا کے لئے ہاتھ اپنے اٹھائے رکھنا

داغ دل کا ہی اجالا شب غم کافی ہے
کیا ضروری ہے چراغوں کو جلائے رکھنا

جام و مئے سے کبھی رکھنا نہ سروکار سعید
صرف ساقی سے نگاہوں کو ملائے رکھنا

❑❑❑

○

. . وہ پابند قول و قسم ہوگئے
.گماں ان سے کچھ اور ہم ہوگئے

ان کے نقشِ قدم پہ جھکاتے ہوں سر
اب تو سجدے مرے محترم ہوگئے

اللہ اللہ یہ عالم ہے تنہائی کا
دو ست تو دو ست دشمن بھی کم ہوگئے

مسکرا تے ہیں .م آہ کرتے ہیں
دیکھئے کتنے مجبور ہم ہوگئے

آپ مجھ پہ ستم کرکے خوش ہیں
وہ ستم میرے حق میں کرم ہوگئے

میری منزل مرے ساتھ چلنے لگی
آپ . . سے مرے ہم قدم ہوگئے

سن کے افسانہ غم ہمارا سعید
کتنے دامن ۱۰ جانے نم ہوگئے

□□□

○

قتل کرتے رہو مسکراتے رہو
اپنی محفل کو مقتل بناتے رہو

روٹھ جائے نہ فصلِ بہاراں کہیں
گاہے گاہے گلستاں میں آتے رہو

بھولنے پ بھی میں ید آؤں اَ
میری کوئی غزل تے رہو

کچھ تعلق تو آپس میں .قی رہے
کم سے کم ظلم ہی مجھ پہ ڈھاتے رہو

جام و مینا کی کوئی ضرورت نہیں
تم نگاہوں سے مجھ کو پلاتے رہو

دوستوں کے کرم ید کرکے سعید
دشمنوں کو گلے سے لگاتے رہو

□□□

○

کچھ نہ کچھ ان کی خوشی کے لئے کرنا ہوگا
موت آئے کہ نہ آئے مجھے مرنا ہوگا

میں نے کی مصلحتِ وقت سے توبہ لیکن
مرے ساقی تجھے اصرار تو کرنا ہوگا

ابھی ہونا ہے تہِ آب مری کشتی کو
ابھی کچھ دیر تلاطم کو ٹھہرنا ہوگا

سر بھی کٹ جائے تو محسوس نہ ہونے پائے
سجدہ کرنا ہے تو اس شان سے کرنا ہوگا

اب تو اپنوں پہ بھی غیروں کا گماں ہوتا ہے
اب سعید اپنی ہی پرچھائی سے ڈرنا ہوگا

□□□

○

پہلے اپنے دل کا لیجئے جا ٔہ
پھر مری قسمت کا کیجئے فیصلہ

جن کے دامن پ ہیں دھبّے خون کے
قتل پ وہ کررہے ہیں تبصرہ

اپنی مئے ہے اپنا ساقی اپنا جام
تشنہ کامی کا کریں کس سے گِلہ

جل رہا ہے آشیانہ سامنے
دیکھتا ہوں .دلِ ·خواستہ

.غباں ہے کون گلچیں کون ہے
کم کرتے ہیں اب یہ فیصلہ

جاتے جاتے وہ پلٹ کر آگئے
ہوتے ہوتے رہ َیِ اک حادثہ

دی کا اب یہ عالم ہے سعید
پوچھتے ہیں ان سے ہم اپنا پتہ

□□□

O

جو ضبطِ غم کا سلیقہ سے اہتمام کیا
تو اُن کے درد نے دل میں مرے قیام کیا

دعا میں نے جو مانگیں بہار آنے کی
تو مسکراکے ان نے مجھے سلام کیا

کبھی بھی کم نہ ہوا ذوق خانہ . .دی
. . آشیانہ بنا بجلیوں کے م کیا

ان نصیب سوا اس کے اور کیا کرتے
بہار آئی تو توبہ کو رِ جام کیا

خوشی سے مجھ کو کوئی واسطہ رہا نہ کبھی
بقدر حوصلہ ہر غم کا احترام کیا

سعید ان سے بس اب اتنا ربط .قی ہے
کبھی سلام لیا اور کبھی سلام کیا

□□□

جان کر . . لوگ ا نے بنے
کیسے کیسے اس کے افسانے بنے

مٹ َ ی دی و حرم کا فاصلہ
مسجدوں کے پس . ـ خانے بنے

میکشوں میں جس کا جتنا ظرف تھا
بس اسی نسبت سے پیمانے بنے

دیکھنے کی ان کو فرصت ہی نہیں
جن کی خاطر آئینہ خانے بنے

کس کو راس آئی نہ جانے فصل گل
ہم تو فصل گل میں دیوانے بنے

.مکمل میرا افسانہ رہا
لیکن اس سے کتنے افسانے بنے

اتفاقاً ان کی یں اٹھ گئیں
بے ارادہ کتنے میخانے بنے

کیجئے کس پ بھروسہ اے سعید
تھے جو اپنے وہ بھی بیگانے بنے

❑❑❑

○

خوشی بہت ہی سہی کچھ نہیں کسی کے لئے
ذرا سا غم بھی بہت کچھ ہے آدمی کے لئے

یہ کون کہتا ہے حُسن سحر ہے جلوہ
نگاہ .ق تستی ہے روشنی کے لئے

.ل رہے ہیں وہ کیا طرزِ دشمنی اپنا
.ڑھا رہے ہیں جو ہاتھ اپنا دوستی کے لئے

جگہ جگہ تے جلوے ہیں طالبِ سجدہ
کوئی جگہ نہیں مخصو ص بندگی کے لئے

نہ جانے کیا ہے مرے آ وَں میں آہوں میں
نِکل ہی آتے ہیں پہلو تی خوشی کے لئے

تی حیات کا مقصد حیاتِ ا ل ہو
کسی کی جان نہ لے اپنی ز گی کے لئے

نگاہِ .ق سے ڈرتے نہیں کبھی وہ سعید
بنار ہا ہو نشیمن جو .ق ہی کے لئے

□□□

O

میں کیوں آپ کو مہر.ں، یـ د آیـ
سِتم کیا کوئی ٠گہاں، یـ د آیـ

ـ ـی آ پنم ہے کیوں فصلِ گل میں
تجھے کون اے .غباں یـ د آیـ

جہاں بھی ہوا ـ٠کرہ بندگی کا
مجھے آپ کا آستاں، یـ د آیـ

قفس میں تو جیسی بھی َ٠ری وہ َ٠ری
چمن میں بہت آشیاں یـ د آیـ

اَ آپ بھولے نہیں ہیں تو کہہ دیں
مَیں . یـ د آیـ کہاں یـ د آیـ

گئے تھے سعید آج ہم میکدہ کو
بہت ہم کو پیرِ مغاں یـ د آیـ

□□□

ڈھونڈتے ہوں گے نقشِ کفِ پا رات گئے
لُطف سجدوں کا کچھ آتا ہے سوا رات گئے

اُن کے آنے کی اب اُمید نہیں ہے کوئی
جِھلملاتے ہوئے تاروں نے کہا رات گئے

یوں تصور میں وہ آجاتے ہیں بھولے بھٹکے
جیسے بھڑکے کسی مفلس کا دیا رات گئے

ساتھ کچھ یادوں کو خوشبو بھی اُڑالاتی ہے
اس کے کوچہ سے جب آتی ہے صبا رات گئے

بھولنے پر بھی مسلسل کوئی یاد آتا ہے
کِن گناہوں کی یہ ملتی ہے سزا رات گئے

میں خود اپنے سے بھی اس وقت نہیں مل سکتا
کون دیتا ہے درِ دل پہ صدا رات گئے

اُن کا وعدہ نہ ہوا ہے نہ وفا ہوگا سعید
اس کا احساس ہوا بھی تو ہوا رات گئے

□□□

درد تو بڑھنے لگا احساس کم ہونے لگا
رفتہ رفتہ دل مرا مانوس غم ہونے لگا

سنتے آئے ہیں وہ مجھ سے میری روداد الم
یہ ستم اک اور بالائے ستم ہونے لگا

اب ہماری یاد بھی ان کو نہیں آتی کبھی
اب ہمارا ذکر بھی محفل میں کم ہونے لگا

کب تلک باقی رہیں گی برق کی بے چینیاں
ذوقِ تعمیر نشیمن کیسے کم ہونے لگا

درمیاں میں آپ کا بھی ذکر آیا بار بار
میرے دل کا واقعہ جس دم رقم ہونے لگا

اب مزہ آنے لگا ان کی جفاؤں میں مجھے
اب ستم ان کا مرے حق میں کرم ہونے لگا

ان کی آنکھوں میں بھی اب آنے لگے آنسو سعید
میری بربادی کا اب ان کو بھی غم ہونے لگا

□□□

O

اُن کو چمن میں آئے زمانے َ۰ر گئے
غنچوں کو مسکرائے زمانے َ۰ر گئے

عرصہ سے ان کے نقشِ قدم کی تلاش ہے
سجدے میں سر جھکائے زمانے َ۰ر گئے

اک گونہ دی کو ٓستا ہوں ساقیا
تجھ سے ئے زمانے َ۰ر گئے

آتے تو رہتے ہیں وہ خیالوں میں رات دن
لیکن خود ان کو آئے زمانے َ۰ر گئے

ہم جا نہیں کہ ہنسی کس کا ۰م ہے
ہم کو تو مسکرائے زمانے َ۰ر گئے

اک اور آشیانہ بنا گے پھر سعید
بجلی کو گدگدائے زمانے َ۰ر گئے

□□□

O

شای کوئی تـ زہ سِتم ا د کیا ہے
اک بھولنے والے نے مجھے ی د کیا ہے

دُ یہ سمجھتی ہے کہ آ.د کیا ہے
اس پیار سے اس نے مجھے . . د کیا ہے

شای کہ اسی جبر کو کہتے ہیں محبت
. . ان کو بھلای ہے بہت ی د کیا ہے

کچھ تـ زہ اسیروں سے سنا ہے یہ قفس میں
بجلی نے نشیمن مرا آ.د کیا ہے

اب میری ہنسی پ بھی تـڑپ جاتی ہے د
اب ضبط نے شائستہ فری د کیا ہے

اک اشک بھی آنکھوں میں سعیدآنے نہ پ..
اپنے دلِ ۰شاد کو یوں شاد کیا ہے

□□□

O

کتنی حیرت کا مقام آ ی ہے
اُن کے . پ مرا م آ ی ہے

اُن کی وں سے ملیں . . یں
خود بخود دور میں جام آ ی ہے

میری پیشانی تے نقش قدم
کیا بلندی کا مقام آ ی ہے

آشیانے کو جلانے کے سوا
.ق کو کون سا کام آ ی ہے

حالِ دل پوچھ رہا ہے کوئی
مسکرانے کا مقام آ ی ہے

کس طرح ہوگی سحر کیا معلوم
ید کوئی سرِ شام آ ی ہے

کس کا م آ ی زب پ یہ سعید
آسمانوں سے سلام آ ی ہے

❑❑❑

O

اپنے دل کا حال اپنے سے چھپا۔ آ َ ۔
آ وَں کی آڑ لے کر مسکرا۔ آ َ ۔

مژدہ ۔د اے جوش و ۃ ۔ آئی ہے فصلِ بہار
اب َ یباں چاک کرنے کا زمانہ آ َ ۔

ہوَ ۔ . . رہبر و رہزن میں مشکل امتیاز
اپنی مرضی سے قدم آگے ۔ڑھا۔ آ َ ۔

ان کی ۔ ِم ۔ز میں حکم خموشی ہو تو ہو
حالِ دل ہم کو نگاہوں سے سنا۔ آ َ ۔

ساقیا تیری سے مل گئی میری
مجھ کو پ۔ آ َ ۔ تجھ کو پلا۔ آ َ ۔

اے سعید آپ اپنے دل کا جا۔ہ لے کر کہیں
کیا حقیقت میں دعا کو ہاتھ اٹھا۔ آ َ ۔

□□□

○

حالِ دل ان سے کہا ۔ درد کا شکوہ کیا
یہ مجھے خود بھی نہیں معلوم میں نے کیا کیا

وہ ستم ہو ۔ کرم دونوں مجھے منظور ہیں
بندہ ۔ ور آپ نے جو بھی کیا اچھا کیا

دشمنوں نے کیا کیا یہ پوچھ کر کیا فا ٔ ہ
کوئی یہ پوچھے کہ مجھ سے دوستو ں نے کیا کیا

کھینچ لا ۔ کیوں مری کشتی کو ساحل قر ۔ ۔
۰۰ ا تو نے مجھے طوفان سے شرمندہ کیا

میری پیشانی ۔ آ ۔ کھینچ کے خود کعبہ سعید
میں نے ۔ ۔ سجدہ کیا اس شان کا سجدہ کیا

□□□

○

میکدہ سے نہ اَ اہل ہوس جا گے
جتنے پیاسے ہیں وہ پیۂ کو ترس جا گے

یہ خبر ہم کو نہ تھی ایسا بھی وقت آئے گا
ای ای بوز کو پنی کی ترس جا گے

آشیانے کو جو . . د کرے گی بجلی
مسکراتے ہوئے ہم سوئے قفس جا گے

میں اَ آپ کے در نہیں پہنچا نہ سہی
صورتِ موجِ صبا مرے یہ نقش پ جا گے

کاٹ کر پ اَ آزاد کروگے ان کو
کس طرح سوئے چمن اہل قفس جا گے

مجھ کو محفل سے اٹھاتے ہیں اٹھا لیکن
پھر کسی پ وہ ستم کرنے ترس جا گے

وہ بھی دن دور نہیں . . مرے احباب سعید
مجھ سے غزلیں مری ‌ کو ترس جا گے

□□□

○

کسی رہبر سے وہ کس دل سے ملے
جو نہ منزل پہ بھی منزل سے ملے

. بۂ شوقِ شہادت کی قسم
ہم تو ہنستے ہوئے قاتل سے ملے

اس میں طوفاں کی ہوگئی توہین
کیوں سفینہ کوئی ساحل سے ملے

ورد کرتے جو رہے م ان کا
ہم بہ شکل کسی مشکل سے ملے

اب وہ اپنا ہو کہ بیگانہ ہو
ہم تو ہر اک سے کھلے دل سے ملے

درد و غم رنج و الم آہ و فغاں
کتنے تحفے ی محفل سے ملے

ہم کو آزادی کے پیغام سعید
. ملے طوق و سلاسل سے ملے

□□□

○

کیوں ہے پ یشاں اے دل کیا ہے
عرضِ تمنّا مشکل کیا ہے

حال ہمارا پوچھنے والے
آ ٔ اس سے حاصل کیا ہے

طوفانوں نے جس کو پ لا
وہ کیا جانے ساحل کیا ہے

ظالم کو مظلوم سمجھنا
حق ہے اَ یہ بٰطل کیا ہے

چھُٹ کے قفس سے سوچ رہا ہوں
آزادی کا حاصل کیا ہے

خون کے دھبے دھوتے دھوتے
رونے لگا کیوں قاتل کیا ہے

□□□

○

کوئی آ کر مجھے تسکین تو کیا دیتا ہے
اور بے ـتبی دل میری ـڑھا دیتا ہے

اک   دیکھ لو بیمار کو آ کر اپنے
اب تو دشمن بھی ـتس کھا کے دعا دیتا ہے

پ کتر کر مجھے صیاد جو کرت ہے رہا
اور معیاد اسیری کی ـڑھا دیتا ہے

اُس کو سورج کی شعاؤں نے سزادی تو نہیں
دھوپ میں بیٹھ کے سایہ کو دعا دیتا ہے

د ـت تقد ـ ہے جو لوح زمانہ یہ سعید
ـم لکھتا ہے مرا اور مٹا دیتا ہے

□□□

○

بیان درد کی ہم واردات کیا کرتے
. . ان کی .ت چھڑی اپنی .ت کیا کرتے

دعا مانگنے پ بھی سحر نہ اس کی ہوئی
بہت طویل تھی فرقت کی رات کیا کرتے

گداز قلب کی دو ۔ جنھیں نصیب نہ ہو
وہ احترامِ غم کائنات کیا کرتے

وہ سامنے ہوں تو رہتے ہیں . ہواس بجا
ہم اُن کی .زم میں جاتے تو .ت کیا کرتے

پ اغ گل ہو کہ روشن رہے ہے ا ی ہی .ت
جو اس کے ہوگئے وہ فکر ذات کیا کرتے

جو تم نہ تھے تو تصور میں تم سے .تیں کیں
َ۰ارنی تھی بہرحال رات کیا کرتے

جو ظلم و جور کے خوَ ہوں پھر بھلا وہ سعید
عنا ی و کرم و التفات کیا کرتے

□□□

○

کچھ ایسی تیرے غم سے ہے وابستگی مجھے
احساس اپنے غم کا نہیں واقعی مجھے

کیا کیجئے اپنے اپنے مقدر کی .ت ہے
ہوش آپ کو ہوا دیوانگی مجھے

میں تو بھُلا سکا نہ کبھی آپ کو
کیا آپ نے بھی ید کیا ہے کبھی مجھے

ز وں کا لُطف از سرِ نو ید آ َ ی
زنجیر دیکھ کر ہوئی اِتنی خوشی مجھے

کیا بجلیاں پہنچ گئیں ان کے مقام پ
گلشن میں آرہی ہے روشنی مجھے

□□□

○

تلاش ہے تو ہے اس قلب معتبر کی تلاش
دعا کے بعد نہ جس کو رہے اث کی تلاش

ا ہی جانے وہ پہنچے گا کیسے منزل ت
کہ راہبر کو مرے خود ہے راہبر کی تلاش

ازل سے جس کے مقدر ہی میں ا ھیرے ہوں
سحر جو ہو بھی تو ہوگی اسے سحر کی تلاش

سفر سے پہلے نہ آیـ کبھی خیال اس کا
سفر کے بعد ہوئی ہم کو ہم سفر کی تلاش

قفس میں تھا تو رہائی کی فکر رہتی تھی
ملی رہائی تو رہتی ہے .ل و پ کی تلاش

سعید اس کو جہا ت کہو کہ دانی
یہ دور وہ ہے جہاں عیب ہے ہنر کی تلاش

❑❑❑

○

ید اُن کی جو آتی رہی
روح تسکین پ تی رہی

موجیں سر کو پٹکتی رہی
تشنگی مسکراتی رہی

چل پڑا دل سوئے کوئے یر
عقل واپس بلاتی رہی

میں سنات رہا حالِ دل
اور انھیں نیند آتی رہی

کوئی . . ت چمن میں رہا
ہر کلی مسکراتی رہی

موت کا ساز بجتا رہا
ز گی تی رہی

کوشش ضبط غم اے سعید
غم کی عظمت بڑھاتی رہی

□□□

O

مجھ سے میخانے کی .تیں کیجئے
جام چھلکانے کی .تیں کیجئے

جس کو دیکھو وہ َ یباں چاک ہے
کس سے دیوانے کی .تیں کیجئے

بے تکلف کرکے اب اظہار حق
دار ۔ جانے کی .تیں کیجئے

ہوش اڑانے کی تو .تیں ہوچ..
ہوش میں لانے کی .تیں کیجئے

شمع نے فرض اپنا پورا کردی.
اب تو پ وانے کی .تیں کیجئے

پہلے پتھر دیجئے اس کے بعد
آئینہ خانے کی .تیں کیجئے

ز گی کے ت کرے . ت سعید
موت کے آنے کی .تیں کیجئے

❏❏❏

O

اپنا ہر زخم چھپادوں گا تم آؤ تو سہی
تم کو ہنسنا ہے ہنسادوں گا تم آؤ تو سہی

بندگی کے مری آداب . ل جا گے
سر کو قدموں پہ جھکاؤں گا تم آؤ تو سہی

چاہے کتنے بھی ستم ہوں نہ کروں گا شکوہ
ضبطِ غم کا دل کو سکھادوں گا تم آؤ تو سہی

داغِ دل سے مرے محفل میں اجالا ہوگا
میں پ اغوں کو بجھادوں تم آؤ تو سہی

جس کا عنوان ابھی ۔ بھی نہ سوچا میں نے
وہ فسانہ بھی سنادوں گا تم آؤ تو سہی

میرے دامن میں ہیں کانٹے مجھے تسلیم
پھول راہوں میں بچھادوں گا تم آؤ تو سہی

رات دن بھرتہ ہے دم کس کی محبت کا سعید
راز ہے پھر بھی بتادوں گا تم آؤ تو سہی

□□□

یہ ماں کہ ہوگی کیسے ہوگی
شبِ غم کی یارب سحر کیسے ہوگی

سہارا نہ دے گا اگر آپ کا غم
مری زندگی معتبر کیسے ہوگی

تمنا لے کر دعا کررہا ہوں
دعا میری پھر بے اثر کیسے ہوگی

اگر جا بجا میں نہ سجدے بچھاؤں
مری رہگزر رہگزر کیسے ہوگی

جو ان کے لبوں پر تبسم نہ ہوگا
مری داستاں مختصر کیسے ہوگی

نگاہوں سے ظلمت کے پردے اٹھاؤ
سحر ہوچکی اب سحر کیسے ہوگی

ان کی ہٹتی نہیں آئینہ سے
سعید ان کی مجھ پر کیسے ہوگی

❑❑❑

○

وہ ہنسے ہیں جان کر ایسا نہیں
ان کو میرے غم کا ا۔ازہ نہیں

ساتھ رہتا ہے مرے اُن کا خیال
میں تو تنہا ہو کے بھی تنہا نہیں

دینے والا بے طلب دیتا رہا
میں نے دامن اپنا پھیلاِ نہیں

وہ کسی کو کس طرح پہچا
جس نے خود اپنے کو پہچا۔ نہیں

کیا کشش ہوگی عدم آ.د میں
جانے والا لوٹ کر آ۔ نہیں

جانے کس نے دی درِ دل پ صدا
میں نے اس کا ۔م بھی پوچھا نہیں

اس کے کچھ اسباب ہوتے ہیں سعید
انقلاب اپنے سے آپ آ۔ نہیں

□□□

O

بے ز کرم فصل بہاراں ہوں میں
ہے ۰۰اں جس کی محافظ وہ گلستاں ہو ں میں

یہ خبر مجھ کو نہ تھی میں ہوں اُجالوں کا سفیر
میں سمجھتا تھا پ اغِ تہ داماں ہوں میں

لڑکھڑاتے ہیں کسی وقت اَ میرے قدم
کوئی آواز یہ دیتا ہے نگہباں ہوں میں

ابھی کا ں سے بچا ہو ں میں اپنا دامن
ابھی ۰واقف تہذیہ گلستاں ہوں میں

لوگ تو اپنے َ۰ہوں پہ پشیماں ہیں
اپنی ۰کردہ َ۰ہی پہ پشیماں ہوں میں

ساتھ چھوڑا نہ کبھی میرا پ یشانی نے
اب پ یشاں نہیں ہوں تو پ یشاں ہوں میں

ایسا غم مجھ کو دیہ ہے مرے خالق نے سعید
بے زِ غم جا۰ں غمِ دوراں ہوں میں

□□□

○

. ان سے ملی ید نہیں
ید . کچھ ہے یہی ید نہیں

اب تو پلکوں پہ فقط آ ہیں
. تھی ہو ں پہ ہنسی ید نہیں

ہمسفر تھا جو مرے ان کا خیال
راہ کس طرح کٹی ید نہیں

جل کے پ وانے ہوئے خاک تمام
شمع کس وقت بجھی ید نہیں

جانے . کون چمن میں آ ی
. کلی پھول بنی ید نہیں

ان سے اک .ت تھی کہنے کی
.ت وہ کیا تھی یہی ید نہیں

اٹھ َ ی . کوئی پہلو سے سعید
. غزل ختم ہوئی ید نہیں

□□□

○

مرا م لکھ کر مٹای َی ہے
مجھے ید کرکے بھُلای َی ہے

خود ان کی بھی آنکھوں سے آ رواں تھے
مجھے بم سے . . اُٹھای َی ہے

مری طرح وہ بھی پیشاں ہوں گے
انھیں آئینہ کیوں دکھای َی ہے

مجھے قتل کرنے کی تیاریں ہیں
سلیقہ سے مقتل سجای َی ہے

غلط ہے یہ کہنا بُرا وقت آی
وہ آی نہیں بلکہ لای َی ہے

سعید اپنی کشتی کا اللہ حافظ
کنارے سے طوفاں اٹھای َی ہے

□□□

○

ہو شمع جہاں روشن پہنچے وہیں پ وانے
اس ربط مسلسل کا ا م ۰ ا جانے

زنجیریں پگھل جاتیں ز ۰ اں لرز جاۃ
آہوں سے اَ یۃ کچھ کام یہ دیوانے

ہے د ی کے قابل یہ ا ۰ از تسلی کا
رونے لگے وہ خود ہی جو آئے تھے سمجھانے

روٹھی ہوئی خوشیوں کو سینہ سے لگا یۃ
اتنی بھی نہ دی مہلت مجھ کو غم د نے

خود اپنے نشیمن کو میں آگ لگا دیتا
یہ سوچتا ہوں لیکن بجلی نہ بُرا مانے

پیغام رہائی تو پیغام مسرت ہے
زنجیر پہ سر رکھ کر کیوں روۃ ہے دیوانے

تنقید زمانہ کی کیا فکر سعید اس کو
ہیں . سے الگ جس کے احساس کے پیمانے

□□□

آشنا ہیں . یہاں ۰ آشنا کوئی نہیں
اور اس پ بھی مجھے پہچا کوئی نہیں

احتیاطاً ان کو آئینہ دکھا۰ چاہیئے
وہ سمجھتے ہیں کہ ان سا دوسرا کوئی نہیں

یوں تو . قیدی کو دیتے ہیں تسلی کے پیام
.ڑھ کے در ز۰ اں کا لیکن کھولتا کوئی نہیں

آپ کو اپنا شریکِ غم بناؤں کس طرح
غم اما۰ٔ ہے اسے یوں .ٹ کوئی نہیں

قتل کرکے جو مجھے قاتل کو کرۃ ہے تلاش
آستیں اس کی اُ ٹ کر دیکھتا کوئی نہیں

مرے ہی نقش میں پھیلے ہوئے ہیں چار سو
ان کے کوچہ میں خود ان کا نقش پ کوئی نہیں

رحم میرے حال پ آہی َـ ان کو سعید
میں یہ سمجھتا تھا ستم کی انتہا کوئی نہیں

□□□

○

دل اپنا آج پ یشاں ہے دیکھئے کیا ہو
نوازش غمِ دوراں ہے دیکھئے کیا ہو

اب ای ـ ـر بھی .قی نہیں َ یباں میں
چمن میں فصلِ بہاراں ہے دیکھئے کیا ہو

ہمیں نوی سحر تو پہنچ چکی لیکن
ا ھیرا ـ حدِ امکاں ہے دیکھئے کیا ہو

٠٠اں کا پ س بھی کر٠ ہے فصلِ گل کی طرح
یہی تو رسم گلستاں ہے دیکھئے کیا ہو

بچا کے لائے ہیں کشتی کو ہم کنارے ـ
یہاں بھی شورش طوفاں ہے دیکھئے کیا ہو

ہمارے خون کے دھبے ہیں جس کے دامن پ
ہمارے وہی مہماں ہے دیکھئے کیا ہو

اسیری پ ؤں کی زنجیر بن گئی ہے سعید
کھُلا ہوا درِ ز٠اں ہے دیکھئے کیا ہو

□□□

O

ملیں جہاں بھی اجالے سمیٹ کر لاؤ
نہ شام جس کی ہو ایسی کوئی سحر لاؤ

ہمارے شہر کی تہذ۔. جس کا تھا نہ جواب
وہ کھوگئی ہے کہیں اس کو ڈھونؔھ کر لاؤ

ملے جو اپنوں سے رنج والم بہت ہیں وہی
کبھی نہ غیروں کا شکوہ ز.ن پ لاؤ

کسی کی تشنہ لبی کا خیال آئے اَ
تم اپنی آنکھوں میں در۔ سمیٹ کر لاؤ

مکان کتنے جلے کتنے لوگ مارے گئے
ہمارے شہر کی ۔رو کوئی خبر لاؤ

قفس کا در ہے کھلا جا ہوں یہ لیکن
میں کیسے جاؤں چمن میرے .ل وپ لاؤ

کسی کو اپنا بنالو تو .ت . . ہے سعید
نہ موتی لاؤ نہ ہیرے ـاش کر لاؤ

□□□

○

ملنے کی قسم کھائی تھی . بھول گئے ہیں
کیا ان سے گِلہ کیجئے وہ . . بھول گئے ہیں

ممکن ہے کہ .ق آکے بتائے تو بتائے
تعمیر نشیمن کا .. بھول گئے ہیں

محسوس یہ ہوت ہے کہ ہیں اپنے ہی گھر میں
ہم آئے تھے ز ان میں . بھول گئے ہیں

جس وقت سے اپنای ہے ہم نے ت ے غم کو
کہتے ہیں کسے عیش و طرب بھول گئے ہیں

پھیلاتے ہیں دامن نہ اٹھاتے ہیں کبھی ہاتھ
طا . تو ہیں آدابِ طلب بھول گئے ہیں

محفل میں بلای مجھے اصرار سے لیکن
وہ مجھ کو بلانے کا .. بھول گئے ہیں

یہ ان کو بھلانے کی ہے کوشش کا نتیجہ
ہم خود ہی سعید اپنے کو اب بھول گئے ہیں

❑❑❑

○

وہ کیا .زم سے اٹھ کے جانے لگے ہیں
دیے کس لئے جھلملانے لگے ہیں

ستم اپنے کیا ید آنے لگے ہیں
وہ کیوں زیـ . مسکرانے لگے ہیں

وہ خود بھی چلے آ گے رفتہ رفتہ
ابھی تو تصور میں آنے لگے ہیں

ابھی داستاں ہے مری .مکمل
ابھی سے وہ آ بہانے لگے ہیں

وفا مری ید آتی ہیں شایـ
وہ میری غزل ٮٮ.نے لگے ہیں

بھلا ان کو کیوں رحم آئے گا مجھ پہ
یہ کیسے خیالات آنے لگے ہیں

سعید آگئی ہے قریـ. اپنی منزل
قدم کس لئے لڑکھڑانے لگے ہیں

□□□

○

یہ لازمی ہے کہ موسم کا احترام کرو
گھٹا چھائی ہیں توبہ کو نذرِ جام کرو

دعا کرو وہ ہمیشہ رہے پھلا پھولا
کسی درخت کے سایہ میں .. قیام کرو

خود اپنے گھر کی حفاظت تو پہلے کرلو تم
پھر اس کے بعد اجازت ہے قتلِ عام کرو

مجھے قبول ہے لے کر مری ہر اک خوشی
تم اپنے جتنے بھی غم ہیں وہ میرے نام کرو

سکوں قفس میں زیادہ ہے آشیانے سے
خوشی تمھاری جہاں چاہے تم قیام کرو

وہ جس کے خون سے آئی ہے گلستاں میں بہار
وہ خون میں نے دیا ہے مجھے سلام کرو

کسی کے نام سے آغاز جو ہوئی تھی سعید
وہ داستاں ہے ادھوری اسے تمام کرو

□□□

O

شکستہ پ کو تڑپیں نہ جائے
قفس کا در کھلا رکھا نہ جائے

کسی کی ید وابستہ ہے ان سے
ان اشکوں کو کبھی روکا نہ جائے

سنے گا کون نغمہ زنگی کا
کا تر اَ چھیڑا نہ جائے

تصور ان کا رہتا ہے میرے ساتھ
مجھے تنہا کبھی سمجھا نہ جائے

اسیرِ َ دش دوراں ہی ہے خود
اسے زنجیر میں جکڑا نہ جائے

اس اک غم کے سوا جو جاوداں ہے
کوئی غم اور اپنایا نہ جائے

❑❑❑

○

مہر.ں اتنے کہاں تھے پہلے
وہ مرے دشمنِ جاں تھے پہلے

شہرتیں ان کی زمانہ ان کا
وہ جو بے .م و ں تھے پہلے

ان کے دامن نے .ڑھائی قسمت
اشک . اتنے َ اں تھے پہلے

کرتے ہیں اب وہی . .د چمن
جو چمن کے نگراں تھے پہلے

بوٗ پنی کا بھی احساں نہ لیا
ایسے بھی تشنہ دہاں تھے پہلے

دل کی تحری بھی پڑھ یت تھے
کیسے صاحبِ اں تھے پہلے

روشنی دینے لگے ہیں وہ سعید
دل میں جو داغ نہاں تھے پہلے

□□□

○

. لے لباس حسن کے پیکر . ل گئے
شہرِ وفا وہی ہے گھر . ل گئے

بندے ۰ ا کے ہوگئے اب بندگانِ زر
سجدے تو اب بھی ہوتے ہیں محور . ل گئے

ہنسنا ہے . م اشک بہا، َ ۰ہ ہے
آداب ان کی .بم کے یکسر . ل گئے

:ِد آشیاں ابھی رکھی نہیں گئی
اے . ق ابھی سے کیوں ے تیور . ل گئے

دشمن کے . لے دو ۔ کیے جارہے ہیں قتل
تلوار تو وہی رہی جوہر . ل گئے

شہرت کی دھوپ لائی انھیں کس مقام پہ
فکرِ سخن کے ساتھ سخنور . ل گئے

اب تو گماں ۰۰اں کا ہے فصل بہار پہ
ان کی . لتے ہی منظر . ل گئے

حیرت یہ ہے کہ آپ نہیں . لے اے سعید
بحرِ سخن کے کتنے شناور . ل گئے

□□□

یہ .ت کیا ہوئی تیور وہ کیوں .لنے لگے
کسی کے غم میں جو آ مرے ·· لگے

ہماری تشنہ لبی کو بھی ید کر:
ہمارے بعد اَ دورِ جام چلنے لگے

ہمارے حال پہ بجلی جو مہر.ن ہوئی
تھے چار تنکے نشیمن کے وہ بھی جلنے لگے

کھلیں گے پھول بھی غنچے بھی مسکرا گے
چمن میں آ اَ وہ تو رت .لنے لگے

ہمارے حال پہ ان کو بھی رحم آنے لگے
۰ ا کی شان کہ پتھر بھی اب پ ۰ لگے

سفینہ وہ نہیں جو لوٹ آئے ساحل پ
سفینہ وہ ہے جو طوفان کا رخ .لنے لگے

کسی کے نقشِ قدم پ پڑی جو مری
سعید سجدوں کے ارماں مرے ·· لگے

□□□

O

سمجھ نہیں   ہیں جو کچھ بھی مباحثِ فکر و فن میں آ کر
ہر اک پہ تنقید کر رہے ہیں وہ لوگ .م سخن میں آ کر

لہو سے سینچا تھا اس کو ہم نے کبھی تھے ہم اس کے خود محافظ
. . اس پہ اپنا نہیں کوئی حق تو کیا کریں گے چمن میں آ کر

. ل گئی ہے فضا یہاں کی ہے سارا ماحول اجنبی سا
تلاش کر ہوں میں خود اپنے کو اپنی ہی انجمن میں آ کر

نکل کے رنج و محن کی حد سے بگاڑ لی ہے کسی نے قسمت
کسی نے قسمت سنواری اپنی حدودِ رنج و محن میں آ کر

سکون . . د ہو ے ہے ہوا ہوں میں اور بھی پ یشاں
نکل کے دیوانگی کی حد سے شعور کی انجمن میں آ کر

پڑ اٹھیں کیسے ساری کلیاں، مہک اٹھے سارے پھول کیسے
بہار آئی تو کیسے آئی وہ سوچتے ہیں چمن میں آ کر

یہاں پہ ہوتی ہے خوں کی . رش، لہو کی ی ں ں رواں ہیں
سعید جس کو بھی دیکھنا ہو، وہ دیکھے میرے وطن میں آ کر

□□□

○

اس طرح ان کی یـد میں کھویـ ہوا ہوں میں
اب ان کے . لے اپنے کو خود ڈھوبڈتـ ہوں میں

اپنی جبینِ شوق کی تسکین کے لیے
سجدے کو تیرے نقش قدم ڈھوبڈتـ ہو ں میں

تھا جس کو ۰۰ ائی پہ اپنی بڑا گھمنڈ
وہ کیسے غرق ہوَیـ یہ سوچتا ہوں میں

ہوکر رہا قفس سے پہنچتے ہی گلستاں
بجلی سے آشیاں کا پتہ پوچھتا ہوں میں

اس پ نہ غور کیجئے کہ میں کیا ہوں کون ہوں
یہ دیکھئے کہ آپ سے کیا کہہ رہا ہوں میں

کوئی مجھے بتائے کہ میں کیا جواب دوں
وہ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا چاہتا ہوں میں

وہ خوب جا ہے مرا مدعا سعید
اور اس کے .وجود دعا مانگتا ہوں میں

□□□

O

غم جام سفالی آرزوئے جام جم . ت
تے رز وں میں ساقی یہ تمیز بیش و کم . ت

نشیمن پ رہے گا .ق کا آ ٘ کرم . ت
تماشہ اپنی . .دی کا دیکھئے جا ہم . ت

تصور ہی میں دیکھیں گے تے نقش قدم . ت
٘ ا جانے رہے گا اپنے سجدوں کا بھرم . ت

بس اب جانے بھی دیجیے ہوَ ِ جو کچھ بھی ہو٘ تھا
کریں گے میری . .دی کا آ ٘ آپ غم . ت

ہماری داستاں کا سلسلہ آ ٘ کہاں ت ہے
سنے جا گے وہ . ت کہے جا گے ہم . ت

٘ ی کے دو کنارے تو نہیں جو مل نہیں ت
رہیں گے دور یوں اک دوسرے سے آپ ہم . ت

بھروسہ ہے مکمل مجھ کو صبر و ضبط پہ اپنے
وہ ظلم و جور میں دیکھیں رہیں ثابت قدم ہم بھی

رہے مصروف ساری رات ہم اختر شماری میں
سہارا دیتی ہم کو آپ کی جھوٹی قسم ہم بھی

مجھے وہ غم ملا جس کی نہیں ہے انتہا کوئی
میں پھر کیسے کہوں آنکھیں رہیں گی میری نم ہم بھی

سعید آخر ہمارے بعد اس کا حشر کیا ہوگا
بتائے تو کوئی زلفِ غزل سلجھا ئیں ہم ہم بھی

❑❑❑

O

اس سے کیوں پوچھئے پ وانوں پہ کیا َ ٰری ہے
شمع کا کام جلا ٰ نہیں خود جلتی ہے

عمر . جس نے اسیری میں َ ٰاری اپنی
کیا بتائے گا وہ گلشن کی فضا کیسی ہے

اس نے رسماً ہی سہی حال تو پوچھا ہے مرا
کم سے کم اتنا تعلق تو ابھی .قی ہے

اس سے کہہ دو کہ یہاں کوئی نہیں کوئی نہیں
کیو ں کسی نے مرے دروازے پہ دستک دی ہے

کبھی تیوری پہ ہیں بل ان کی کبھی . پہ ہنسی
کبھی تقدیـ بگڑتی ہے کبھی بنتی ہے

ان کو احساس نہیں ہے مری چاہت کا سعید
نہیں معلوم خطا ان کی ہے یـ میری ہے

□□□

نگاہ حسن میں ہم ایسے بے وفا ٹھہرے
دعا کریں اَ ہم تو . دعا ٹھہرے

وہ ہم پہ ظلم و ستم کرکے بے خطا ٹھہرے
ہم آہ کرکے فقط قابل سزا ٹھہرے

ابھی تو تنکے میں چنتا ہوں آشیاں کے لئے
کوئی یہ .ق سے کہہ دے کہ وہ ذرا ٹھہرے

خطا ہوئی کہ انھیں ہم نے ٹوٹ کر چاہا
بس اتنی .ت پہ ہم لائقِ جفا ٹھہرے

َ·ار دی شبِ وعدہ کسی طرح ہم نے
ہمارا کچھ نہ َی آپ بے وفا ٹھہرے

پ وں میں اپنے چھپالوں میں آشیاں اپنا
بس اتنی د یہ چلتی ہوئی ہوا ٹھہرے

جہاں ٹھہرن تھا ہم کو وہاں نہ ٹھہرے سعید
ٹھہرنے کے لئے یوں ہم تو جا بجا ٹھہرے

□□□

○

بعض ناواقف آداب کے آجانے سے
ہم ہی خود اٹھ گئے ساقی ترے میخانے سے

اس کے جلنے کی خبر شمع کو بھی ہے کہ نہیں
پوچھ لے کوئی یہ جلتے ہوئے پروانے سے

اب اسے لوگ سمجھتے ہیں نیا افسانہ
میرے افسانے کا عنوان بدل جانے سے

میکدے کا ترے دستور عجب ہے ساقی
کوئی ہونٹوں سے کوئی پیتا ہے پیمانے سے

زخم بھرتا جو زباں کا تو کوئی بات بھی تھی
کس کو دلچسپی کسی زخم کے بھر جانے سے

سوچتا ہوں کہ کروں کس پہ بھروسہ میں سعید
اب تو اپنے بھی نظر آتے ہیں بیگانے سے

□□□

○

چاہنے والے لحد تـ تو ہمیں پہنچا گئے
ہم وہاں سے اپنی منزل کی طرف تنہا گئے

اب اِسے ان کا ستم سمجھوں کہ سمجھوں التفات
آئے تھے تسکین دینے کو تـڑپ گئے

زنگی کا موت پ مجھ کو گماں ہونے لگا
وقتِ آ آپ . . بلیں پہ میری آگئے

اب یہ قسمت کی ابی تھی کہ حسنِ اتفاق
میں نے توبہ کی تو بدل آسماں پ چھاگئے

جاچکی ہوگی اں اور آگئی ہوگی بہار
ہم قفس کے رہنے والے دل یونہی بہلا گئے

ہوسکا ان کو نہ ضبط غم کا ا ازہ مرے
مسکراتـ دیکھ کر مجھ کو وہ دھوکہ کھاگئے

تشنگی پ کتنا قابو ہے یہ بتلانے سعید
نہر پ جاکر بھی ہم پیاسے پلٹ کر آگئے

□□□

○

کیوں اتنے ناداں بنے ہو یہ تو بتاؤ آ نتم
کانچ کے گھر میں بیٹھے ہو اور رہے ہو پتھر تم

کل تک جو میخانہ تمھارا تھا تم جس کے ساقی تھے
بیٹھے ہو اب اس میخانے میں لے کر خالی ساغر تم

راہ کے پیچ و خم میں پھنس کر کتنے پریشاں رہتے تھے
اور اب میرا حال پریشاں پوچھ رہے ہو ہنس کر تم

آجاتی ہے اس کو جلانے ہوجاتی ہے . . تیار
رہتے ہو نہ یہ دِ نشیمن کیا بجلی سے کہہ کر تم

ہر اک پر تنقید تو کرتے ہو بجا ہو یہ بیجا
ممکن ہو تو جھانک کے دیکھو اک دن اپنے اندر تم

کتنے دانا کتنے عارف اپنے گھروں میں بند ہوئے
راہ سے ناواقف ہوکر بھی کہلاتے ہو رہبر تم

تم تو مالک ہو اس گھر کے پھر یہ کیا ہنگامہ ہے
لوگ تو بستر کھول رہے ہیں . ٭ ھ رہے ہو بستر تم

بھول کے بھی پوچھا نہ پلٹ کر . . ۃ کوئی جیتا تھا
ۃ . ۃ پ اب اس کی پ ڑ ھاتے ہو پھولوں کی چادر تم

اس کے کیا اسباب ہیں یہ معلوم نہیں ہیں ہم کو سعید
کیوں اتنے خاموش رہا کرتے ہو آ ٭ اکثر تم

❑❑❑

○

نہ درمیاں میں اَ میرا آشیاں ہوتا
چمن میں کچھ نہیں ہوتا فقط دھواں ہوتا

جو .گماں نہ ہوا اپنے دشمنوں سے کبھی
وہ دوستوں سے بھلا کیسے .گماں ہوتا

کبھی نہ غنچے چٹکتے نہ پھول کھلتے کبھی
جو تم نہ آتے تو کیسے یہ گلستاں ہوتا

تمھارے غم کا سہارا .ڑا سہارا ہے
وَ نہ غم کا مداوا مرے کہاں ہوتا

کسی کی جلوہ َ ی کا یہ فیض ہے ورنہ
نہ یہ زمین ہی ہوتی نہ آسماں ہوتا

نہ ہوتا مجھ کو اَ ذوق خانہ . .دی
نہ بجلیاں کہیں َ تیں نہ آشیاں ہوتا

نہ آئے وہ تو کم از کم اجل ہی آتی سعید
ہمارے حال پہ کوئی تو مہر.ں ہوتا

□□□

بھول کر بھی نہ کبھی اس نے یہ سوچا ہوگا
رات بھر یاد میں اس کی کوئی تڑپا ہوگا

سعیِ ناکام سے حاصل ہی بھلا کیا ہوگا
جو بھی تقدیر کا لکھا ہے وہ پورا ہوگا

یہ محبت کا تقاضہ ہے اسے کیا کیجئے
شمع کے ساتھ ہی پروانے کو جلنا ہوگا

موسمِ گل نے قدم آپ کے چومے ہوں گے
جب گلستاں میں قدم آپ نے رکھا ہوگا

اب کوئی دم میں نشیمن پہ گرے گی بجلی
ابھی کچھ دم میں گلستاں میں اجالا ہوگا

ان کی آنکھوں میں بھی آنسو کبھی آئے ہوں گے
ان کے پہلو میں بھی دل ہے کبھی تڑپا ہوگا

رنگ لاکر ہی رہے گی مری بیتابیِ دل
وہ نہ آئیں بھی اگر چاہیں تو آنا ہوگا

دم آخر تیرے لب پر جو تبسم ہے سعید
تیری بالیں پہ یقیناً کوئی آیا ہوگا

□□□

○

کس کو پانے کی بات کرتے ہیں
ہوش اڑانے کی بات کرتے ہیں

جس کا عنوان ہی نہیں کوئی
اس فسانے کی بات کرتے ہیں

جام خالی لگا کے ہونٹوں میں
لڑکھڑانے کی بات کرتے ہیں

جس کے ہمراہ چل سکے نہ کبھی
اس زمانے کی بات کرتے ہیں

مسکراتے ہوئے کنارے پہ
ڈوب جانے کی بات کرتے ہیں

سوچتا ہوں کہ کیوں اسیرقفس
آشیانے کی بات کرتے ہیں

جاکے جو لوٹ کر نہیں آئے
اس کے آنے کی بات کرتے ہیں

اشک آنکھوں میں ہیں سعید
مسکرانے کی بات کرتے ہیں

❑❑❑

○

ز.ں کے زخم ہیں یہ کم نہ ہوں گے
رہینِ منتِ مرہم نہ ہوں گے

مری قسمت کے پیچ وخم سے .ڑھ کر
ی زلفوں کے پیچ وخم نہ ہوں گے

ز.ں پ ان کی جس کا ·م آی
وہ کوئی اور ہوگا ہم نہ ہوں گے

خوشی کا کس طرح ا·ازہ ہوگا
اَ ہم آشنائے غم نہ ہوں گے

جبیں کے نقش مٹ جا گے لیکن
تمھارے نقش پ مدہم نہ ہوں گے

نہ . . ت ہو انھیں احساس غم کا
شری غم شری غم نہ ہوں گے

بہار آئے گی گلشن میں یقیناً
اس وقت شای ہم نہ ہوں گے

سعید اپنا گے . . غم کسی کا
پھر اپنے غم خود اپنے غم نہ ہوں گے

□□□

○

ہوگی شفا امکان نہیں ہے
درد تو ہے درمان نہیں ہے

ڈوب گئی کیا مری کشتی
دری میں طوفان نہیں ہے

شدتِ غم سے گھبرا جائے
مومن کی یہ شان نہیں ہے

رہتی ہے اس میں ید کسی کی
دل میرا ویان نہیں ہے

کچھ افسانے ایسے بھی ہیں
جن کا کوئی عنوان نہیں ہے

وعدہ پہ ان کے کرتے بھروسہ
دل اتنا ٠دان نہیں ہے

□□□

○

یقین ہے یہ کسی پ َ اس تو ہوگا ہی
ہمارا غم دل بیاں تو ہوگا ہی

چمن کو .ق کی زد سے بچانے کی خاطر
کوئی بھی ہو کہ نہ ہو آشیاں تو ہوگا ہی

لگی ہے آگ ہزاروں مکان جلتے ہیں
انھیں مکانوں میں اپنا مکاں تو ہوگا ہی

وہ ہے تو وعدہ شکن پھر بھی اس کے وعدے کا
اَ یقین نہ ہوگا گماں تو ہوگا ہی

جلے مکان ہوئے قتل .وجود اس کے
ہمارے شہر میں امن و اماں تو ہوگا ہی

قسم ہے عرصہ محشر کی سامنا ان کا
اَ یہاں نہیں ہوگا وہاں تو ہوگا ہی

کسی کے غم میں مسلسل جو بہہ رہے ہیں سعید
کوئی ان آ وَں کا قدرداں تو ہوگا ہی

❑❑❑

○

جو بھی محرم ہو اسے سامنے لا ہے مجھے
. کے چہروں سے بوں کو اٹھا ہے مجھے

ابھی یب ہے در ابھی طوفان نہیں
ر جا ہے ڈوب کے جا ہے مجھے

ان کے ہو ں پہ ہنسی ہو کہ ہو آنکھوں میں نمی
حال دل اپنا بہرحال سنا ہے مجھے

راستہ حق کا زمانے کو دکھانے کے لئے
مسکراتے ہوئے اب دار پہ جا ہے مجھے

ابھی آنکھوں میں کسی کے نہیں آئے آ
درد کی لئے کو ابھی اور بڑھا ہے مجھے

میں تو کا ں سے بچا تھا ابھی دامن
اب تو پھولوں سے بھی دامن کو بچا ہے مجھے

آستاں ان کا ہو نقش قدم ان کے سعید
سر بہرحال عقیدت سے جھکا ہے مجھے

□□□

○

اپنی حساس، طبیعت کا اث لگتا ہے
گھر کسی کا بھی جلے اپنا ہی گھر لگتا ہے

میرے دامن میں ٹپ ت ہیں مرے اشک
جانے کیوں آپ کا دامن مجھے ت لگتا ہے

اپنا کہیے کسے اور کس پہ بھروسہ کیجئے
اپنے سائے سے بھی اب تو ہمیں ڈر لگتا ہے

دھڑکنوں پ مرے دل کی ہی نہیں کچھ موقوف
سارا عالم ہی مجھے زی و ز. لگتا ہے

ای پل کے لئے یں چین کسی کو بھی نہیں
جس کو بھی دیکھو وہ سرَ مِ سفر لگتا ہے

آپ اسی سے مری غر. ت کا کریں ا ازہ
پؤں پھیلاؤں تو دیوار سے سر لگتا ہے

اب قفس ہی کو سمجھتا ہوں نشیمن میں سعید
اب تو گلشن کی فضاؤں سے بھی ڈر لگتا ہے

□□□

O

ہے وہ اپنا کہ پا۔ نہیں دیکھا جاۃ
مرنے والے کا تماشہ نہیں دیکھا جاۃ

دیکھنا یہ ہے کہ .قی ہے مسافت کتنی
راستہ طے ہوا کتنا نہیں دیکھا جاۃ

اتنے گھر جلتے ہوئے دیکھے ہیں ان وں نے
اب یہ عالم ہے اُجالا نہیں دیکھا جاۃ

ہم نے پڑھتا ہوا دریہ تو ہے دیکھا لیکن
ان کا اۃا ہوا چہرہ نہیں دیکھا جاۃ

آشیاں جلتے ہی اک اور بناۃ ہوں
.ق کا مجھ سے ۃپتا نہیں دیکھا جاۃ

کاش پہلے ہی سے یہ .ت سمجھ ۃ کلیم
ہوش میں رہ کے وہ جلوہ نہیں دیکھا جاۃ

روشنی دیکھتے ہیں . ہی گلستاں میں سعید
آشیاں جلتا ہے کس کا نہیں دیکھا جاۓ

ڈوبنے والے کو طوفاں سے بچانے کے لیے
کس قدر گہرا ہے دریہ نہیں دیکھا جاۓ

جھریں جس میں آتی ہیں چہرے کی سعید
ایسے آئینہ میں چہرہ نہیں دیکھا جاۓ

❑❑❑

○

سلامت ان کا الٰہی سدا مکان رہے
جو میرے اجڑے ہوئے دل میں میہمان رہے

نہ بعد مرگ بھی احساں لیا کسی کا کبھی
خود اپنی موت پہ ہم آپ نو خوان رہے

وہ .گماں ہیں اَ ہم سے اس کا کیا شکوہ
کہ اپنے آپ سے ہم خود ہی .گمان رہے

حقیقتاً جنھیں منزل شناس کہتے ہیں
نہ راہبر رہے ایسے نہ کاروان رہے

رہی نہ جن کو محبت کبھی گلستاں سے
بس ایسے لوگ گلستاں کے پ سبان رہے

نہ بھول کر بھی پلٹ کر اِدھر کبھی دیکھا
وہ پیاسے رہ کے بھی دری سے .گمان رہے

وہ یوں ہی رہیں اور میں سنا رہوں
تمام عمر ادھوری یہ داستان رہے

َر گئی جو جوانی تو غم کرو نہ سعید
دعا کرو کہ مزاجِ غزل جوان رہے

□□□

○

اللہ مری موت بھی کس درجہ حسیں ہے
بالیں پہ ہیں وہ اور دم بازپسیں ہے

گلشن سے اسے کوئی سروکار نہیں ہے
جس جا ہے نشیمن مرا بجلی بھی وہیں ہے

یہ چاند ستارے جو چمکتے ہیں فلک پر
ان میں بھی کہیں تیری تجلّی تو نہیں ہے

میں اس لئے مرنے کی دعا مانگ رہا ہوں
تو نزع میں آئے گا مرے دل کو یقیں ہے

دو گھونٹ سے کیا پیاس بجھے گی مرے ساقی
کیا تجھ کو مرے ظرف کا اندازہ نہیں ہے

ہر ایک سے میں جس کا پتہ پوچھ رہا ہوں
مدت سے وہ اک شخص مرے دل میں مکیں ہے

جو ربط تھا آپس میں سعید اب بھی ہے باقی
ویسے وہ ہے دور مرے دل کے قریں ہے

□□□

O

.ق کی زد پہ نشیمن جو بنا سکتا ہے
وہی گلشن کو تباہی سے بچا سکتا ہے

بے .. آپ جو کرتے ہیں ہر اک پہ تنقید
آپ کو بھی کوئی آئینہ دکھا سکتا ہے

آپ سے فرط محبت سے جو ملتا ہے گلے
آستیں میں وہی خنجر بھی چھپا سکتا ہے

ساری د کی نگاہوں میں جو ہے دیوانہ
ساری د کو وہ دیوانہ بنا سکتا ہے

آپ ساحل سے نہ طوفاں کا تماشہ دیکھیں
یہی طوفاں کبھی ساحل تلک آسکتا ہے

جام دینے میں جو ساقی کو تکلف ہے سعید
میری وں سے وہ یں تو سکتا ہے

□□□

○

وہ سن رہے تھے شوق سے رودادِ غم میری
یہ اور .ت ہے کہ انھیں نیند آگئی

پ‌نی پیا تو .ڑھ گئی کچھ اور تشنگی
شای‌ کسی کی پیاس مجھے ‌ید آگئی

کیوں دوستی کے .م سے گھبرا نہ جائے دل
. . دوستی کے رَ‌ میں ہوتی ہے دشمنی

مجھ کو رہائی پ بھی اسیری کا ہے گمان
ز‌ ان کی ‌ید پ‌ؤں کی زنجیر بن گئی

تم کو خوشی تو مجھ کو غمِ جاوداں
جو شخص جس کا اہل تھا وہ شئے اسے ملی

تنکے چنے جو میں نے نشیمن کے واسطے
ہنس ہنس کے .ق میری طرف دیکھنے لگی

رونے میں کچھ مزہ ہے نہ ہنسنے میں کچھ مزہ
غم بھی روایتی ہے خوشی بھی روایتی

چہرے سے پڑھتے ہیں وہ مرا حال دل سعید
میں پپ رہا تو میری بولتی رہی

□□□

O

ی د ز ٰ اں اس طرح کچھ مجھ سے دامن گیر ہے
قید سے چھوٹ ہوں لیکن پ ؤں میں زنجیر ہے

کوئی .لیں پ مری آ ی ہے دل کو تھام کر
میں سمجھتا تھا کہ میری آہ بے ۔ ثیر ہے

ہر عمل کو اپنے میں محکم بناؤں کس طرح
. . مری ۔ بیر خود وابستۂ تقدی ہے

تجھ کو بھی رکھنا ہے مالک اپنی رحمت کا بھرم
ما ہوں .م میرا لائقِ تعذی ہے

ہو نہ ہو .لیں پہ کوئی آنے والا ہے ضرور
موت کے آنے میں شای اس لئے ۔ خیر ہے

آپ کی نیچی کا کیسے ممکن ہو جواب
اصل ہے پھر اصل اور تصوی پھر تصوی ہے

اشک غم اس کو مٹادیں گے یقیناً اے سعید
ٰمۂ اعمال میں جو بھی مرے تحری ہے

□□□

○

ز گی روٹھ کے جاتی ہے اَ   جانے دو
موت آئی ہے مجھے چین سے مرجانے دو

ابھی دعویٰ نہ کرو اپنی مسیحائی کا
میرے رستے ہوئے زخموں کو تو بھرجانے دو

خود بخود آئے گا پیغامِ رہائی کا مری
اک ذرا فصلِ بہاراں کو َ ٠ر جانے دو

میکدہ بھی ہے کھلا د ِ و حرم بھی ہیں کھلے
اس پہ بھی کوئی اَ   جا ٘ ہے گھر جانے دو

بجلیوں کی نہیں توہین گوارا ورنہ
آشیاں خود میں جلا دیتا   جانے دو

کیسے پہنچیں گے کنارے پہ یہ ہے بعد کی .ت
پہلے ۔ڑھتے ہوئے دریا کو ا ٘ جانے دو

اور کچھ دیر مجھے رہنے دو میخانے میں
گیسوئے شب کو ذرا اور بکھر جانے دو

میری قسمت میں اگر پھول نہیں ہیں نہ سہی
کم سے کم کانٹوں سے دامن مرا بھر جانے دو

اپنی منزل پہ بہرحال پہنچنا ہے مجھے
راہ میں کون ٹھہرتا ہے ٹھہر جانے دو

ہجر کی رات جو کاٹے نہیں کٹتی ہے سعید
اس کی قسمت میں نہیں ہوگی سحر جانے دو

❑❑❑

○

غنچے بھی چٹکے نہیں گل بھی ابھی مہکے نہیں
میں سمجھتا ہوں وہ گلشن میں ابھی آئے نہیں

اب َ ْ ر ْ ہے مجھے اک ایسی منزل سے جہاں
بندہ پ ور آپ میرا ساتھ دے ت نہیں

ت ْ کرے ن ت رہے ہیں ۔ رہا اس کے
آپ کی محفل میں ویسے ہم کبھی آئے نہیں

راہزن کو جو بنا ت ہیں اپنا راہبر
وہ کسی صورت بھی منزل پ پہنچ ت نہیں

بیوفا، ظالم، ستمگر، سنگ دل، وعدہ خلاف
لوگ انھیں جو چاہے کہہ لیں ہم تو کہہ ت نہیں

وضع داری میں سعید اپنی کبھی آ ی نہ فرق
بن بلائے ہم کسی کی ۔ م میں جاتے نہیں

□□□

○

. لی بھی رُت . لتے ہی
ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلتے ہی

.ڑھ گئی اور قید کی میعاد
طوق و زنجیر کے . لتے ہی

پھر ٹھکانہ نہ مجھ کو کبھی
آپ کی .:م سے ٔ ہی

جانے کتنے مکاں ہوئے روشن
ای میرا مکان جلتے ہی

لڑکھڑانے لگے قدم میرے
ز:گی تیرے ساتھ چلتے ہی

□□□

○

بے .. گھومتے پھرتے ہیں جو .زاروں میں
لوگ ان کو بھی سمجھتے ہیں ۔ یاروں میں

کس طرح جائے کوئی سیر چمن کی خاطر
نہ گُلوں میں ہے مہک او رنہ کھٹک خاروں میں

جن کو میں دو ۔ سمجھتا تھا ابھی ۔ اپنا
وہ بھی نکلے مرے دشمن کے طرف داروں میں

ہم کو ۔کردہ َ۔ہی کی ملی ہے یہ سزا
۔م لکھا ہے ہمارا بھی گنہ گاروں میں

ابھی آداب قفس کے مجھے معلوم نہیں
ابھی صیاد میں ہوں ۔زہ َ فتاروں میں

یہ حقیقت ہے کہ خود مجھ کو بھی معلوم نہیں
. سے ہے ۔م مرا تیرے پستاروں میں

کام ۔لوں سے اَ لیں گے ۔ے دیوانے
رخنے پڑجا گے ز ان کی دیواروں میں

وقت کے ساتھ .ل جاتے ہیں حالات سعید
کل جو دلدار تھے ہیں اب وہ دل آزاروں میں

□□□

O

کوئی آکر مجھے تسکین تو کیا دیتا ہے
اور بے تبی دل میری .ڑھا دیتا ہے

ان کا ا ازِ ستم کس کی سمجھ میں آ ے
. دعا دینے سے پہلے وہ دعا دیتا ہے

پ کتر کر مجھے صیاد جو کرۃ ہے رہا
اور میعاد اسیری کی .ڑھا دیتا ہے

اس کو سورج کی شعاعوں نے سزا دی تو نہیں
دھوپ میں بیٹھ کے سایہ کو دعا دیتا ہے

دستِ تقدی ہے جو لوح زمانے پہ سعید
.م لکھتا ہے مرا اور مٹا دیتا ہے

□□□

O

جو سیدھی راہ پہ تھے وہ منزل تلک گئے
تقدیر میں تھا جن کی .ٹ. بھٹک گئے

. . . کشا ہوئے وہ کھلے پھول ہر طرف
جس وقت مسکرائے وہ غنچے پڑ گئے

دوچار تنکے تھے وہ کوئی آشیاں نہ تھا
لیکن نگاہ .ق میں وہ بھی کھٹک گئے

کچھ لوگ کوئے یر سے پہنچے ہیں دار ۔
اور کچھ وہ ہیں جو دار سے دلدار ۔ گئے

جس وقت بھی چھڑا حق و.طل میں معرکہ
مظلوم تو نہیں تھکے ظالم ہی تھک گئے

جن کی نگاہیں مل گئیں ساقی سے اے سعید
وہ لوگ تو بغیر پئے ہی کے چھک گئے

□□□

O

رات دن رہتا ہے جو ان کا خیال
نہ غمِ ہجر ہے نہ فکرِ وصال

چارہ َ اٹھ رہا ہے .لیں سے
آرہے ہیں وہ پوچھنے احوال

مجھ کو سمجھو نہ تم تہی دامن
دو ۔ غم سے ہوں میں مالا مال

شہر میں . . نہیں کوئی قاتل
راستے کیوں ہیں سارے خون سے لال

مسکراہٹ ہے میرے ہو ل پ
کر رہا ہوں میں غم کا استقبال

ہے عبارت اسی سے ز سعید
اس کی دھن اس کی ید اس کا خیال

□□□

○

صیاد ظلم بھی جو کرے مہر.ں کہو
. . ت رہو قفس میں اسے آشیاں کہو

میری وفا میں فرق نہیں آئے گا کبھی
.مہر.ں کہو کہ مجھے مہر.ں کہو

ظلم و ستم سے ـک تعلق سے پیار سے
کس کس طرح سے لوگے مرا امتحاں کہو

تسکین اضطراب غم دل کے واسطے
.کامِ وفا کی کوئی داستاں کہو

تبدیلیاں چمن کا مقدر ہیں اے سعید
اب اس کو تم بہار کہو یـ ..اں کہو

□□□

O

وابستہ ان کے غم سے جو دن رات ہم رہے
غم ساری کائنات کے زیـ قدم رہے

کیوں بجلیوں کا اس پہ نہ لطف و کرم رہے
جس آشیاں سے سارے چمن کا بھرم رہے

اپنی تو ز گی ہی عبارت ہے غم کے ساتھ
کیوں اپنے دل میں حسرتِ تکمیلِ غم رہے

آئے گا خود ا ہی دعاؤں کو ڈھو ھتا
دل کی ت پ کے ساتھ اَ آ نم رہے

وہ ہم سے دور رہ کے بھی ہم سے رہے قریـ
ان سے قریـ رہ کے بہت دور ہم رہے

دریـ پہ جا کے بھی وہ پلٹ آئے تشنہ کام
جو چاہتے تھے پیاس کا اپنی بھرم رہے

ہر نقش پ پہ سر کو جھکانے سے فا ہ
کچھ تو سعید سجدوں کا اپنے بھرم رہے

□□□

○

ایوانوں کی بت چھڑی ہے
دربنوں کی بت چھڑی ہے

شیشے خالی جام شکستہ
میخانوں کی بت چھڑی ہے

کیجئے ذکر بیب و یباں
دیوانوں کی بت چھڑی ہے

شمع ہوئی جیسے ہی روشن
پوانوں کی بت چھڑی ہے

جائزہ لیجئے اپنے دل کا
ارمانوں کی بت چھڑی ہے

سن لیں سارے اہلِ ساحل
طوفانوں کی بت چھڑی ہے

وں سے پینے والوں میں
پیمانوں کی بت چھڑی ہے

اپنوں کی محفل میں سعید اب
بیگانوں کی بت چھڑی ہے

□□□

○

اپنی روداد الم کیوں نہ سنادی جائے
ان کی تصو یـ انھیں کیوں نہ دکھا دی جائے

ساقیا کوئی ہے پیاسا کوئی پی کر مدہوش
یہ جو ر ز وں میں ہے تفریق مٹا دی جائے

ان کو ہوجائے گا ا ازہ مری حا ۔ کا
کم سے کم کوئی غزل میری سنا دی جائے

دل میں پ وانوں کے رہ جائے نہ حسرت کوئی
لو اَ شمع کی مدہم ہو .ڑھادی جائے

پ کتر کر تو رہا کرنے سے بہتر ہوگا
اور کچھ قید کی میعاد .ڑھا دی جائے

ان کا دیوانہ مجھے کہتی ہے ساری د
احتیاطاً یہ انھیں یہ .ت بتادی جائے

اور اک ۔ زہ نشیمن کی بنا رکھ کے سعید
.ق کے ذوق کو کچھ اور ہوا دی جائے

□□□

O

فقط میرے نشیمن ہی پہ یہ بیداد کرتی ہے
کسی گلشن کو یہ بجلی کہاں . . د کرتی ہے

نکل آ۔ نہیں کیوں توڑ کر دیوار ز۔ اں کو
سوال اکثر یہ مجھ سے فطرتِ آزاد کرتی ہے

مجھے کچھ عرض کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی
میری بیاں خود ہی میری روداد کرتی ہے

بہار آئی تو ہے گلشن میں لیکن دیکھنا یہ ہے
کسے وہ شاد کرتی ہے کسے ٠شاد کرتی ہے

اک ایسا بھی مقام آ۔ ہے دورانِ اسیری میں
کہ قیدی ہی نہیں زنجیر بھی فرید کرتی ہے

سعید اس سے توقع رکھ کے کچھ حاصل نہیں ہوگا
یہ د . کسی مجبور کی امداد کرتی ہے

□□□

○

ا .ر ایسا ہوا پھر کبھی دیکھا نہ َ ۔
کبھی دریِ سے پلٹ کر کوئی پیاسا نہ َ ۔

آپ کی آ میں اشک آئے تو حیرت کیا ہے
حال بیمار مسیحا سے بھی دیکھا نہ َ ۔

ہم نے خود اپنے نشیمن کو لگائی ہے آگ
ہم سے تو .ق کا احسان اٹھایِ نہ َ ۔

تیری تصویِ نگاہوں میں تھی دل میں ـ ی یِ د
میں ـ ی انجمنِ .ز سے تنہا نہ َ ۔

اس کو موجوں کے تھپیڑوں کا ہو کیا ا. ازہ
جو کبھی بھول کے بھی جانبِ دریِ نہ َ ۔

روشنی کے لئے گھر اپنا جلایِ لیکن
میری قسمت میں جو لکھا تھا ا. ھیرا نہ َ ۔

کس لئے آپ کے ماتھے پہ شکن آئی ہے
آپ کی .ِم میں ویسے کوئی آیِ نہ َ ۔

ہوش کس کو تھا وہ . . سامنے آئے ہیں سعید
.ت کر. تو کجا .ِم بھی پوچھا نہ َ ۔

□□□

○

یہ سیل اشکِ رواں زینتِ فرات رہے
تمام عمر مری پیاس میرے ساتھ رہے

صفات پہ کبھی اِن کی گئی ہی نہیں
اسیرِ ذات ہمیشہ اسیرِ ذات رہے

نشیمن اپنا ہے ہم کیوں نہ خود لگادیں آگ
یہ درمیان میں کیوں بجلیوں کا ہاتھ رہے

حیات و موت پہ حاصل ہو دسترس جس کو
تو کیوں نہ اس کے تصرف میں کائنات رہے

میں جا ہوں کہ تم خود نہیں ہو ساتھ
تمھارے غم تو بہرحال میرے ساتھ رہے

کہیں تھی خون کی .رش کہیں .ستی تھی آگ
ہمارے سامنے یہ بھی مشاہدات رہے

ٔٔاں کا ڈر ہے کبھی آ ٔھیوں کا خوف کبھی
چمن پ ٘ اسیرِ توہمات رہے

کسی کے غم میں جو ٹپکے ہیں میری آ سے اشک
وہ اشک ہی تو مرے ضامنِ ت رہے

رہ حیات سے َٔرا نہ میں کبھی تنہا
قدم قدم پہ مرے ساتھ حادثٔت رہے

کسی سے حال ہمارا وہ پوچھ ٘ ہیں
بس اتنے ان سے ہمارے تعلقات رہے

میں ان کے ساتھ بھی رہ کر نہ ان کے ساتھ رہا
وہ مجھ سے دور رہے بھی تو میرے ساتھ رہے

ہر اک پہ ان کی نگاہِ کرم ہوئی لیکن
سعید آپ ہی محرومِ التفات رہے

❑❑❑

○

یوں تو جانے کو میں ان کی بزم میں اکثر گیا
یہ خبر مجھ کو نہیں کیسے گیا کیونکر گیا

میرے صبر و ضبط کا لیتے نہیں کیوں امتحاں
شاید اب ظلم و ستم سے آپ کا جی بھر گیا

بزم کی رونق تو قائم تھی وہ کیوں کرتے یہ غور
بزم میں کون آکے بیٹھا اور کون اٹھ کر گیا

اے ہجوم نامرادی تو ہی بتلادے مجھے
کس کے گھر جانا تھا مجھ کو اور میں کس کے گھر گیا

اشک آنکھوں میں لبوں پہ آہ دل میں اضطراب
میں بجز اس کے تری محفل سے کیا لے کر گیا

کر رہا تھا میرا قاتل خود بھی قاتل کو تلاش
جانے میرے قتل کا الزام کس کے سر گیا

. . کوئی ساحل تلک جا کر بھی لوٹ تشنہ کام
تشنہ کامی کا تسلسل ت لبِ کوث َ ی

ہاتھ اٹھات میں دعا کے واسطے پھر کس لئے
بے طلب اتنا مجھ کو کہ دامن بھر َ ی

پسشِ احوال کو .لیں پہ آکر وہ سعید
خود بھی تڑپ اور وہ مجھ کو بھی تڑپ کر َ ی

□□□

O

رونق کچھ اور بھی ٭. غم کی .ڑھایئے
جو شمع جل رہی ہے اسے بھی بجھایئے

کیسے کوئی بتائے کہ کیا حادثہ ہوا
یہ راستے کی بھیڑ تو پہلے ہٹایئے

میرا تو ہے یہ فرض کروں گا میں انتظار
. . بھی حضور آپ کا دل چاہے آیئے

میری سے بھی کبھی اپنے کو دیکھئے
آ ئ ٔ سے کبھی تو نگاہیں ہٹایئے

وہ خود ہی لے کے جائے گا ساحل ۔ آپ کو
طوفاں کے رخ پہ اپنا سفینہ .ڑھایئے

َ التفات دو ۔ میں آنے لگے کمی
دشمن کو پھر خلوص سے اپنا بنایئے

پھر کیجئے آپ شوق سے قاتل کی جستجو
دامن سے پہلے خون کے دھبے مٹائیے

موجیں سمٹ کے آپ کے قدموں ت آ گی
دری پہ جا کے پیاسے کبھی لوٹ آیئے

خود اپنے گھر کو آگ لگاکر سعید آپ
اک ر یوں بھی جشنِ پ اغاں منایئے

□□□

O

ہم محفل سے َ اٹھ جاتے
آپ ستم پھر کس پ ڈھاتے

ید ان کی آتی ہے پیہم
کاش کبھی وہ بھی آجاتے

بے مانگے . . مل جات ہے
پھر ہم کیوں دامن پھیلاتے

دیکھنا تھا ِ جلوہ ان کا
موت سے راہ و رسم .ڑھاتے

گلشن کی توہین تھی اس میں
دامن کیوں کا ں سے بچاتے

بھولنے کی عادت ہے جس کو
وعدہ اسے کیا ید دلاتے

کس کا جلوہ طور پہ دیکھا
حضرت موسیٰؑ کچھ تو بتاتے

دل دیتا َ ساتھ ز.ں کا
ہم بھی دعا کو ہاتھ اٹھاتے

غنچے چٹکتے پھول مہکتے
آپ اَ گلشن میں آتے

ہنس ہنس کر پی یت آ
عظمت غم کچھ اور .ڑھاتے

ان کا غم پھر ان کا غم ہے
اس کو کیسے دل سے بھُلاتے

پیٔ سے توبہ کرتے ہی
.دل پھر گھر گھر کر آتے

یہ بھی سعید ان کی تھی عنایت
مڑ کر دیکھا جاتے جاتے

□□□

○

یہ ہے دستور گلشن کا یہ ہیں آداب گلشن کے
چمن میں ٹ۔ کرے کرتے رہو ۔ق و نشیمن کے

قفس میں دل کے بہلانے کا کچھ ساماں ضروری تھا
چمن سے ساتھ لایہوں میں کچھ تنکے نشیمن کے

وہ بجلی ہو کہ آ۔ھی ہو وہ ہوصیاد ۔ گلچیں
گلستاں میں سبھی دشمن ہیں اک میرے نشیمن کے

ابھی تیار بھی ہونے نہ پ۔ ۔ق لہرائی
تباہی تھی مقدر میں ہمارے ہی نشیمن کے

سعید اہلِ چمن کو ۔ز تھا جن کی حفاظت پ
۔ا جانے کہاں ہیں وہ محافظ اب نشیمن کے

□□□

O

میخانے کا جو حال ہے وہ . پہ عیاں ہے
ہر رند سمجھتا ہے کہ وہ پیر مغاں ہے

اس درجہ کرم ہے مرے صیاد کا مجھ پہ
اب مجھ کو قفس پہ بھی نشیمن کا گماں ہے

کیوں پوچھتے ہیں آپ خود اندازہ لگالیں
جو حال ہے میرا، مرے چہرے سے عیاں ہے

اپنے دل بے تاب کا عالم میں کہوں کیا
اب ان کی تسلی بھی مرے دل پہ گراں ہے

مٹ جائے گی تاریکی سحر ہوگی یقیناً
لیکن وہ سحر میرے مقدر میں کہاں ہے

آجاؤ کہ اب دید کے قابل ہے یہ منظر
جو سامنے جلتا ہے وہ میرا ہی مکاں ہے

غالب نہیں میں پھر بھی سعید اتنا کہوں گا
ہر ایک سے ہٹ کر میرا انداز بیاں ہے

□□□

O

ساماں کئی ہیں َ می .زار کے لئے
لازم ہے احتیاط ٔ یار کے لئے

اظہار حق کا کر٘ ہو بندہ نواز اَ
تیار رہیے پھر رسن و دار کے لئے

وں سے پیتا رہتا ہے پیتا رہے گا وہ
کافی ہے یہ شرف ت ے میخوار کے لئے

آداب کیا قفس کے ہیں کیسے بتائے گا
ممکن نہیں ہے ت زہ َ فتار کے لئے

تو بھی تو آ کے ا ِ دیکھ لے اسے
کرتے ہیں . دعا تیرے بیمار کے لئے

رحمت تو ڈھو٘ تی ہے اسے خود ہی اے سعید
کیا چاہیے اب اور گنہ گار کے لئے

□□□

نہ تو دیوار ہی ر ت ہیں نہ در ر ت ہیں
لوگ رہنے کے لئے ایسے بھی گھر ر ت ہیں

. سے ملتے ہیں کھلے دل سے گلے ہم پھر بھی
دو ت دشمن کے پ ن کا ہنر ر ت ہیں

اپنی منزل پہ بہرحال پہنچ جا گے
نہ ہی رختِ سفر و عزم سفر ر ت ہیں

ذوقِ . . دی سلامت ہے َ ے شوق سے . ق
ہم نشیمن کی بنا .ر دَ ر ت ہیں

یہ الگ .ت ہے خود اپنی خبر ہم کو نہیں
ویسے ہم سارے زمانے کی خبر ر ت ہیں

ر ت ہیں دل میں محبت جو گلستاں سے سعید
وہ قفس میں بھی گلستاں کی خبر ر ت ہیں

□□□

O

خیر گلشن کی ہو بس میں یہ دعا مانگوں گا
نہ فضا اس کی نہ میں آب وہوا مانگوں گا

دینے والے نے مجھے دے دی جو دینا تھا
آپ کیا دیں گے مجھے آپ سے کیا مانگوں گا

ہوئی آدم کی دعا جس کے وسیلے سے قبول
بس اسی کے میں وسیلے سے دعا مانگوں گا

ہو کے آزاد قفس سے جو میں پہنچوں گا چمن
.ق سے اپنے نشیمن کا پتہ مانگوں گا

جتنے بھی غم ہیں زمانے کے وہ . دے دے مجھے
غم کے مالک نہ میں کچھ اس کے سوا مانگوں گا

بے ز اتنا کیا اس کے کرم نے مجھ کو
میں نے سوچا ہی نہیں یہ کہ میں کیا مانگوں گا

خود مسیحا ہی آ‌ت ہے بیمار سعید
اس سے کیا درد کی اپنے میں دوا مانگوں گا

□□□

○

میں ہی خود . . اذن قتل عام دوں
کس لئے قاتل کو پھر الزام دوں

کیوں گلستاں میں نہیں آئی بہار
کس سے پوچھوں اور کسے الزام دوں

دل دیہ اک بے وفا کو میں نے خود
کیو ں نہ میں اپنے کو خود الزام دوں

قاتلوں میں میرے وہ بھی ہے شریہ
اب بھلا کس کس کو میں الزام دوں

آستیں میں دو ت کی خنجر ہو . .
کس لئے دشمن کو میں الزام دوں

آشیانے کا مقدر ہی یہ تھا
.ق کو کس واسطے الزام دوں

ہے عبارت غم سے میری ز.گی
تجھ کو کیوں اے چشم نم الزام دوں

ہوَیہ جو کچھ بھی ہو. تھا سعید
اپنی قسمت کو میں کیوں الزام دوں

□□□

O

نہ تو دامن نہ َ یبان سے وابستہ ہے
جوش و ؒ ت مرا ز ان سے وابستہ ہے

جس نے پہنچایہ سلامت اسے ساحل کے قریب
میری کشتی اسی طوفان سے وابستہ ہے

تجھ سے میں کیسے کہوں میری پ یشانی بھی
تیری ہی زلفِ پ یشان سے وابستہ ہے

آشیاں .قی ہے ۔ جل َ ۔ کیا فکر اسے
فصلِ گل صرف گلستان سے وابستہ ہے

چارہ َ تیری توجہ تو ضروری ہے
درد ہر حال میں درمان سے وابستہ ہے

تیرے در پ مرا سر خم ہے تو حیرت کیسی
بندگی فطرت ا ن سے وابستہ ہے

□□□

○

تبسم پہ ہے اور آ نم ہے
ابھی .قی مرے غم کا بھرم ہے

بہت کچھ آپ سے کہنا ہے مجھ کو
چلے بھی آیئے اب وقت کم ہے

وہاں احوال پوچھا جارہا ہے
یہاں بیمار کا ہو ں پہ دم ہے

چمن جو .ق کی زد سے ہے محفوظ
یہ میرے آشیانے کا کرم ہے

کوئی آ ہمارے پونچھتا ہے
ہے کس کا غم جو اتنا محترم ہے

وہ مجھ سے پوچھتے ہیں .م میرا
تجاہل میں بھی ا. ازِ کرم ہے

ہنسی ہو ں پہ میرے تم نے دیکھی
نہ دیکھا میرا دامن کتنا کم ہے

جو کہنا تھا نہ ان سے کہہ سکا میں
سعید اس .ت کا اب یہ بھی غم ہے

□□□

O

رُت ابھی . لی نہیں غنچے ابھی چٹکے نہیں
میں سمجھتا ہوں وہ گلشن میں ابھی پہنچے نہیں

لوٹ کر طوفان سے پہنچے جو ساحل کی طرف
جاننے والے نہیں پہچاننے والے نہیں

اب َ ٘ر ٘ ہے مجھے اک ایسی منزل سے جہاں
بندہ ٖور آپ میرے ساتھ آ ے نہیں

کیا سفر دلچسپ ہو ہے عدم آ.د کا
جانے والے لوٹ کر واپس کبھی آتے نہیں

راہزن کو جو بنا ے ہیں اپنا راہبر
وہ کسی صورت بھی منزل ٖ پہنچ ے نہیں

وضع داری میں کبھی اپنی نہیں آئے گا فرق
ہم کبھی رَ غزل اپنا . ل ے نہیں

□□□

○

نہ کٹتی ہے شبِ غم اور نہ دن ۔۔ ہے
تمام رات کوئی کروٹیں ۔لتا ہے

ہمارے شہر میں امن و اماں کا حال نہ پوچھ
لہو کی ۔یں بہتی ہیں شہر جلتا ہے

وہ چار تنکے سہی ۔م آشیاں ہو اَ
تو بجلیوں کا ارادہ کہاں ۔لتا ہے

وہ منظر نہیں رہتا کسی سہارے کا
جسے سنبھلنا ہو وہ آپ ہی سنبھلتا ہے

ز۔دہ ہنسنے کو اچھا نہیں سمجھتا میں
خوشی میں غم کا بھی پہلو کبھی ۔۔ ہے

اک آہِ سرد سے بجھ جا۔ ہے ۔اغ کوئی
کوئی ۔اغ ہواؤں کا رخ ۔لتا ہے

سمجھ رہا ہوں جسے ہم سفر میں اپنا سعید
وہ میرا سایہ ہے جو میرے ساتھ چلتا ہے

□□□

O

رات کے بعد آئی پھر رات
یہ بھی ہے قسمت کی .ت

دن َ٠را اور آئی رات
لے کر ارمانوں کی .ت

حسرت و ارماں یس و الم
اک دل اور اتنے سوغات

ان کا تصور ان کا خیال
ٹ جائے گی ہجر کی رات

پنی کا ہے قحط یہاں
خون کی ہوتی ہے .سات

چھین لے .ڑھ کر اپنا حق
ماَ رہا ہے کیوں خیرات

میں نے شکایت ان کی نہ کی
یونہی نکلی بت میں بت

کیسے بتا اہلِ قفس
گلشن کے کیا ہیں حالات

قتل ڈکیتی لوٹ کھسوٹ
ز کے ہیں یہ عنوانت

کوئی نہیں ہمدرد سعید
کس کو سنا دل کی بت

□□□

○

غم کی عظمت .ڈھانے کے دن آگئے
آگئے مسکرانے کے دن آگئے

اب َ یہاں تلک ہاتھ جانے لگا
موسم گل کے آنے کے دن آگئے

جام ومینا کی اب کوئی حا. ۔ نہیں
ان سے یں نے کے دن آگئے

جو .ل دیں ہواؤں کی فطرت کو بھی
ایسی شمعیں جلانے کے دن آگئے

پھول کھلنے لگے رت .لنے لگی
پھر غزل َ َ.نے کے دن آگئے

پھر انھیں ید میری ستانے لگی
پھر وہاں آنے جانے کے دن آگئے

بھولنا چاہتا تھا جنھیں میں سعید
ید پھر اس زمانے کے دن آگئے

□□□

O

زلفیں سنواریں اپنی کہ وہ منتشر کریں
ان کی خوشی وہ شام کریں ۔ سحر کریں

کہنے سے پہلے آنکھوں سے آ   چھلک پڑے
اب اور کیا فسانۂ غم مختصر کریں

آنچ ان کے گھر کی آپ کے گھر ۔ بھی آئے گی
کر۔ ہو جو بھی کام ذرا سوچ کر کریں

ہے میرِ کارواں سے مجھے اتنا پوچھنا
منزل کی جستجو میں کہاں ۔ سفر کریں

اہلِ قفس کو سیرِ گلستاں کہاں نصیب
کس واسطے وہ آرزوئے .ل و پ کریں

دروازہ اپنے دل کا کھلا ر ۔ ہوں سعید
وہ . . بھی چاہے آ   مرے دل میں گھر کریں

□□□

○

جو کرم آپ کے دامن کی ہوا کرتی ہے
نہ دوا کرتی ہے وہ اور نہ دعا کرتی ہے

اپنے ۔ سے اسے کیوں نہ لگائے رکھوں
دولتِ درد تو قسمت سے کرتی ہے

اب ضرورت نہیں فانوس کی کوئی ان کو
اب پ اغوں کی حفاظت تو ہوا کرتی ہے

کتر کے جو رہا کرتا ہے صیاد مجھے
بیکسی قوتِ پرواز کرتی ہے

ب ہوجاتے ہیں ہنگامے خموشی میں کبھی
اور خموشی کبھی ہنگامے بپا کرتی ہے

اور بڑھ جاتی ہے کچھ قید کی معیاد سعید
کیوں یہ د مرے جینے کی دعا کرتی ہے

□□□

O

میری قسمت میں جو ہوت ہے وہ ہونے دیجئے
ہنستے ہنستے جو میں روت ہوں تو رونے دیجئے

خون بہتا ہے مکاں جلتے ہیں ٹتے ہیں غری.
جو بھی ہوت ہے بہرحال وہ ہونے دیجئے

ابھی پڑھتا ہوا دری یہ ات جائے گا
میری کشتی کو ذرا غرق تو ہونے دیجئے

پؤں کے چھالوں کو تسکین تو ہوجائے گی
راہ میں بوت ہے کاٹنے کوئی بونے دیجئے

وہ جو مٹی کے مکانو ں میں رہا کرتے ہیں
ان کے بچوں کو بھی مٹی کے کھلونے دیجئے

.ت جو حق کی ہے وہ کہئے بلا خوف سعید
کوئی .راض اَ ہوت ہے ہونے دیجئے

❑❑❑

O

میں یوں بھی کرت ہوں آغاز اپنا افسانہ
چھلکنے لگتا ہے آنکھوں کا ان کی پیمانہ

میں اور پیش کروں کیا کہ ہوں تہی دامن
قبول کیجئے اشکوں کا میری رانہ

جو میرے دل پہ رتی ہے آپ کیا جا
میں مسکرا ہوں یہ ت ہے اگانہ

ہر ا چہرے پہ اپنے ب ڈالے ہے
کسے ہم اپنا کہیں اور کس کو بیگانہ

کم از کم آپ تماشہ ہی دیکھنے آ
چھلک رہا ہے مری ز گی کا پیمانہ

کہاں ہوں میں مجھے خود بھی خبر نہیں اس کی
اب اپنے آپ سے میں ہو ہوں بیگانہ

سعید د کے قابل یہ ربط ہم ہے
کہ ساتھ شمع کے جلتا ہے خود ہی وانہ

□□□

O

کیا بتاؤں تجھے ·واقف عرفانِ حیات
موت سے ·ڑھ کے نہیں کوئی نگہبانِ حیات

آج وہ محو تماشہ ہے . ساحل سے
موڑ سکتا تھا جو کل · رخ طوفانِ حیات

·ع میں . . کوئی ·لیں پہ مری آ· ہے
کس لئے پھر میں اٹھانے لگا احسانِ حیات

جس کی تقد· میں لکھا ہے پ·یشاں رہنا
کیسے سلجھائے گا وہ زلفِ پ·یشانِ حیات

خوف سے چو گا اس وقت تو سونے والے
تنگ ہوجائے گا . . عرصۂ دامانِ حیات

کام · نہ اَ آ وَں کے ·روں سے
کیسے کر · رفو چاک َ یبانِ حیات

□□□

O

مجھ سے میخانے کی .تیں کیجئے
جام چھلکانے کی .تیں کیجئے

ہوش اڑانے کی تو .تیں ہوچ..
ہوش میں لانے کی .تیں کیجئے

ہو اَ مجھ کو پیشاں دیکھنا
زلف بکھرانے کی .تیں کیجئے

پہلے پتھر دیجئے اس کے بعد
آئینہ خانے کی .تیں کیجئے

.ر خاطر ہوَی دل کو سکون
دل کو تڑپنے کی .تیں کیجئے

جس کو دیکھو وہ َ یباں چاک ہے
کس سے دیوانے کی .تیں کیجئے

بے تکلف کرکے آپ اظہارِ حق
دار ۔ جانے کی ۔تیں کیجئے

شمع نے فرض اپنا پورا کرد۔
اب تو پ۔وانے کی ۔تیں کیجئے

ز۔گی کے ت۔کرے ۔ ۔ت سعید
موت کے آنے کی ۔تیں کیجئے

❒❒❒

O

·قدری ار.بِ وفا دیکھ رہے ہیں
ہم دیکھ رہے ہیں بخدا دیکھ رہے ہیں

چھائی ہوئی َ دوں پہ گھٹا دیکھ رہے ہیں
. ہوگا در میکدہ وا دیکھ رہے ہیں

تمہید نہ ہو ظلم و ستم کی کہیں یہ بھی
اب ان کے کرم حد سے سوا دیکھ رہے ہیں

سجدے کے کچھ آداب اَ ہوں گے تو ہوں گے
ہم تو ٓ ا نقشِ کفِ پ دیکھ رہے ہیں

طاقت نہیں پ واز کی ہو کیسے رہائی
دروازہ قفس کا ہے کھلا دیکھ رہے ہیں

بل ا. وَں پ آئے ہیں ماتھے پہ شکن ہے
کیا جانے وہ آ ٔ میں کیا دیکھ رہے ہیں

دامن بھی سلامت ہےَ یہاں بھی سلامت
و ش ت کا یہ ا ٘ از دیکھ رہے ہیں

ان کو تو خفا ہوتے ہوئے دیکھ چکے ہم
اب اپنے سے ہم ہو کے خفا دیکھ رہے ہیں

طے منزلِ تسلیم و رضا ہوتی ہے کیونکر
رکھ کر تہہ تیغ اپنا گلا دیکھ رہے ہیں

کیا کیجئے سعید اس کو . ل تو نہیں ت
قسمت میں ہے جو کچھ کہ لکھا دیکھ رہے ہیں

□□□

O

. . کوئی اہلِ غم . کشائی کرے
اس کی ۔ ساری ۰ ائی کرے

آشیاں . . نہیں پھر اسیرِ قفس
کس لئے آرزوئے رہائی کرے

ایسی بستی میں مہر و محبت کہاں
کہ جہاں قتل بھائی کو بھائی کرے

میری کشتی کا طوفاں نگہبان ہے
کیوں کوئی زحمتِ ۰۰ ائی کرے

اس مصیبت زدہ پہ ہزاروں سلام
جو مصیبت کی خود پیشوائی کرے

خود جو حا۔ ۔ طلب ہو کسی سے سعید
کیا کسی کی وہ حا۔ ۔ روائی کرے

□□□

○

جن کو دلدار سمجھتا تھا دل آزار بنے
دو ت میرے مرے دشمن کے طرفدار بنے

آج ہم جا کے تماشہ سرِ . زار بنے
جس کو دیکھا ہی نہیں اس کے . یار بنے

بخش دے ی کہ سزا دے ت ی مرضی ہم تو
تیری رحمت کے بھروسے پہ گنہ گار بنے

... ہوں غزل اپنی جو ہوت ہوں اداس
میرے مونس مرے ہمدم میرے اشعار بنے

بت . . حق کی نہیں ہے کوئی کرنے والا
پھر یہ کس کے لئے آ . رسن و دار بنے

غم کا احساس سوا ہوگا تسلی کیسی
غم دی جس نے اَ خود ہی وہ غمخوار بنے

یہ وہ منصب ہے کہ ملتا نہیں آسانی سے
ہاتھ کٹوائے جو کوئی تو عملدار بنے

جو جھکا دیتے تھے سر اپنا ہر اک در پہ سعید
انقلاب آی تو وہ لوگ ہی سردار بنے

□□□

O

میں راہ پہ تھا خیر کی شر ۔ نہیں پہنچا
بھولے سے بھی ۔ ۔ خانے کے در ۔ نہیں پہنچا

میں سوچ رہا ہوں کہ نشیمن مرا آ
کیوں مرحلہ ۔ق و شرر ۔ نہیں پہنچا

موت آئے گی کس وقت کسی کو نہیں معلوم
یہ راز کبھی عقل بشر ۔ نہیں پہنچا

داب بلا کا تجھے ا ازہ ہو کیسے
۔ ۔ تیرا سفینہ ہی بھنور ۔ نہیں پہنچا

جو بھی تھا مقدر میں وہ ملتا رہا مجھ کو
میں بن کے سوالی کسی در ۔ نہیں پہنچا

د کو خبر کیا میں کسے دیکھ رہا ہوں
کوئی بھی مری حد ۔ نہیں پہنچا

شای میرے دل نے نہ دی ساتھ زبں کا
نلہ مرا جو بِ اش ت نہیں پہنچا

کا ں سے بھی رستے میں قات ہوئی ہے
آسانی سے کوئی گلِ ت ی نہیں پہنچا

پہنچا ہے سعید آ ئ ن تِ ہر کس و بکس
کوئی بھی آئینہ َ ی نہیں پہنچا

❑❑❑

○

مجھ سے جس نے بھی دشمنی کی ہے
میں نے دل سے اسے دعا دی ہے

ان کے چہرے پہ کیوں اداسی ہے
کیا مری آہ رَ لائی ہے

پڑ رہی ہوگی آشیاں کی بنا
.ق بے وجہ . تڑپتی ہے

تھا نگاہوں کے سامنے ساحل
کس جگہ جا کے .ؤ ڈوبی ہے

جیسے ہی آئے وہ گلستاں میں
ساتھ ان کے بہار آئی ہے

ز گی کے کٹھن سفر میں سعید
موت بھی ساتھ ساتھ چلتی ہے

□□□

کس شئے میں کس مقام پہ وہ جلوہ َ نہیں
لیکن مذاقِ دیـ ابھی معتبر نہیں

اب اہلِ کارواں کا بھلا اس میں کیا قصور
خود میرِ کارواں کو شعورِ سفر نہیں

بے چین ہوگی .ق تو دیکھا نہ جائے گا
سوچا تھا آشیاں کو جلادوں نہیں

ایسا بھی ایـ درد ہے جس کا نہیں علاج
ایسی بھی ایـ شام ہے جس کی سحر نہیں

یوں ڈھونڈنے ہوں ی رہگزر کو میں
جیسے کہ ہر مقام ی رہ َز نہیں

جو کائنات شوق میں تیری طرف نہ ہو
وہ میرا دل نہیں ہے وہ میری نہیں

د بھی ساتھ ہو تو اٹھیں قدم سعید
وہ ہم سفر نہیں تو کوئی ہم سفر نہیں

□□□

○

حق .ت جو ہے اس کو سنانے کے واسطے
تیار ہوں میں دار پہ جانے کے واسطے

میں نے بنالیا ہے تصور میں آشیاں
بجلی کی زد سے اس کو بچانے کے واسطے

رہتی ہے ان کے نقشِ قدم کی مجھے تلاش
سجدوں کا اعتبار .ڑھانے کے واسطے

صحن چمن میں آپ بھی تشریف لایئے
بے چین ہے بہار بھی آنے کے واسطے

خنجر ہے آستیں میں وہ بصد خلوص
.ڑھتے ہیں مجھ سے ہاتھ نے کے واسطے

میں ز گی تمام منا رہا جنھیں
وہ آرہے ہیں مجھ کو منانے کے واسطے

احباب ز گی کی دعا دیتے ہیں سعید
میعاد قید میری .ڑھانے کے واسطے

□□□

○

حق پہ مرز ہو تو اِس شان سے مرجا گے
مسکراتے ہوئے مقتل سے َ ر جا گے

میں اَ اپنے نشیمن کی نہ ِد رکھوں
آپ ہی کہیئے کہاں .ق و شرر جا گے

شمع کے ساتھ ہی جل جا گے پ وانے تمام
حق ادا اپنی محبت کا وہ کر جا گے

میری بگڑی ہوئی تقدیر نہ .لے گی کبھی
ان کے بکھرے ہوئے گیسو تو سنور جا گے

تیری رحمت نہ اَ دے گی سہارا ان کو
تو بتا تیرے گنہگار کدھر جا گے

ہم کو حا. ۃ ہی نہیں زادِ سفر کی کوئی
لے کے ہم ساتھ فقط عزم سفر جا گے

مسکراتے ہوئے جس .م میں آئے تھے سعید
ہم اسی .م سے .دیۃ جا گے

□□□

○

جو غم ہے جاوداں اسے دل سے بھلا نہ دے
غم کوئی دل میں آئے اسے راستہ نہ دے

وہ میرے گھر کو آگ لگا کر ہیں خوش
یہ آگ بڑھ کے ان کے ہی گھر کو جلا نہ دے

ما کہ ہر دعا ی مقبول ہے
بھولے سے بھی تو جینے کی مجھ کو دعا نہ دے

وہ بھی مری طرح سے پریشاں نہ ہوں کہیں
دان ان کے ہاتھ میں تو آئینہ نہ دے

دشمن سے بھول کر بھی کبھی لے نہ انتقام
اس کی سزا یہی ہے کہ اس کو سزا نہ دے

میں نے بنایا تو ہے تصور میں آشیاں
لیکن کہیں یہ ق اسے بھی جلا نہ دے

جو مانگنا ہو ما لے خالق سے اے سعید
جا کر ہر اک کے در پہ تو ہر صدا نہ دے

□□□

O

. میں . . د ہوا کیا بولوں
کس نے . . د کیا کیا بولوں

خود مجھے اپنا پتہ ید نہیں
اب کسی کا میں پتہ کیا بولوں

روکھی پھیکی سی ہیں خوشیاں ساری
غم میں ہے کتنا مزہ کیا بولوں

خون کے دھبوں پہ ہے میری
کون قاتل ہے مرا کیا بولوں

حال پسی مری وہ کرتے رہے
سوچتا ہی میں رہا کیا بولوں

خود ہوا روئی بجھا کر جن کو
ان پاغوں کی ادا کیا بولوں

کیوں ہے لُکنت زدہ اب میری زباں
سامنا کس کا ہوا کیا بولوں

ساتھ لے کر وہ بہار آئے ہیں
اب میں گلشن کی فضا کیا بولوں

اس نے کچھ مجھ سے کہا تھا لیکن
اس نے کیا مجھ سے کہا کیا بولوں

اب خود اپنے سے خفا ہوں میں سعید
کیوں ہوں اپنے سے خفا کیا بولوں

❑❑❑

سعید شہیدی کی

سعید شہیدی شاعر محمدؐ و آل محمدؐ ہیں۔ وہ نگاری میں ع:''۔ ا دیوانہ۔ ش و ۔ محمدؐ ہوشیار'' کے ترجمان ہیں۔ چو حدیث دل ہے۔ اسی لیے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دل کی گہرائیوں سے نکل کر دل کے چہرے پر شبنم ما بکھر رہی ہے۔ سعید کی درجن بھر نعتوں میں سلا ت ، سادگی اور بہت سادہ ۔ تی مضامین رقم ہیں۔ صغیر کے گویوں کی طرح دیار مدینہ کی آرزو، وہاں کی فضاؤں کی دلکشی ان کے اشعار کی ز ہے۔ کی اغلب ردیفوں میں شہر مدینہ سے رونق ہے۔ مدینہ دراصل فردوس روی زمین ہے۔ حضورؐ کے روضہ کی وجہ سے اس کی مٹّی کی خوشبو خلد ۔ یں سے خوشتر ہے۔ یہاں کے پ وں کی بولیاں جنّت کے چہچہوں سے دلر ۔ ہیں۔ جیسا کہ قدیم گو شاعر شہیدی نے کہا تھا کہ کاش میری روح ۔ نی قفس کو توڑ کر ا پ ے کے ما حضرت کے روضے کے کسی شجر پ اپنا آشیانہ بنالے۔ سعید کہتے ہیں:

وہ فردوس ۔ رشک فردوس ہے
اسے آزمانے مدینہ چلو
کہیں لوٹ آ نہ ہر سعید
مدینہ بسانے مدینہ چلو

کے موضوعات کو اصلی اور فرعی حصّوں میں بیان کیا جا سکتا ہے جن کو اساسی اور

ثانوی موضوعات کا نام دیا گیا ہے۔ اساسی موضوعات میں مولود نگاری، نور نگاری، معراج نگاری، ذکرِ رحمت، ذکرِ ثانوی تخلیق کائنات، ذکرِ دیار مدینہ، ذکرِ محبوب الٰہی، ذکر خلق مجسّم اور قرآنی آیت شامل ہیں۔ ثانوی موضوعات میں مطالعہ عرش، ذکر علم لدنّی وامّی، ذکر مہر ت، ذکر حضورؐ کا سایہ نہ ہونا، معجزات نام می امی اور منقبتی مضامین شامل ہیں۔

سعید نے آسان مصرعوں میں اساسی اور ثانوی مضامین کو یوں بیان کیا ہے کہ بعض اشعار سہل ممتنع کی صنف میں آتے ہیں۔ کچھ عمدہ اشعار جو دونوں موضوعات پر ہیں:

اپنی قسمت کی بلندی پہ نہ کیوں نازاں ہوں ہم
لامکاں تک جو گئے اس کے مکاں تک آئے ہیں

لکھنے کا . . ارادہ کیا
و . میرے قلم کو آیا ہے

ان کا سایہ نہیں تھا سچ ہے
کائنات ان کے زیر سایہ ہے

. . تے دامن رحمت سے ہے وابستہ سعید
پھر اسے غیروں سے کیا کام مدینے والے

سکون ہے دل بے قرار کو کیا کیا
زباں پہ . . بھی محمدؐ کا نام آیا ہے

اے ختم رُسل اے شاہِ اُمم . ید مجھے فرماؤ گے
اے ·زشِ کعبہ شمعِ حرم . ید مجھے فرماؤ گے

ا·ٖ واولیا کرتے ہیں سجدے جس جگہ
اللہ اللہ ہم بھی ایسے آستاں ۔ آ ہیں

اس سے بہتر بھی کوئی اور وظیفہ ہوگا
میرے . پ ہے ۔ا ·م مدینے والے

سعید کے اس شعر پ جو۔ ثیری ہے گفتگو تمام کرتے ہیں:

· ا کے گھر کی بھی عظمت ہے میری وں میں
مدینہ بہرحال پھر مدینہ ہے

□□□

سعید شہیدی فنا فی العلیؑ تھے

منقبت کا منفرد لہجہ

سعید شہیدی کی منقبت پڑھتے ہوئے یہ احساس ہوتا ہے کہ جب کبھی مولا علیؑ کا ذکر ہوتا ہے تو ان کی روح جھومنے لگتی ہے۔ یہ رقصِ روح اُسی وقت ہوتا ہے جب عاشق منزل فنا میں ہوتا ہے اور اسے یقین ہوتا ہے کہ اس فنا میں اس کی دائمی بقا ہے۔ بقول میرا

ع: شمع کشتہ ہوں فنا میں ہے بقا میرے لیے

فارسی اور اردو میں سب سے زیادہ منقبتیں یا منقبتی اشعار حضرت علیؑ کی شان میں ہیں۔ سعید شہیدی کا منقبتی کلام خود ایک مکمل دبستان کی حیثیت رکھتا ہے جس کا آغاز انہی کے اب و جد نے حیدرآباد دکن میں کیا اور منقبت کو خاص مضامین اور ایک توانا لہجہ دیا۔ سعید شہیدی کے ددھیال اور ننھیال میں نبیؐ اور آل نبیؐ کی مدح سرائی کا رواج تھا۔ چنانچہ ایک طرف ان کے پرنانا مرحوم نواب جی صاحب عمدہ شاعر تھے اور دوسری طرف ان کے دادا اور بخصوص والد مہدی علی شہید شہید یار جنگ جو میرانیس کے نواسے پیارے صاحب رشید کے شاگرد خاص تھے منقبت اور سلام میں خاص لہجہ رکھتے تھے۔ ''علی کو کہتے ہیں پروردگار کہنے دو'' ان کا معروف اور مقبول ترجیع بند مخمس کی شکل میں موجود ہے اور اسی طرح تین سو سے زیادہ سلام شائع ہو چکے ہیں جن کی تاثیر اور تقلید سے محافل ولا اور مجالس عزا آج بھی مہک رہے ہیں جس کو ہم ''دبستان شہید'' کہتے ہیں۔ سعید شہیدی اسی دبستان کا نواور

تکمیل بھی ہیں جس کو ان کے فرز ۔ رشید شہیدی جو عمدہ ممتاز شاعر ہیں آگے ۔ڈھا رہے ہیں اور ۔ صغیر بخصوص دکن میں اسی د ۔ ۔ن کے مقلّد سرفراز آتے ہیں۔مولا علیؑ کی ذات اقدس کا جمال جلال اور کمال کا دبنگ اور قلندرانہ لہجہ میں اظہار اس د ۔ ۔ن کی شنا ۔ ہے۔علیؑ کے مقام ومنز ۔ کے بیان میں یہاں کوئی مصلحت یہ رواداری کی گنجائش نہیں۔

یہاں شاعر علیؑ کے عشق میں ڈوب کر قر طاس پہ اشعار ابھار ۔ ہے۔یہاں ۔ اُت،سلیقہ اور حوصلہ کی ضرورت ہے اور یہ ہرا ن کے بس کی ۔ت نہیں۔سعید نے اس طرف اشارہ کیا ہے۔

مدح کرنے ہے علیؑ کا
حوصلہ دیکھئے آدمی کا

ذکرِ علیؑ کو ۔ اُت مردانہ چاہیے
میثم نے جاکے دار پہ کی ہے علیؑ کی ۔ت

سعید شہیدی اس مدحتِ حیدرؑ پہ فخر کرتے ہیں اور اسی کو اپنی ز ۔گی کا مقصد قرار دیتے ہیں اور ۔ اسے دعا کرتے ہیں نبیؐ اور آل نبیؐ کے سوا کسی کی مدح نہ کروں۔

قسام ازل نے ۔ ۔ تقسیم کیے عہدے
مولاؑ کی ثنا خوانی حصّے میں مرے آئی

نبیؐ اور آل نبیؐ کی ثنا سے ہٹ کے کبھی
قصیدہ اور کسی کا لکھوں ۔ ا نہ کرے

میرے ۔۔ بھی تھے مداح علیؑ ۔ۓ بھی ہے
ہے سعید اب مد ۔ حیدرؑ مرے گھر کا مزاج

سعید نبیؐ اور آل نبیؐ کے تمسک کو دنیا کی سب سے بڑی نعمت سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں یہ برگزیدہ ہستیاں ہی اہل حق ہیں۔ چنانچہ ان کی مدح وثنا میں زندگی بسر کردو بس ان کی خوشی پر خوشی اور ان کے غم پر ماتم کرو۔

جس کے محمدؐ جس کے علیؑ
اہل حق کا ایسا قافلہ ہم کو

کرو ثنائے علیؑ اور حسینؑ کا ماتم
بس اس سے ہٹ کر نہ دنیا میں کوئی کام کرو

سعید یہ عمل خود بھی کرتے ہیں اور دوسروں کو کرنے کی تاکید بھی کرتے ہیں۔ اِسے وہ خاندانی دولت اور دین کی نعمت سمجھتے ہیں۔

مجھے بطور وراثت مرے بزرگوں نے
متاع حُب شہیدان کربلا دی ہے

منقبتوں میں عموماً علیؑ کے نام، کام، امام، سلام اور ولائی جام کا کلام ہوتا ہے جو سعید کی منقبتوں میں بھی موجود ہے۔ ان عمومی مضامین کے ساتھ ساتھ کچھ خصوصی مطالب سعید کی منقبت کی پہچان ہے جن میں نصیری سے خوش آویزی مقصّر سے بے زاری، لین اور نزع کے موقع پر مولا علیؑ کی تشریف آوری، قبر میں داغ ماتم کی روشنی جام ولا کی مستی اور غدیر خم سے ساغر کشی وغیرہ شامل ہیں۔

اس مختصر تحریر میں یہ ممکن نہیں کہ سعید کے پُر جوش، دریا کا پورا شیرین پانی سینچا جاسکے لیکن ہماری کوشش یہ ہوگی کہ اتنا تو ساغر میں کھینچا جائے کہ تشنگی بجھ سکے۔

جہاں تک حضرت علیؑ کے نام کا تعلق ہے شاعروں نے ہر زاویۂ عشق و منطق سے عمدہ مضامین تراشے جس کی جمع آوری کے لیے دفتر درکار ہے۔ حضرت علیؑ کے حروف عین

(ع)لام(ل)اور یے(ی) کی کرشمہ سازی دیکھئے۔

ع سے عین عبادت کا سر ا م ہوا
ل وہ لام کہ جس لام پ اسلام ہوا
ی سے یور ہوئے مشکل میں ہر اک بندہ کی
صدقے اس م کے کیا خوب علیؑ م ہوا

علاّمہ اقبال نے رموز بے خودی میں اے پوری حضرت علیؑ کے م القاب کنیات کی تشریح میں لکھّی ہے۔ اے جگہ کہتے ہیں حضرت علیؑ کو مرتضیٰ اس لیے کہتے ہیں کہ اُن کی تلوار سے طل حق سے الگ ہوگ ے۔ انھیں بو اب اس لیے کہتے ہیں کہ انھوں نے اپنے (ت اب) مٹی سے بنائے گئے جسم کوز یر کرلیا تھا۔

مرتضیٰ تیغ او حق روشن ا ت
بو ابؑ از فتح اقلیم تن ا ت

اے اور جگہ اقبال کہتے ہیں:

ہمیشہ ورد زب ہے علیؑ کا م اقبال
کہ پیاس روح کی بجھتی ہے اس نگینہ سے

علیؑ کا م ہو ورد زب اور دم نکل جائے
اب اپنی موت سے کچھ کام ی چاہتا ہوں میں

سعید کہتے ہیں:

م علیؑ آتے ہی زب پ
دل کو کیا تسکین ہوئی ہے

جہاد زندگی میں . . کوئی مشکل مقام آیا
زباں پہ بے تکلّف یا علیؑ تیرا ہی نام آیا

سمجھ کر حاصل ایماں، علیؑ کا نام لیتا ہوں
بہرصورت بہرعنواں علیؑ کا نام لیتا ہوں

میرے . پہ تو رہتا ہے صبح و مسا یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ
بندہ پرور یہی ہے وظیفہ میرا یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ

. . یہ پوچھا گیا اس کا مطلب ہے کیا قل کفا هل اتی لا فتیٰ
مسکرا کر جواباً یہ میں نے کہا یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ

ورد کرنے لگا میں جو نادِ علیؑ بھول بیٹھے فرشتے جو تھا پوچھنا
وہ بھی کہنے لگے میں بھی کہنے لگا یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ

ورد نادِ علیؑ کا اے نداں
اصل میں روح کی طہارت ہے

سعید کی منقبت میں ایسے اشعار کی کمی نہیں جن میں مقام و منزلت علیؑ کا ذکر ہے۔ ان اشعار میں سعید نے عقیدہ کی گیرائی اور مطالب کی گہرائی پیش کی ہے۔ انہی اشعار میں شاعر کی شعریت کے جوہر بھی کھلنے لگتے ہیں۔ ہر منقبت کی بحر اور قافیے کی نسبت شعر کبھی بیانیہ، کبھی سوالیہ اور اغلب شاعرانہ خوبیوں سے سجایا گیا ہے۔ سعید استاد شاعر ہیں ان کی

شعری ت .ی حضرت مسرور مستند استاد کے ز ی نگرانی ہوئی جو .ڑی خوش قسمتی کی .ت تھی
کیو مسرور نے۔

ع: شاَ د جو بنا اُسے استاد کردی

سعید کہتے ہیں۔

کسی کو ذات علیؑ کا نہ ہوسکا عرفان
.لاتفاق یہ . عارفین کہتے ہیں

کسی کا کسی کا وصی کسی کا ۰ ا
یہ . صفات ہوں جس میں اسی کی .ت کرو

مدح خواں ان کے خود ہیں پیمبرؐ سعید
اب تو مدح علیؑ واجبی ہوگئی

جبیں کو میری نقش پے حیدرؑ ت پہنچنا ہے
نگاہوں کو مری دوش پیمبرؐ ت پہنچنا ہے

جس کو ہو۰ تھا داماد خیرا اس کے گھر خود ستارہ آئے گا
آپ اَ انتظار اس کا کرتے رہیں آپ کو دن میں ت رے آ گے

آپ قنبر کے رُتبے سے واقف نہیں اور سمجھنے چلے ہیں مقام علیؑ
بندہ پ ور ۰ ارا کوئی چیز تو چھوڑ دیجے ۰ ا و نبیؐ کے لیے

شاعر مقام ومنز - علیؑ کو کبھی بستر رسولؐ پ سونے اور کبھی سورج کو پلٹ دینے کے واقعے سے ش . - کرت ہے۔

شام ہجرت فرش احمدؐ اور تلواروں کی چھاؤں
میرے مولاؑ کو سکوں سے ایسی نیند آئی کہ بس

اس شعر کے پہلے مصرع میں ش . ہجرت کی منظر کشی ہے کہ حضورؐ کے گھر کے اطراف مشرکین ننگی تلواریں لیے صبح کا انتظار کر رہے تھے اور علیؑ سکون کے ساتھ حضورؐ کے بستر پ آرام کی نیند اس لیے بھی سو رہے تھے کہ حکمِ رسولؐ کی تکمیل . سے . ڑی عبادت تھی اب راتوں کے جاگ کر وظیفوں کی ضرورت نہ تھی۔ ردیف کے لفظ ''بس'' نے سکون کی حد آ مقرر کر دی۔ یہی . ڑی شاعری ہے۔

اک اشارے پ اُسے واپس پلٹ آ پڑا
شاہِ خاور جا تھا شاہِ خیبر کا مزاج

ا اور شعر میں سعید نے پورے واقع کو بیان کیا۔ ش . ہجر اور صبح محشر کی نشست ا مصرع میں مضمون کو فلک بوس کر رہی ہے۔

ی مرضیٔ خالق علیؑ نے دے کے اپنا
ش . ہجرت تجھے اب صبح محشر پہنچا ہے

شاعر عاشق علیؑ ہے وہ علیؑ کے عشق ہی کو اپنا سرمایہ جا ہے۔ وہ علیؑ کی غلامی اور بندگی میں اپنے وجود کو بھی بھولنے لگتا ہے۔ عشق کا نشہ اُسے . ب و مستی سے ہم کنار کر دیتا ہے اور پھر اُسے زمانے کی بھی پ وا نہیں رہتی۔ وہ فنا فی العشق کی منزل پ آ جا ہے۔

جو ہو . ب . ب کامل جو ہو شوق والہانہ
مجھے اس کا غم نہیں ہے کہ . ل ی زمانہ

علیؑ کی بندگی میں اک مقام ایسا بھی آ ہے
خود اپنے آپ کو بھی بھول جاتے ہیں علیؑ والے

درِعلیؑ ہے یہاں دل ز پڑھتے ہیں
یہ سجدہ شرط ہے تکمیل بندگی کے لیے

سعید کبھی خود اور کبھی دوسروں سے سوال کرتے ہیں جنھیں یہ معرفت کی روشنی حاصل نہیں۔

جواب حیدرؑ صفدر کہاں سے لاؤ گے
مزاج دان پیمبرؐ کہاں سے لاؤ گے
مباہلہ میں ہوئے جمع پنجتن یکجا
تجلیوں کا یہ منظر کہاں سے لاؤ گے
ابو ابؑ کے در کے سوا زمانے میں
سعید سجدوں کا محور کہاں سے لاؤ گے

سجدہ کے مضمون کو رنگین کر دیتے ہیں:

جبین شوق اتنا ید رکھنا
مرا سجدہ بقید آستاں ہے

دل کہیں اور ہے سر خاک پ رکھ کر حاصل
دو سجدہ کی یہ توہین ہے سجدہ تو نہیں

سعید کی منقبت کا ای خاص موضوع اع لین کا ہنگام ہے۔ اسلامی تعلیمات میں موت کے دروازے پ یہ اسخت وقت ہے یہاں ا ن بے بس ہے اور امداد اور توجہ الٰہی کا محتاج ہے کہ آسانی سے موت کی آغوش میں پناہ لے سکے۔ شاعر کے عقیدہ میں

مشکل کشا شیر ۔ امظہرالعجا ۔ حضرت علیؑ مدد کو آتے ہیں۔

م یہ ہو ں میں بھی اسی کا سعید
ہر بلا م سے جس کی ٹلتی رہی

پکارے سلیقہ سے کوئی اَ
وہ آواز دیتے ہیں آواز پ

فارسی اور اردو کے شاعروں کے پ س اس موضوع پ چیدہ چیدہ اشعار ملتے ہیں۔ ا کی غزل کا مقطع ہے کہ حضورؐ ہاتھ میں ساغر لے کر میرے لین پ آئے اور فرما تو کیا سمجھ رکھا تھا کہ تیرے مشکل وقت میں نہ آؤں گا۔

ساغر آ و گفتد بوقت اع
پنداشتی کہ ساقی کوثر نمی رسد

سعید کی تقریباً ہر منقبت میں اس موضوع پ اشعار آتے ہیں۔ ہمارے مطالعے میں شا ہی اردو کا کوئی اور شاعر ہو جس نے اتنے ز دہ اشعار وہ بھی رت بیانی سے لکھے ہوں۔ سعید نے . . . مضامین پیدا کیے ہیں۔ یہ جو مشہور ہے کہ مومن کی ا شنا یہ بھی ہے کہ مرتے ہوئے اس کے . پ مسکراہٹ ہوتی ہے۔ سعید نے کہا ہے کہ یہ تبسّم مولا علیؑ کی جلوہ ئی کا نتیجہ ہے۔ اقبال کا مشہور شعر ہے۔

لِ مردِ مومن . تو گویم
چوں مرگ آ تبسّم . . او

اَ سعید کی مختلف منقبتوں سے اس موضوع کو چُن کر بکھیر د جائے تو معلوم ہوگا کہ عقیدہ کے یقین سے لحد کی منزل ہر گام پ سعید نے اشعار لکھّے ہیں جس سے ان کی . ئیات نگاری اور رت بیانی معلوم ہوتی ہے۔

میں واقف ہوں علیؑ .لیں پہ آتے ہیں دم آ ٔ
سعید اس واسطے اب ز ٔگی اچھی نہیں لگتی

میں اس لیے مرنے کی دعا ما َ رہا ہوں
تو ٔ ٔع میں آئے گا مرے دل کو یقیں ہے

یہ وقت ٔ ٔع کہوں گا رشید سے میں سعید
نکل رہا ہے مرا دم علیؑ کی .ت کرو

اجل آکر کھڑی ہے سر جھکائے میری .لیں پ
یقیناً میرے مولاؑ کی سواری آرہی ہوگی

آ َ مری .لیں پہ مولاؑ مرا
موت میرے لیے ز ٔگی ہوگئی

آئے جو ٔ ٔع میں تو نئی ز ٔگی ملی
صورت َ حیات ہیں مولائے کائنات

ٔ ٔع کا وقت ہے مسکراؤں نہ کیوں میری د ینہ امید .آئی ہے
میری .لیں پہ آ ہے مولاؑ مرا موت مانگی تھی میں نے اسی کے لیے

علیؑ بالیں پہ ہیں جو پوچھنا ہے پوچھ لو ان سے
فرشتو قبر میں آرام یہ چاہتا ہوں میں

آ یہ کیا تری بالیں پہ تا عقدہ کشاؑ
مرنے والے ترے ہو ں پہ ہنسی کیسی ہے

علیؑ بالیں پہ ہیں . پہ ہنسی ہے
کہاں کی موت یہ تو زندگی ہے

یقیناً موت میری حاصل صد زندگی ہوگی
علیؑ بالیں پہ ہوں گے میرے ہو ں پہ ہنسی ہوگی
سعید نے بالین کی جلوہ ئی کو لحد میں نکرین کے سوال و جواب اور داغ ماتم سے جوڑا ہے۔
علیؑ بالیں پہ ہوں گے داغ ماتم ہوں گے یہ پہ
سعید اس پہ بھی کیا میری لحد میں تیرگی ہوگی

جو مجھ سے پوچھا نکرین نے امام ہے کون
اشارہ کرکے سرہانے میں مسکرانے لگا

فرشتو کیسا سوال و جواب تربت میں
اب آگئے ہو تو بیٹھو علیؑ کی بات کرو

داغ ماتم جو میں ساتھ لے کر گیا
قبر میں ہر طرف روشنی ہوگئی

عقیدتی شاعری دل کے الاؤ سے نکل کر قرطاس پر پھیلتی جاتی ہے۔جس میں آتش فشانی لاوے کی طرح گرمی روشنی اور سوزش ہوتی ہے۔ہر قسم کی دھاتیں اور معدنیات اس میں گھل مل جاتی ہیں۔عقیدتی شاعری میں شاعر کا عقیدہ شرط ہے اگر شاعر اِسے صحیح سمجھتا ہے تو شعر میں مطلب صحیح ہے اس میں قاری یا سامع کو چون و چرا کی گنجایش نہیں رہتی، یہی سچی شاعری کی قدر اور حریت ہے۔حضرت علیؑ کی تفضیل اور تنقید و تحقیر کے اشعار اردو میں موجود ہیں۔یہاں تحقیر ان معانی میں ہے جہاں ایک تفضیلی اُسے مقام و منزلت علیؑ سے نیچا سمجھتا ہے۔شاعر نے اِسے مقسّم سے یاد کیا ہے جو علیؑ کے مقام اور شان میں کسر اور تقسیم کرتا ہے۔یہاں سعید کا لہجہ صوفی شاعروں کی طرح تند و تیز ہو جاتا ہے۔حافظ جیسے صوفی شاعر جو شافعی عقیدہ کے پیرو تھے بہت ہی تلخ الفاظ سے اُس شخص کو دشنام دیتے ہیں جو علیؑ کے اعلیٰ درجات اور اقدس ذات کا اقرار نہیں کرتا۔

دشمناں منشیں حافظا تولاّ کن

ترجمہ: (دشمنوں کے ساتھ نہ بیٹھ حافظ اور تولاّ کر)

ت خویش طلب کن بجان ہشت و چار

ترجمہ: (آٹھ اور چار (۱۲ امام) کے طفیل سے اپنی ت کو طلب کر)

حرام زادہ و . فعل و شوم و بے نژد

ترجمہ: (جو شخص حرام زادہ ہے، . معاش ہے منحوس اور بے اصل ہے)

بمدح شاہِ جہاں کے کجا کند اقرار

ترجمہ: (وہ . دشاہ جہاں (مولا علیؑ) کی تعریف کا . اقرار کرتا ہے)

متابعت بمنافق چو می کنی بگذر

ترجمہ:(منافق کی پیروی کیوں کرتا ہے ترک کردے)

زیادہ گفتن بمش ہزار استغفار

ترجمہ:(اس کا بیہودہ نام لینے سے ہزار استغفار پڑھ)

یہ چند شعر حضرت علیؑ کے قصیدے نمبر(۵) دیوان حافظ سے ہوئے۔بعض منقبتوں میں سعید نے بعض اشعار میں یہ لہجہ بھی اختیار کیا ہے۔بقول علامہ اقبال جوانھوں نے(۳۴)شعر کی ''سپاس جناب امیرؑ''مطبوعہ مخزن ۱۹۰۵ء میں لکھی۔فرماتے ہیں:

اما چہ کنم مئے تولاّ

تند است بروں فتد ز مینا

ترجمہ:(کیا کروں آپ کی محبت کی شراب ایسی تیز ہے کہ دل کی بوتل سے ہو ل پر اُبل پڑتی ہے)

یہاں یہ مئے ولا بھی سعید کے دل کی بوتل سے اُبل رہی ہے۔

نہ بھول کر بھی کبھی تم کسی کی بات کرو

علیؑ کا ذکر کرو بس علیؑ کی بات کرو

میں سنا تو سکتا ہوں مدح اپنے مولاؑ کی

آپ سن بھی تے ہیں پہلے یہ بتا دیجے

عہد مصطفیؐ میں منافق کوئی نہ تھا

سورہ منافقون کا آیا تھا کس لیے

مقصّر سے مجھے وابستگی اچھی نہیں لگتی
علیؑ کے دشمنوں سے دوستی اچھی نہیں لگتی

غدیرِ خُم میں علیؑ کو نبی کے ہاتھوں پر
منافقوں سے نہ دیکھا گیا دیکھا

ولا کے جام سے بڑھتا ہے نشۂ ایماں
مئے غدیر ضروری ہے زندگی کے لیے

غدیرِ خُم جہاں پر حضرت علیؑ کی ولایت کا اعلان ہوا تھا شاعروں نے خم سے فائدہ اٹھایا ہے اور اس کو مئے اور ساغر سے بھی جوڑا ہے۔

دیوانِ شہید بخصوص سعید کا ایک خاص موضوع نصیری ہے۔ تاریخی حوالوں سے یہ پتہ چلتا ہے کہ صدر اسلام کے دور میں ایک منحرف فرقہ حضرت علیؑ کی کرامات اور کرشمات سے متاثر ہو کر ان کو ربوبیت کے درجہ پر مانتا تھا۔ اس قلیل فرقے کے لوگ مسلمان نہیں تھے اور اسی شرک پر مولا علیؑ نے ان کو قتل بھی کیا تھا۔ چنانچہ کچھ افراد مشرف بہ اسلام ہوئے اور ان کی ولایت کو تمام عمر سرمایہ زندگی سمجھتے رہے۔ اگرچہ اب فرقہ نصیری کا وجود نہیں لیکن اسلامی منقبتی شاعری اب بھی ان قدیم واقعات کا کچھ رنگ لیے ہوئے ہے۔ اردو شاعری میں عربی فارسی اساطیری علامات اصطلاحات کا ذکر ہوتا رہتا ہے، ہما، عنقا، کوہ قاف، جوئے شیر جیسی درجنوں علامات آج بھی اردو شاعری میں آتی ہیں۔ اسی طرح نصیری پر قصاید اور مناقب میں نصیری پر اشعار بطور استعارہ بھی دیکھے گئے ہیں۔ علاّمہ اقبال ''سپاس جناب امیر'' میں کہتے ہیں:

از ہوش شدم به ہوشم
گوئی که نصیریٔ خموشم

ترجمہ: (میں ہوش کھو کر بھی ہوش وحواس میں ہوں یعنی ای نصیری کی طرح خاموش ز گی اررہاہوں)

اردو منقبت میں شای کوئی شاعر ہو جس نے اتنے زیدہ اشعار کیے ہوں۔سعید کی کوئی بھی منقبت اس موضوع سے خالی نہیں۔سعید کے والد میر مہدی علی شہید نے کہا تھا۔

''علیؑ کو کہتے ہیں پروردگار کہنے دو'' تو بیٹے نے ان لوگوں پر یعنی نصیریوں پر تمام عمر اشعار کہے جن کی تعداد زیدہ ہے ہم مشتی از واریہاں نمونہ کے طور پر لکھتے ہیں۔

سعید کو حضرت علیؑ کو نصیریوں کا الکھنا پسند ہے۔یہ شاعرانہ ظرافت بھی ہے۔

حضرت علیؑ کی ولادت خانہ کعبہ میں ہوئی۔

نصیری کا ا حق کا ولی میرا امام آی
بلا فصل احمد مختار کا قائم مقام آی

حضرت عباسؑ جن کا لقب علمدار وفا بھی ہے ان کی ولادت پر کہتے ہیں:

پسر زہراؑ کا اور ام البنین کا دلر آی
نصیری کے ا کے گھر وفاؤں کا ا آی

یہ ازدیکھئے:

میں ڈھونڈنے نکلا تھا سعید اپنے ا کو
کعبہ میں نصیری کا ا مل ی مجھ کو

نصیری اس خوشی میں کیوں گلے ملتا نہیں مجھ سے
مرا بھی تو امام آی ا تیرا ا آی

شاعر جا ہے کہ نصیری غلطی پر ہے شرک کر رہا ہے وہ علیؑ کی محبت میں دیوانہ ہوی ہے اسی لیے کہتا ہے:

ہے مظہر ۰ ا پ تجھ کو گماں ۰ ا کا
دیوانے اے نصیری تجھ سے بھی کم ملیں گے

میرے مولاؐ کو جو کہہ رہا ہے ۰ ا شرک میں مبتلا ہے وہ ما۰
. . بھی آ یہ نصیری کوئی سامنے ہاتھ بڑھ ہی ے دوستی کے لیے

نصیریوں کو . ا کیوں کہوں کہ ان کا ۰ ا
مری ہر ا یہ مصیبت میں کام آ ہے

ما ہوں میں نصیری کو غلط فہمی ہوئی
آپ کا کیا اس میں بگڑا یہ بتادیجے حضور

اے نصیری مرا مولاؐ ہی ۰ ا ہے تیرا
تجھ پہ الزام لگا کر مجھے کیا ۔ ہے

سعیدظر نہ طور پہ یہ ا ہ بھی دیتے ہیں کہ:
کہیں تمھیں بھی نہ وہ ہم نوا کرلیں
نصیریوں سے نہ الجھو کبھی ۰ ا کے لیے

سعید آ کار اپنا فیصلہ اور اپنی نصیحت کر دیتے ہیں:
نصیریو یہ خیال طل تمھیں ڈبو کر رہے گا اک دن
جسے ۰ ا تم سمجھ رہے ہو ۰ ا ہے ۰ انہیں ہے

سعید نے اپنی آ ی سانس مدحتِ حیدرؓ کی وہ عشق علیؑ کی دو سے مالا مال

تھا۔ خود کہتے ہیں:

چھین سکتا نہیں کوئی
الفت مرتضیٰ وہ دو ت ہے

سعید نے کئی منقبتیں پنجتن پ ک پ لکھی ہیں کیو وہ انہی کو محور ایمان اور ارکان دین سمجھتے تھے۔

محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ وحسینؑ
انھیں کو اصل میں ارکان دین کہتے ہیں

ہم نے حضور اکرمؐ کی گوئی کو علاحدہ بیان کیا ہے۔ یہاں ہم مزی پنجتن اور رہ اماموںؑ پ لکھے گئے منقبتی اشعار سے صرف دو تین شعر تبرک کے طور پ پیش کرتے ہیں۔

حضور اکرمؐ اپنی بیٹی فاطمہؑ کی تعظیم میں کھڑے ہو جاتے تھے۔ شہزادی کو تسبیح کا ورد حضورؐ نے دی۔ سعید ان دونوں فضیلتوں کے رے میں کہتے ہیں:

وہ خود ہے مر تعظیم ان ء کے لیے
وہ خود بھی اٹھتا ہے تعظیم فاطمہ کے لیے

زوں کا بھرم قی ہے جس سے
وہ تسبیح جناب فاطمہؑ ہے

ای جگہ کہتے ہیں:

فاطمہؑ کے لال کا صدقہ ہے اے بندہ نواز
آج ت قی ہے جو محراب و . کا مقام

بندہ پ ور یہ ماننا ہوگا
لا الٰہ کی صدا حسینؑ سے ہے

□□□

سعید شہیدی کی سلام نگاری

سلام ا یہ مستقل صنف سخن ہے جسے مرثیے کی توسیع میں شامل کر تے ہیں۔عربی اور فارسی ادب میں سلام کی صنفی اور تخلیقی وجود نہیں، یہ مکمل . صغیر کی پیداوار ہے۔ چنانچہ فارسی سلام بھی . صغیر ہی کے شاعروں نے یہاں کی عزاداری کی عام فضا سے متا ثر ہوکر کہے ہیں۔ ت ر حوالوں سے ث . ت ہے کہ سلام کی ابتدا دکن سے ہوئی اور پھر اس کے ارتقائی مدارج شمالی ہند میں طے ہوئے لیکن سلام کا سنہری دور وہی زمانہ تھا جس میں ر ث ئی ادب کے فلک پ ا اور دبیر آفتاب اور ماہتاب بن کر چمکے۔ اردو کے پہلے صا . دیوان شاعر سلطان محمد قلی قطب شاہ سے لے کر آج ت ہر . ڑے اور ممتاز شاعر نے اردو ی فارسی میں سلام کہے۔ سلام اَ چہ گذشتہ دو صدیوں سے غزل کی ہیئت میں کہا جا رہا ہے لیکن ابتدا سے اِسے ہر ہیئت میں . ت َ ی۔ اسی لیے قدم سلام مربع، مخمس، مسدّس، مثنوی، ت جیع و ت کیب بند کے علاوہ قطعات وغیرہ بھی کیے گئے۔ سلام کے مطلع میں پہلے سلام علیک، فاتحہ، سلام، سلامی، مجرا مجرائی جیسے الفاظ استعمال کیے جاتے تھے جو آہستہ آہستہ . ی سلام نگاروں نے متروک کر دیے۔ ابتدا میں سلام کا مقصد صرف حضور اکرمؐ اور . ‧ رگانِ دین کی روحوں پ درود و سلام بھیجنا تھا چنانچہ وقت کے ساتھ ساتھ دوسری مذہبی اور ا نی قدریں بھی اس میں شامل ہوتی گئیں۔ اَ چہ سلام ہیئت میں مقصدی غزل معلوم ہوتی ہے لیکن اس میں غزل کی طرح روما اور سوقیانہ الفاظ کی کھپت نہیں ہو سکتی۔ اَ چہ یہاں بھی شاعری

تعلّی اور فخر و مباہات کی گفتگو کرتا ہے لیکن اس کا لہجہ عجز و انکساری سے لبریز رہتا ہے۔ شاعری کے تمام محاسن سلام میں بھی قدر سے دیکھے جاتے ہیں۔ یہاں تہذیبی، ثقافتی، علمی، اخلاقی اور انسانی قدروں کا ذکر آتا ہے۔

سلام میں ماحول اور اپنے دور کے مسائل کی چھاپ سنائی دیتی ہے۔ موجودہ دور میں سلام معریٰ اور آزاد نظم میں بھی لکھا جارہا ہے — آج کل سلام سے ثواب عقبیٰ کے علاوہ اخلاص سازی کا کام لیا جارہا ہے۔ کتاب اخلاق کا شاید ہی کوئی درس ہو جو سلام میں موجود نہ ہو، لیکن ان تمام قدروں کو رکھتے ہوئے اردو سلام میں واقعہ کربلا اور شہدائے کربلا کا ذکر ضروری ہے۔ کربلائی سلام کا محور امام حسینؑ کی ذات اور ان کی شہادت ہے جو ایک تحریک کی شکل میں اشعار میں پھیلی ہوئی ہے۔ چنانچہ یہاں شخصیت امام حسینؑ ایک مینارۂ روشنی ہے جو انسانوں کی طوفانی زندگی میں ظلم و استبداد سے نبرد آزما ہونے کا موقع فراہم کرتی ہے۔

اس مختصر تمہید کے بعد جب ہم سعید کے سلاموں کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ان کے سلام کا انداز بھی منفرد ہے جو خاندانِ شہید کی پہچان ہے۔ سعید کے مطبوعہ سلاموں کی تعداد ۳۲ ہے۔ جب کہ ان کے والد مہدی علی شہید کے تین سو سے زیادہ سلام شائع ہو چکے ہیں۔ شہید پیارے صاحب رشید لکھنوی کے شاگرد ارشد تھے۔ چنانچہ سلام کے ارتقا میں جو اقدامات رشید لکھنوی نے انجام دیے اسے شہید اور پھر ان کے بعد سعید اور رشید فرزند سعید نے بڑھایا۔ چنانچہ سلام میں تغزل، بعض مقامات پر بہاریہ مضامین اور ساقی ناموں کی جھلک صاف سیدھے الفاظ میں انہی کی دین ہے۔ یہاں سلام کے مطلع میں سلام مجرائی فاتحہ وغیرہ نظر نہیں آتے۔ سلام میں سعید نے اغلب ایسی بحروں کا انتخاب کیا ہے جن میں نغمگی ہے۔ زیادہ تر سلام مردّف ہیں جس کے تکرار سے الفاظ کے ترنم میں شدّت پیدا ہو جاتی ہے۔ سعید کے سلاموں کی بحریں زیادہ تر چھوٹی اور متوسط ہوتی ہیں لیکن لمبی بحر میں بھی نغمگی اور روانی باقی رہتی ہے۔ سعید کے سلاموں میں کم از کم چھ شعر اور زیادہ سے زیادہ

رہ اشعار آتے ہیں۔ سلام میں درد اور گداز اس طرح نظمایہ ہے کہ یہ الفاظ دل کے روں کو چھیڑ دیتے ہیں اور آنکھوں سے آ وں کی لڑیں شروع ہو جاتی ہیں۔

منقبتی اشعار خصوصاً حضرت علیؑ کی شان میں ای خاص سماں ھ دیتے ہیں جس کے ساتھ مجلس امام حسینؑ کی نسبت دوسرے موضوعات پُرا اور پُر درد شعر آتے ہیں۔ جیسے اس سلام میں:

علیؑ کی مدح کرتا ہوں یہی اک کام قی ہے
اسی وجہ سے د میں میرا م قی ہے
ہزاروں کے گلے کاٹے علیؑ کی تیغ نے لیکن
ابھی بچّے کی کھودنے کا کام قی ہے

ای خوبصورت منطقی اشارے سے عمدہ مضمون نکالتے ہیں:

تلاوت لازمی قرآں کی ہے تفسیر سے پہلے
علیؑ کی مدح کیجے ماتم شبیرؑ سے پہلے

محمد علی جوہر نے اپنے شاہکار شعر میں اسلام کی ز گی کو شہادت حسینؑ سے جوڑا ہے۔ پہلے مصرعہ میں دو موتیں ہیں جہاں ظاہری ا ی ہار بن گئی۔

قتلِ حسینؑ اصل میں مرگ یہ ہے
اسلام ز ہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

سعید نے اپنے سلام میں کہا:

زمیں ہے خ نیلی فام قی ہے
فضا میں فاطمہؑ کی جان کا پیغام قی ہے

سلاموں کے بعض اشعار معانی کے دفتر سمیٹے ہوئے ہیں۔ الفاظ کے دامن بوں کی می سے جل اٹھتے ہیں اور شعر سیدھا دل میں پگھل جاتا ہے۔ اس ثیری ا کے ساتھ

شعر سہل ممتنع کی دستار پہنا ہوا ہے۔ذیل کے صرف دو شعرا یہ سلام کے دیکھئے۔ یہاں کچھ زیدہ نہ کہہ کر . کچھ کہہ دی۔ پورے واقعات جو ای دفتر میں جمع ہوں ای شعر میں سمو دیے۔اسی کو کہتے ہیں قطرے میں دجلہ دکھا اور دیکھنا۔الہامی شعر ہے:

عباسؑ یہ آئے جو میدان کی رضا
زینبؑ بس اپنے ۔زووں کو دیت رہی

اکبرؑ کے بعد ز میں کیادلکشی رہی
لیلیٰ تمام عمر یہی سوچتی رہی

سعید کے سلاموں میں خوبصورت اشعار جو معنی آفرینی سے لبریز ہیں:

غم حسینؑ کی مجلس ہے مرز تخلیق
ہم اس فضا میں نئی زندگی بناتے ہیں

اہل حق کا کوئی کرتا ہے اگر ذکر سعید
کٹتی ہے اس کی زباں سر بھی قلم ہوتا ہے

حقیقت میں سمجھتے ہیں وہی مفہوم آزادی
جو ہیں زنجیر پائے عابدؑ مضطر سے وابستہ

کمان کفر اٹھانے کو ہے کوئی دم میں
حسینؑ ابن علیؑ آستیں پڑھاتے ہیں

روزِ عاشورہ امام حسینؑ نے صرف حضرت علیؑ اصغر کو دفن کیا تھا۔کسی شاعر نے کہا تھا:

رات دن د میں پیہم زلزلے آتے نہیں
یہ زمیں اب ت علی اصغرؑ کو بہلانے میں ہے

سعید شہیدی نے اس موضوع کو بہت درد و گداز سے پیش کیا ہے۔اس شعر کی خوبصورتی یہ بھی ہے کہ یہاں کوئی م اور واقعہ کا بیان بھی نہیں۔

زلزلے سا زمین میں آ ہے
کس نے پہلو ل دی تہہ خاک

حضرت عباسؑ اور حضرت سکینہؑ یعنی چچا بھتیجی کی محبت جو علم اور مشکیزہ سے عیاں ہے سعید کے شعر سے یوں ظاہر ہوتی ہے۔

اک جان ہیں دو قا عباسؑ اور سکینہؑ
ہر وقت تم کو یکجا مشک و علم ملیں گے

نفسیات نگاری کی مرقع نگاری ی شاعری کی دلیل ہے۔ان دو شعروں میں وہ کیفیت جو طنی ہے ظاہری عمل سے ظاہر ہو رہی ہے۔یہ دو شعر صاحبِ دل کے لیے پورا مرثیہ ہے۔

ر ب کھوئی ہوئی سی بیٹھی ہے اشک آنکھوں سے جا رہے ہیں
جو ہاتھ جھولا جھلا رہے تھے وہ اب بھی جھولا جھلا رہے ہیں
خیال اصغرؑ کا آ رہا ہے حواس گم قلب ہے پ یشاں
ر ب اٹھ اٹھ کے دوڑتی ہے کہ جیسے اصغر بلا رہے ہیں

سعید شہیدی کی شاعری میں علیؑ اصغر کا تبسّم ای خاص موضوع ہے۔درجنوں اشعار اس معصوم شہید کے تیر کھانے کے بعد کے تبسّم سے ان کے سلاموں اور بعض نوحوں میں موجود ہیں۔ہم یہاں مضمون کی نوعیت سے کسی تشریح بغیر صرف شعر پیش کرتے ہیں ت کہ معلوم ہو جائے کہ سعید کوششیں کرتے ہیں کہ ای پھول کے مضموں کو سو ر سے ھیں۔

ملیں گے سینکڑوں ․وک فلگن تمھیں لیکن
تبسّم علی اصغرؑ کہاں سے لاؤ گے

․پ کے ہاتھوں پہ آئے تیر کھائے مسکرائے
بے ز․ں کی ․َ کا ہے یہ خلاصہ دیکھئے

بے ز․ں کا تھا تبسّم ․ تھی ضرب حیدری
لشکر اعدا میں ہے اک حشر ․ پ دیکھئے

رونے لگے سپاہی جو فوج ․ِ․ کے
اصغرؑ نے ہنس کے فتح کا اعلان کرد․

شیرحق کے پوتے کا تھا یہ حوصلہ ورنہ
تیر کھاکے َ دن پ کون مسکرا ہے

اس مختصر سی عمر میں ․ریخ ہے گواہ
پیغمبروں نے بھی نہ د․ ایسا امتحاں

پیش تبسّم اصغر رہے سعید
وقت اخیر موت کی آ جو ہچکیاں

رو رہا ہے . لشکر مسکراتے ہیں اصغرؑ
کہیے کون ہارا ہے کس نے فتح پ ئی ہے

وہ بے ز ب ں کا تبسّم و حر کا تیر
عجیب تھے یہ سوال و جواب مقتل میں

تبسّم علی اصغرؑ کے بعد پھر د
ہوئی نہ طا . بیعت کسی امام کے ساتھ

شبِ عاشور شمع بجھا کر لوگوں سے کہا َ ی تھا کہ وہ ت ریکی میں جا ت ہیں۔ چنانچہ تقریباً ہر شاعر نے اس موضوع پ اپنی اپنی بساط سے مضمون ت اشے سعید شہیدی کے سلاموں کے چند شعر د یکھئے:

کس کے دل میں کس قدر ایمان کی ہے روشنی
د یکھتے ہیں شہ ش . عاشور گُل کر کے پ اغ

ذکر غم حسینؑ سے محفل سجی رہی
گُل ہوَ ی پ اغ روشنی رہی

سعید شہیدی نے سحر عاشور کی روشنی، اذان حضرت علی اکبرؑ سے بھی مضامین نکالے ہیں۔ حُر روز عاشور . طل کے لشکر سے نکل کر حق کے لشکر میں شامل ہوا۔

صبح عاشور کو اکبرؑ سے اذاں دلوا کر
حُر کی سوئی ہوئی قسمت کو جگاتے ہیں حسینؑ

روز عاشور اذاں دے گا جو ہم شکل رسولؐ
حُر ا ھیرے سے نکل کر روشنی میں آئے گا

حضرت عباسؑ کی جلا ت ،غم حسینؑ کے اشکوں کی اہمیت، کربلا کی زیارت تشنگی اور خاک کربلا میں دفن ہونے کی آرزو پ کئی اشعار سعید شہیدی کے پ س ہیں۔ یہاں صرف نمونے کے طور پ کچھ شعر بغیر مزی تشریح اور توضیح کے ہوتے ہیں:

مقام فکر و ہے جلا ت عباسؑ
زباں پہ آتے ہی الفاظ تھرتھراتے ہیں

کوئی آ ہمارے پونچھتا ہے
ہے کس کا غم جو اتنا محترم ہے

پنی پیا تو بڑھ گئی کچھ اور تشنگی
شای کسی کی پیاس مجھے ید آگئی

کیا حقیقت آپ کے سجدوں کی ہے
سجدہ گاہ انبیء ہے کربلا

معترف ہے جس کی ساری کائنات
حق کا ایسا معرکہ ہے کربلا

درد اور غم شہدائے کربلا پ احساساتی شعر دیکھئے۔

نہ پوچھ تیزی تاثیر درد کرب و بلا
ہم اپنے درد کی رفتار بھول جاتے ہیں

یہ جاں بھی لے لے یہ لباس جسم بھی لے لے
زمانہ چھین کر دیکھے غم کرب و بلا ہم سے

ہم سعید شہیدی کے آ ی دو سلام کے شعروں پ گفتگو تمام کرتے ہیں:

یہ ما ہوں وہ کربلا کا شہید اعظم ۰ انہیں ہے
بقا ۰ ا کے لیے ہے لیکن حسینؑ کو بھی فنا نہیں ہے

ی مدحِ بو ابؑ ہو ی ماتمِ حسینؑ
میرا سعید اس کے سوا مشغلہ نہیں

❑❑❑

سعید شہیدی کے مرثیے

سعید شہیدی کی پہچان میں مرثیہ کو دخل نہیں۔ بہت کم لوگ اس سے واقف ہیں کہ انھوں نے کم از کم دو مرثیے کہے ہیں۔ یہ مراثی کلاسیک مرثیوں کی صنف میں شمار نہیں ہوتے بلکہ . ی یمابعد . ی طرز کے مرثیوں میں رکھّے جاتے ہیں۔ سعید کا ای مرثیہ جو َ ی رہ بند ی چھیاسٹھ (٦٦) مصرعوں کا ہے اس کا عنوان ''حسین ابن علیؑ'' ہے۔ اس مرثیے میں فضیلت ا ن مقام ا ن سے گفتگو ہے اور ا نی قدروں کے ارتقا پ . ا ن کامل کا ذکر ہوت ہے تو حسین ابن علیؑ کی ذات کا ت ٔکرہ بن جات ہے۔ ہم یہاں چند مصرعوں کو ای دوسرے سے پیو ٔ دے کر نمونے کے طور پ مرثیے کا حاصل پیش کرتے ہیں۔

منزل تہذ ی . پ ی د آت ہے ٔم حسینؑ
. ب آزادی کا ہے آغاز ا م حسینؑ
ختم ہے جس پ کمالِ نوع ا ں وہ حسینؑ
جس کا ہے اخلاق ا نی پہ احسان وہ حسینؑ
جس کی ہر ہر . ت شرح دین وایماں وہ حسینؑ
ز ٔ گانی جس کی ہے تفسیر قرآن وہ حسینؑ

تھا زمانہ میں جو اک ا ن کامل وہ حسینؑ
جو محمدؐ کی دعاؤں کا تھا حاصل وہ حسینؑ
جو زمانہ کو . ل دے اپنی . . دی کے ساتھ
قوم کی قسمت جگا کر سوئے آزادی کے ساتھ
ہو وہ جس عالم میں اعلان صداقت کر سکے
نوک نیزہ پہ بھی سر جس کا قیادت کر سکے

دوسرا مرثیہ سولہ بند کا مسدّس ہے جو حضرت زینبؑ کی ز. نی سفر کوفہ و شام اور قید ز: ان شام کے متعلق اپنے بھائی حسینؑ مظلوم سے اپنے دل کا حال اور کنبہ کا ل اور صبر کے . رے میں ہے۔امام کی قبر پہ بہن کا مرثیہ بہت دل سوز ہے۔ یہ مرثیہ یوں شروع ہوت ہے:

. . ہوئی قید سے رہا زینبؑ
اے سعید آئی کربلا زینبؑ

اور ختم ہوت ہے:

بھائی شہ. فی امان اللہ
چلی ہمشیر فی امان اللہ

□□□

سعید شہیدی کی نو   نگاری

شاعری کی قدیم ت ین صنف نو   ہے۔ . قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تو حضرت آدمؑ
اور حضرت حواؑ کے بین سے نو   کی ابتدا ہوئی اور پھر رفتہ رفتہ د   کی ہر ز. ن اور د   کے ہر
اُس مقام پ نو   پہنچ َ ۔ جہاں موت پہنچ سکتی تھی۔ عربی ادبیات میں حضرت آدمؑ سے
منسوب شعر، سر نی ز. ن میں نوحے کی ز. ن میں ملتا ہے۔ سر جیمس جان فر. ر اپنے کتاب
کولڈن . ڈ میں لکھتے ہیں: ''. . ایسیس (Isis) اپنی بہن کے ساتھ جا کر اپنے شوہر
Osiris کی لاش کے قر. . بیٹھ گئی اور مسلسل نو   و بین کرنے لگی تو لوگ اس سے متا ث
ہوئے۔ چنانچہ یہ نو   و بین کے اشعار ا. عام رسم کی صورت میں ہر مرنے والے پ
پڑھے جانے لگے، یعنی تقریباً چار ہزار سال قبل مسیح نو   مقبول ہو چکا تھا۔ قدیم یو. نی میں
''مسز موس'' ساتویں صدی قبل مسیح، ہندوستان میں سنسکرت کا شاعر ''امارو'' چوتھی صدی قبل
مسیح، روم میں ''   لس'' پہلی صدی قبل مسیح کے شاعر نے بھی نوحے لکھے جو اس دور میں
بے پناہ مقبول ہوئے اور اسی طرح د   کے مختلف حصوں میں معروف نو   نگار شعرا پیدا
ہوئے اور درد دل کے نغمے سناتے رہے۔ جہاں ت   اردو شاعری کا تعلق ہے نو   بھی دکن
کی سرزمین سے نکلا اور جلد ہی شمالی، مشرقی اور غربی . صغیر ہند میں پھیل َ ۔ نو   عربی لفظ
ہے جس کے لغوی معنی رو. پیٹنا، بین کر. اور چلا کر مرنے والے پ رونے کے ہیں۔
اصطلاح میں نو   امام حسین علیہ السلام . شہدائے کربلا کے مصا . کو کہتے ہیں۔ مہذب

اللغات کے مولف جناب مہذب لکھنوی نے اس میں دو شرطیں بڑھادی ہیں کہ ای ہی فرد کے حال میں ہو اور کسی ای کی ز ن ہو۔ بہر حال نوحوں کی بیاضوں سے آ الذکر شرط کی نہیں کی جا سکتی ہے۔

اردو نعتیہ مضامین میں حضرت فاطمہ زہراؑ سے منسوب ای کی ہی کی جاتی ہے۔ کہ میں ابن صباغ نے اسے نو لکھا ہے اور اس کے موضوع اور مطا نو کے ہی معلوم ہوتے ہیں۔ اس نو کا ای معروف شعر ہے:

او کا اقتباس ہم نے اپنی کتاب ''کائنات نجم'' جلد دوم کے مضمون ''نجم آفندی نوحوں کا وردگار'' سے دی ہے۔ ہمارا مقصد اس تحری میں مختصر طور نوحوں روشنی ڈالنا ہے اس لیے ہم یہاں نو کی ریخ، ریخی ارتقا اور دوسرے شعرا کے نوحوں کے تقابل سے کرتے ہیں۔ چند اہم مسائل اور موضوعات جو نوحوں سے منسلک ہیں نکات کی صورت میں پیش کرتے ہیں۔

ا۔ نو ، مرثیہ اور سلام کی طرح اردو شاعری کی ای مستقل صنف سخن ہے۔

ب۔ نو اَ چہ عربی اور فارسی ادب میں موجود ہے لیکن اردو نو مرثیے ہی کی طرح صغیر کی تہذ اور سماجی قدروں کا آئینہ ہے۔

ج۔ یہ سچ ہے کہ نوحے تحقیقی اور تنقیدی کام جس کا وہ مستحق ہے ابھی نہ ہوا لیکن یہ ت خوش آیند ہے کہ گذشتہ چند دہائیوں میں نوحے نے اپنی طرف ادیبوں، شاعروں اور محققوں کو متوجہ کر لیا ہے۔

د۔ نو عربی لفظ ہے جس کے لغوی معنی مرنے والے رو اور بین کر ہے۔

ھ۔ اردو نو بھی ای منظوم صنف ہے جو گذشتہ چند صدیوں سے سلام غزل کی

ہیئت میں لکھا جا رہا ہے۔ جس میں درد و گداز، رقت و گریہ کے عوامل بھرے ہوتے ہیں اور عموماً اس کو راگ یا ترنم سے اس طرح ادا کیا جاتا ہے کہ اس پر سینہ زنی بھی ہو سکے۔

و۔ دور قدیم میں نوحے ہر ہیئت میں لکھے جاتے تھے چنانچہ آج بھی قدیم مخطوطات اور مطبوعات میں نوحے مربع، مخمس، مثنوی، مسدّس، ترجیع اور ترکیب بند میں آتے ہے۔

ز۔ نوحہ قدیم ترین صنف رثائی شاعری ہے۔ یہ بات پورے اعتماد کے ساتھ شاید نہ کہی جا سکے کہ مرثیہ نوحے کی توسیع ہے یا نوحہ مرثیہ کا اقتباس۔

ح۔ یہ بھی سچ ہے کہ نوحے کا رواج عورتوں میں زیادہ تھا اس لیے زنانی مجالس میں صرف نوحہ خوانی ہوتی تھی دوسرے خود نوحہ عورتوں کے بین و گریہ زاری کا ترجمان سمجھا جاتا تھا لیکن وقت کے گزرنے کے ساتھ سلام اور مرثیہ کی طرح نوحوں میں بھی رثائی ادب کے دوسرے موضوعات آنے لگے۔ اس کے باوجود آج بھی صنف نوحہ مترنم اور غنائیت سے لبریز ہے جس پر لوگ جواب پڑھ سکیں اور سینہ زنی ہو سکے۔ یہ سچ ہے فریدکی کوئی لے نہیں لیکن نوحے میں نغمگی کی ضرورت ہے اگرچہ آج کل آزاد شاعری میں بھی نوحوں کا رواج بڑھ رہا جن میں درد و گداز لفظوں کے اندرونی غنائیت اور درد سے بھرپور ہے۔

ط۔ رثائی ادب کے تنقید اور تفسیر نگاروں نے نوحہ نگاروں کے نوحوں کو اس کے موضوعات کی روشنی میں مبکی، انقلابی، ماتمی، الوداعی وغیرہ وغیرہ زمروں میں تقسیم کیا ہے۔

ی۔ نوحوں میں اغلب دیکھا گیا ہے کہ سلیس سادہ زبان میں گریہ وزاری، سوز و گداز کے موضوعات کو جگہ دی جائے۔ چنانچہ محاسن زبان اور علم بدیع کی صنعتیں نوحوں

میں بہت کم آتی ہیں لیکن بعض نوحے اس مسائل سے مبرّا ہیں۔

ک۔ نوحوں میں سوز اور درد پیدا کرنے کے لیے ہندی کے رسیلے درد بھرے شبد استعمال کیے جاتے ہیں کہ تاثیر بڑھ جائے اور ماحولی کیفیت دل کے تاروں کو چھیڑ دے۔ اس ضمن میں شاعر اہل بیت، نوحوں کے پروردگار نجم آفندی کے نوحوں کو پیش کیا جا سکتا ہے۔ ہم نے اپنی کتاب میں اس پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

ل۔ بعض افراد نے شخصی مرثیوں کی طرح شخصی نوحے لکھّے لیکن عموماً مرثیہ کی طرح نوحہ کا نام صرف کربلا کے واقعات اور شہدائے کربلا سے وابستہ روایات اور ان کے کردار و گفتار پر ہے۔

م۔ بعض شاعروں نے مناجاتی، فریادی، تبلیغی، تعزیتی اور تبریکی نوحوں میں ان موضوعات کو کیا جس مقصد کے لیے اس صنف کو تھا۔ ہمارے شعر وادب میں ایسی نظمیں جنھیں نوحہ کہا گیا ہے موجود ہیں۔

ن۔ کربلائی نوحوں کو بلاتفریق مذہب وملت شاعروں نے کیا ہے۔ یہ بھی صغیر کی خصوصیت ہے کہ یہاں غم شہدائے کربلا سے متاثر ہر مذہب کا حساس فرد ہے۔

اس مختصر تمہیدی گفتگو کے بعد سعید شہیدی کے نوحوں کے بارے میں یہ نکات قابلِ ذکر ہیں:

1. سعید کے نوحوں کی تعداد جو آج ہمارے پاس مطبوعہ شکل میں موجود ہیں کُل انچاس (۴۹) ہے۔

2. سب سے چھوٹا نوحہ چھ (۶) شعر اور سب سے بڑا نوحہ ۱۲ اشعار کا ہے اس طرح کل اشعار کی تعدا (۴۵۵) ہے۔

3. ان انچاس نوحوں میں کئی نوحے ایسے ہی شہید کے بارے میں ہیں جنھیں ''ماتم''

یا ماتمی نو کہہ تے ہیں۔

4. بعض نوحے لفظ اوا مصیبتا وا ویلا، ، اماں، یا علیؑ، عباس اکبر، سکینہؑ اصغر بی بی ا حافظ وغیرہ ہی ردیف سے منظوم ہوئے ہیں جو خاص مواقع یہ ریخوں میں پڑھنے کے لیے لکھے گئے ہیں۔

5. یہاں نوحوں میں روایت مکالمات اور واقعات کے ساتھ ساتھ ت کو انگیخت کرنے کا سامان موجود ہے۔

6. بعض نوحوں میں سینہ زنی کو موثر کرنے کے لیے غنائیت کے ساتھ مصرعوں کی تکرار ہے۔

7. بعض نوحے مخمس اور مسدّس ہیئت میں ہیں۔

8. نوحوں کی زبان سلیس، سادہ اور عام فہم ہے۔ بعض الفاظ بھاشا زبان اور ہندی اودھی کے بھی نوحے کی تاثیر میں اضافہ کرتے ہیں۔

9. اگرچہ ان نوحوں میں تشبیہات، استعارات کا دخل زیادہ نہیں ہے کہ والے کی تمام توجہ اس کے درد و غم اور سوز و گداز پر جمی رہے۔

10. تقریباً تمام نوحے مردف ہیں اور نوحوں کے درد والم میں سعید نے خود کو بھی شامل کیا ہے۔

سعید شہیدی نے استاد نجم آفندی کے شاہکار نو ''عباسؑ تجھے اہل وفا یاد کریں گے'' ایک پنچ بند کا نو ''عباس تا جوشِ وفا یاد رہے گا'' تصنیف کیا ہے۔ سعید کے نوحے انقلابی اور مبکی موضوعات کے حامل ہوتے ہیں۔ دونوں طرح کے نوحوں میں ترنم اور بحر کی تھاپ ہوتی ہے جس پر سینہ زنی اور ماتم کیا جا سکتا ہے۔

کو کے گوشے گوشے میں شبیرؑ کا ماتم ہوتا ہے
تکبیر بھی بسمل ہو کے رہی تکبیر کا ماتم ہوتا ہے

ا ز از . لتے رہتے ہیں افکار . لتے رہتے ہیں
ہر لحظہ . لتی د میں شبیرؑ کا ماتم ہوتا ہے

یوں تو سعید شہیدی کے درجنوں مشہور نوحے ہیں لیکن بعض کو اتنی مقبولیت حاصل ہوئی کہ ان کے بغیر مجلس تکمیل نہیں ہوتی۔ جیسے حضرت سکینہؑ کی موت پ ز ان میں یہ نو :

دم توڑتی ہے خاک پہ ذان ِ حسینؑ
سیّدا ں ہیں ساری پ یشان ِ حسینؑ

نی ہے پ ز اور نہ منہ ڈھانپنے ردا
غسل و کفن کا کیسے ہو ساماں ِ حسینؑ

لے دے کے ز گی تھی اسی سے ر بؑ کی
کیسے جئے گی اب وہ پ یشان ِ حسینؑ

زینبؑ غری . کس کو کہانی سنائے گی
د سے کوچ کرگئی ذان ِ حسینؑ

غر . ہے قید خانہ ہے زینبؑ کرے گی کیا
میّت پہ خود ہی پڑھتی ہے قرآں ِ حسینؑ

عاشور کی رات وہ آ ی رات ہے کہ ابھی نبیؐ کا نواسا پنجتن کی آ ی نی ز ہ ہے۔ بہن زینبؑ کو معلوم ہے کہ آنے والا دن آل نبیؐ پ قیامت ڈھائے گا۔ اس رات کی منظر کشی کرتے ہوئے زینبؑ کے بین سے سعید شہیدی نے شاہکار، درد انگیز نو تخلیق کیا

ہے جس میں سیدھی سادھی ز . ن میں درد آمیز . ت اور حقائق پوشیدہ ہیں۔ ہم یہاں نوحے کے پورے سات شعر پیش کر رہے ہیں۔

عاشور کی ش . زینبؑ نے کہا اے رات ذرا آہستہ ٘ ر
احسان ا مجھ پ ہوگا اے رات ذرا آہستہ ٘ ر

عباسؑ علمبردار ابھی تلوار پہ صیقل کرتے ہیں
کل ان کو ہے جوہر دکھلا اے رات ذرا آہستہ ٘ ر

لُٹ جا گے کل خیمے سارے جل جائے گی مسند احمدؐ کی
ہوجائے گا کل خالی جھولا، اے رات ذرا آہستہ ٘ ر

سلجھانے بیٹھی ہے لیلیٰؑ اکبرؑ کی بکھری زلفوں کو
معلوم نہیں کل کیا ہوگا، اے رات ذرا آہستہ ٘ ر

کل پیاسے . اتی آ گے کل شادی ہوگی قاسمؑ کی
ہوجائے گی کل کبراؑ بیوہ ، اے رات ذرا آہستہ ٘ ر

جی بھر کے زینبؑ دیکھ تو لے آج اپنے بھائی کی صورت
ٹ جائے گا کل سرورؑ کا گلا،اے رات ذرا آہستہ ٘ ر

کس یس سے اور کس حسرت سے زینبؑ یہ بیاں کرتی تھی سعید
آہستہ ٘ ر اے رات، ذرا ،اے رات ذرا آہستہ ٘ ر

اس مختصرنو کی تحر یکے آ میں ہم سعید شہیدی کا وہ ز ن زدعام معروف نو پیش کرتے ہیں جس میں ای چار سالہ بچی کی ز ن سے وہی مطا ادا کیے گئے ہیں جو اِس عمر اور اُس ماحول کا تقاضہ ہے۔

اس نوحے کو سن کر شای ہی کوئی اہلِ دل اور صاحبِ اولاد بے ب نہ ہو جائے۔
یہاں پورا آٹھ اشعار کا نو پیش کیا جا رہا ہے۔

بین تھا سکینہؑ کا شام ہونے والی ہے
آؤ گے شام ہونے والی ہے

خشک ہے ز ں میری تین دن سے ہوں پیاسی
کون پنی لائے گا شام ہونے والی ہے

نیند کیسے آئے گی سوؤں کس کے
جلد آیئے شام ہونے والی ہے

شام کے تصوّر میں کا ہوں رہ رہ کر
گھٹ رہا دم ہے میرا شام ہونے والی ہے

عصر کے اجالے میں گھر لُٹا کے بیٹھی ہوں
پھر نہ لُوٹ لیں اعدا شام ہونے والی ہے

دی سے تمھارے ہی انتظار میں ہیں
گھر میں حشر ہے شام ہونے والی ہے

بھائی بھی چچا بھی ہیں کیا تمھارے ساتھ اب "
کوئی بھی نہیں آیہ شام ہونے والی ہے

کیا سعید کہتا ہے حالِ دل سکینہؑ کا
صبح سے ہے ہنگامہ شام ہونے والی ہے

ہمیں پورے سعید شہیدی کے کلام میں صرف ایہ ر.عی حضرت عباسؑ کی شان میں آئی جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ ایہ کامیاب ر.عی گو بھی تھے۔ ر.عی کٹر صنف سخن ہے جس میں پہلے دو مصرعوں میں مضمون کو "قی دے کر تیسرے مصرعہ کو بلند کر کے چوتھے مصرعہ کی ضرب سے "ثیر پیدا کی جاتی ہے۔

ر.عی

اک زور تھا دریہ کا اُسے توڑا ہے
یوں حکم امامت کا اشہ چھوڑا ہے
عباسؑ کو سقائی کا منصب دے کر
شبیرؑ نے طوفان کا رُخ موڑا ہے

□□□

. ول نعتیہ، منقبتی ور ثئی کلام

شمارہ	صنف	تعداد	تعداد شعر
۱۔	قصیدہ	۱	۷
۲۔		۷	۴۸
۳۔	منقبت	۱۱۸	۸۶۸
۴۔	ر ٰعی	۱	۲
۵۔	قطعات	۶	۱۲
۶۔	مناجات	۱	۹
۷۔	سلام	۳۲	۲۱۶
۸۔	مرثیہ	۲	۸۱
۹۔	نوحے	۴۹	۴۵۵

کل تعداد اشعار = ۱۶۹۸

حضرت ابوطالبؑ

مدحتِ ابوطالبؑ کیا بتا ہم کیا ہے
مدحتِ ابوطالبؑ مومنوں کا شیوہ ہے

مدحتِ ابوطالبؑ کے ہیں کچھ شرائط بھی
مدحتِ ابوطالبؑ پک کرتا ہے

مدحتِ ابوطالبؑ ز کا ہے سرمایہ
مدحتِ ابوطالبؑ آ ت کا توشہ ہے

مدحتِ ابو طالبؑ . ہے . کی قسمت میں
مدحتِ ابوطالبؑ حق کا ای عطیہ ہے

مدحتِ ابوطالبؑ راہ حق دکھاتی ہے
مدحتِ ابوطالبؑ خلد کا قبالہ ہے

مدحتِ ابوطالبؑ . ش سکون دل
مدحتِ ابوطالبؑ درد کا مداوا ہے

مدحتِ ابوطالبؑ خود علیؑ بھی نت ہیں
مدحتِ ابوطالبؑ . . سعید کرتا ہے

□□□

O

اے فخرِ عربؐ اے شاہِؐ عجم . ید مجھے فرماؤگے
اے نزشِ کعبہؐ شمعِ حرم . ید مجھے فرماؤگے

رورو کے دعا . ت مانگوں، . ت میں دامن پھیلاؤں
. ت میں سہوں فُرقت کے ستم . ید مجھے فرماؤگے

سجدوں کے لئے اک مدّت سے . یت ب ہے میری پیش نی
. مجھ کو ملیں گے نقشِ قدم . ید مجھے فرماؤگے

رودادِ الم کہنے کے لئے سینہ مرا تنگی کرت ہے
کہنا ہے بہت کچھ وقت ہے کم . ید مجھے فرماؤگے

سرکارؐ کا میں کہلات ہوں سرکارؐ سے نسبت ہے مجھ کو
مٹنے کو ہے اس نسبت کا بھرم . ید مجھے فرماؤگے

یہ آپؐ کا د یینہ خادم کہتا ہے زمانہ جس کو سعید
اب پوچھتا ہے .دیۂ نم . ید مجھے فرماؤگے

❑❑❑

سرورِ کائناتؐ

ن پہ نم نبیؐ جو آی ہے
میں نے سجدے میں سر جھکای ہے

پوچھنا کیا ہے اس کی قسمت کا
جس کو سرکارؐ نے بلای ہے

مجھ کو . کہتے ہیں نبیؐ کا غلام
کیسا اعزاز میں نے پی ہے

لکھنے کا . ن ارادہ کیا
و. میرے قلم کو آی ہے

جو بھی جانے لگا مدینے کو
میں نے اس کو گلے لگای ہے

ان کا سایہ نہیں تھا سچ ہے
کائنات ان کے زی سایہ ہے

کوئی مجھ سے سعید یہ کہہ دے
تجھ کو سرکارؐ نے بلای ہے

□□□

سرورِ کائناتؐ

فرمایئے یـد اب مجھے سرکارِ مدینہ
مدت سے ہوں میں طالبِ دیـارِ مدینہ

تقدیوں کا ہوتـ ہے یہاں فیصلہ ہردم
در.رِ مدینہ ہے یہ در.رِ مدینہ

سر اپنا جھکادوں گا میں فوراً پئے تعظیم
جیسے ہی آ گے آثـرِ مدینہ

دل کی یہ تمنا ہے کہ کہہ دے کوئی آکر
چل یـد تجھے کرتے ہیں سرکارِ مدینہ

بے قید زماں اور مکاں دیکھ رہا ہوں
ہر سمت آتے ہیں انوارِ مدینہ

چلتی ہے دبے پؤں نسیم سحری بھی
آرام یہاں کرتے ہیں سرکارِ مدینہ

جن میں ہے مدینہ سعید ان آنکھوں کے صدقے
اس دل کے فدا جو ہے طا. گارِ مدینہ

□□□

○

سرورکائناتؐ

جو بھی یت ہے تا ن م مدینے والے
اس کے بن جاتے ہیں ۔ کام مدینے والے

آرزو ہے کہ کروں جا کے وہاں میں بھی سلام
تو جہاں کرت ہے آرام مدینے والے

کبھی طٰہٰ کہا تجھ کو کبھی یٰسین کہا
جانے کتنے ہیں تے ن م مدینے والے

مسکراکر تو جواباً انھیں دیتا تھا دُعا
جو تجھے دیتے ہیں دشنام مدینے والے

اس سے بہتر بھی کوئی اور وظیفہ ہوگا!
میرے ۔ پ ہے تا ن م مدینے والے

کسی صورت سے پہنچ جاؤں تے قدموں ت
یہ دعا ہے سحر و شام مدینے والے

جو بھی نت ہے محبت اسے ہوجاتی ہے
کتنا پیارا ہے تا ن م مدینے والے

. ن تے دامن رحمت سے ہے وابستہ سعید
پھر اسے غیروں سے کیا کام مدینے والے

❑❑❑

سرورِ کائناتؐ

یہ . ہے ان کا تصدق ، کرم یہ ان کا ہے
میں اور کہوں، مجھ میں حوصلہ کیا ہے

ازل سے شافع محشر سے جو ہے وابستہ
پھر اس کو عرصہ محشر کا خوف ہی کیا ہے

سکوں ہے دلِ بے قرار کو کیا کیا
زبں پہ . . بھی محمدؐ کا نم آیہ ہے

انھیں کی وجہ سے خلقت ہوئی دوعالم کی
انھیں کے نور کا د میں اب اجالا ہے

ذرا ٹھہر ے قدموں کو چوم لوں میں بھی
خوشا نصیب ے تو مدینہ جا ہے

ا کے گھر کی بھی عظمت ہے میری وں میں
مدینہ بہرحال پھر مدینہ ہے

زمانہ تجھ کو سمجھتا ہے مصطفیٰ کا غلام
اب اس سے بڑھ کے سعید اور چاہتا کیا ہے

❑❑❑

سرورِ کائناتؐ

نصیب آزمانے مدینہ چلو
مقدر بنانے مدینہ چلو

ملیں گے وہاں نقش پئے نبیؐ
چلو سر جھکانے مدینہ چلو

خطا جو سرزد ہو عمر بھر
انھیں بخشوانے مدینہ چلو

وہ فردوس ِ رشک فردوس ہے
اسے آزمانے مدینہ چلو

نہ مایوس لوٹ وہاں سے کوئی
مراد اپنی پنے مدینہ چلو

فرشتوں کے ہمراہ سجدہ کریں
چلو اس بہانے مدینہ چلو

کہیں لوٹ آ نہ ہرَ سعید
مدینہ بسانے مدینہ چلو

❑❑❑

سرورِ کائناتؐ

.رگاہِ خسرو کون و مکاں ت آئے ہیں
ہم زمیں کے رہنے والے آسماں ت آئے ہیں

یہ مدینہ ہے یہاں آنکھیں بچھا٘ چاہیے
کچھ خبر بھی ہے کہ کس کے آستاں ت آئے ہیں

کرکے ہم آغاز ت .ار انبیاؐ
خوبی تقدیـ سے حسن بیاں ت آئے ہیں

انـیء و اولیا کرتے ہیں سجدے جس جگہ
اللہ اللہ ہم بھی ایسے آستاں ت آئے ہیں

اپنی قسمت کی بلندی پ نہ کیوں ٘زاں ہوں ہم
لا مکاں ت جو یَ اس کے مکاں ت آئے ہیں

ہم تو بس معراج اس کو ہی سمجھتے ہیں سعید
اس سے آگے .ڑھ نہیں ت جہاں ت آئے ہیں

□□□

مولائے کائناتؑ

جواب حیدرؑ صفدر کہاں سے لاؤگے
مزاج دان پیمبرؐ کہاں سے لاؤگے

بغیر فتح نہ پلٹا کبھی جو میداں سے
کہو تم ایسا غضنفر کہاں سے لاؤگے

بنا تو لوگے سقیفہ میں جانشین رسولؐ
کجاوں کا . کہاں سے لاؤگے

امیر شام کا لشکر تو آج بھی ہے
وہ کربلا کے بہتّر کہاں سے لاؤگے

مباہلہ میں ہوئے جمع پنجتن یکجا
تجلیوں کا یہ منظر کہاں سے لاؤگے

امام فرش پہ بیٹھے ہیں اور وہ . پ
یہ افتخار ثنا کہاں سے لاؤگے

ز و روزہ و حج کی قبولیت کی سند
بغیر الفت حیدرؑ کہاں سے لاؤ گے

ملیں گے سیکڑوں ․وک فگن تمھیں لیکن
تبسم علیؑ اصغرؑ کہاں سے لاؤ گے

نہیں ہے مرد کوئی تم میں ․ ․ بقول نبیؐ
کنندہ در خیبر کہاں سے لاؤ گے

ابو ٘اب کے در کے سوا زمانے میں
سعید سجدوں کا محور کہاں سے لاؤ گے

❑❑❑

مولائے کائناتؑ

علیؑ کے عشق میں یوں ڈوب جاتے ہیں علیؑ والے
کہ جاکر دار پ بھی مسکراتے ہیں علیؑ والے

وہ آتے ہیں تو ان کو راستہ دے دیتا ہے رضواں
بلا خوف و خطر .۔ میں جاتے ہیں علیؑ والے

یہ دیوانے نہیں ہیں آپ انھیں سمجھیں نہ دیوانہ
زمانے بھر کو دیوانہ بناتے ہیں علیؑ والے

ز رت کو نجف کی . . کوئی خوش بخت جا ہے
تو اس کی راہ میں آنکھیں بچھاتے ہیں علیؑ والے

سرِ محشر پہنچتے ہی صدا دی اہل محشر نے
وہ آتے ہیں علیؑ والے وہ آتے ہیں علیؑ والے

بہت آسان سا نسخہ ہے یہ ۔ د علیؑ پڑھ کر
ہوا کی زد پہ بھی شمعیں جلاتے ہیں علیؑ والے

علیؑ کی بندگی میں اک مقام ایسا بھی آ ہے
خو داپنے آپ کو بھی بھول جاتے ہیں علیؑ والے

اَ د مخالف ہو سعید ان کو نہیں پ واہ
کسی کو . بھلا خاطر میں لاتے ہیں علیؑ والے

□□□

○

مولائے کائناتؑ

بس نصیری سے یوں دوستی ہوگئی
. بنائے ولائے علیؑ ہوگئی

ی علیؑ . . بھی نکلا ز.ں سے مری
خود بخود مشکل آساں مری ہوگئی

آ َ ی مری .لیس پہ مولا مرا
موت میرے لئے ز.گی ہوگئی

داغِ ماتم جو میں ساتھ لے کر َ ی
قبر میں ہر طرف روشنی ہوگئی

مل گئے مجھ کو مولا کے نقشِ قدم
بندگی اب مری بندگی ہوگئی

مدح حیدرؑ سے دل کو سکوں بھی
حکمِ خالق کی تعمیل بھی ہوگئی

مدح خواں ان کے خود ہیں پیمبرؐ سعید
اب تو مدح علیؑ واجبی ہوگئی

□□□

○

مولائے کائناتؑ

ولا کا بہرحال رنً لانے لگا
ز میں بھی علیؑ کا خیال آنے لگا

قصیدہ مدح علیؑ میں جو میں سنانے لگا
لبوں تلک مرے کوثؔ کا جام آنے لگا

ئکہ مری قسمت پہ رشک کرنے لگے
جو نقش پئے علیؑ پہ میں سر جھکانے لگا

ابھی حواس بجا ہیں مرے میں ہوش میں ہوں
نجف کو چھوڑ کے کعبہ کو کیو ں میں جانے لگا

مرے علیؑ کو جو کہنے لگے وہ اپنا ٠ ا
نصیریوں کو میں ڈھ کر گلے لگانے لگا

جو مجھ سے پوچھا نکیرین نے امام ہے کون
اشارہ کرکے سرہانے میں مسکرانے لگا

سعید مدح علیؑ کا یہ . تصدق ہے
مرا کلام ہر اک کو پسند آنے لگا

□□□

مولائے کائناتؑ

پہلے عشق مولا سے قلب کو جلا دیجئے
سن کے مد ۔ حیدرؑ پھر مجھے دعا دیجئے

جاں کنی کا عالم ہے اب تو آسرا دیجئے
مجھ کو اپنے دامن کی ۔ علیؑ ہوا دیجئے

میں سنا تو سکتا ہوں مدح اپنے مولا کی
آپ سن بھی ۔ ہیں پہلے یہ بتا دیجئے

آرہا ہے وہ جس سے ہوں گے دوجہاں روشن
جھلملاتی شمعوں کو .ٖم سے ہٹا دیجئے

طور ۔ میں کیوں جاؤں طور ۔ ہے کیا رکھا
میں نجف کو جا۔ ہوں مجھ کو راستہ دیجئے

۔ علیؑ فرشتے کچھ پوچھتے ہیں ۔. ۔ میں
کیا جواب دوں ان کو آپ ہی بتا دیجئے

۔ علیؑ تمنّا ہے بس سعید کی اتنی
اس کو اپنے قدموں میں اک لحد کی جا دیجئے

□□□

مولائے کائناتؑ

کھینچ گئی ذوالفقار علیؑ
آ ی اعتبار علیؑ

جس کو کہتے ہیں روح الامیں
ہے وہ مت ار علیؑ

خیبر میں خیر الا مؑ
کرتے ہیں انتظارِ علیؑ

دوش احمد پہ ان کے قدم
اے زہے افتخار علیؑ

ان کو کہتے ہیں وردگار
سن لے وردگار علیؑ

موت کو ہے مرا انتظار
اور مجھے انتظار علیؑ

مصطفیؐ کے میں صدقے سعید
مصطفیؐ ہیں ر علیؑ

□□□

مولائے کائناتؑ

میں سوچتا نہیں غم ہے کہ ہے خوشی مولاؑ
ے لئے ہے مجھے موت ز گی مولاؑ

ے فراق میں بھی ہو فضا مسرت کی
ی خوشی ہے تو اچھا یہی سہی مولاؑ

جبین شوق جھکا ہوں تیرے قدموں پہ
بلند ہے مرا معیار بندگی مولاؑ

نصیریوں کو میں الزام کس زبن سے دوں
کہ میرے دل کی بھی آواز ہے وہی مولاؑ

پیمبری تھی بہت عام ہر کسی کو ملی
ے ہی گھر میں امامت فقط رہی مولاؑ

میرا شمار بھی ہو ہے تیرے بندوں میں
ا کرم ہے ی بندہ پوری مولاؑ

ے قدم پہ ہو سر اور دم نکل جائے
سعید کر ہے ہر دم دعا یہی مولاؑ

□□□

مولائے کائناتؑ

جبیں کو میری نقش پۓ حیدرؑ تک پہنچنا ہے
نگاہوں کو میری دوش پیمبرؐ تک پہنچنا ہے

وصی ہے آنے والا پیشوائی کے لئے اس کی
رسول اللہ کو اللہ کے گھر تک پہنچنا ہے

علیؑ کو دیکھ کر دوش نبیؐ پر جو پریشاں ہیں
ابھی ان کو غدیر خم کے منبر تک پہنچنا ہے

علیؑ والا ہوں کیوں غیروں کے آگے ہاتھ پھیلاؤں
ہوں جس در سے میں وابستہ اسی در تک پہنچنا ہے

ی مرضی خالق علیؑ نے دے کے اپنا
شب ہجرت تجھے اب صبح محشر تک پہنچنا ہے

کئے اژدر کے دو ٹکڑے جو بچپن میں تو حیرت کیا
ابھی ان انگلیوں کو باب خیبر تک پہنچنا ہے

کفن پر کربلا کی خاک ہو ۔ د علیؑ پ
سعید اس طرح سے ساقی کوثر تک پہنچنا ہے

□□□

مولائے کائناتؑ

سلمان کے دل تک پہنچے ہیں میثم کی ز.ں تک پہنچے ہیں
ہم مدح علیؑ کے صدقے میں کیا جانے کہاں تک پہنچے ہیں

ما٘ کہ طبیعت پہ ہے گ اں ہوجائے گا پھر بھی دل کو سکوں
اب مدح علیؑ سن بھی لیجے . آپ یہاں تک پہنچے ہیں

صدقہ ہے یہ مدح حیدرؑ کا یہ فیض ہے عشق حیدرؑ کا
کیا ذکر ہے حوضِ کوثر کا ہم پیرِ مغاں تک پہنچے ہیں

کعبے کے جو صدقے ہوتے ہیں یہ دشمن حیدرؑ جا جا کر
اتنا تو کوئی ان سے پوچھے وہ کس کے مکاں تک پہنچے ہیں

کھل اٹھے کتنے دل کے کنول مرجھا گئے کتنوں کے چہرے
یہ حیدرؑ صفدر کے ے . دل سے ز.ں تک پہنچے ہیں

اب میرا نصیبہ جاگا ہے اب میری تمنّا . آئی
اے موت قدم یہ دے ذرا سرکار یہاں تک پہنچے ہیں

اپنا تو عقیدہ ہے یہ سعید وہ مہر ت تک پہنچے
جو لوگ بھی میرے مولاؑ کے قدموں کے ں تک پہنچے ہیں

□□□

مولائے کائناتؑ

ای مضمون کو جو ٔھا اس سے بھی بہتر
مدح حیدرؑ کے لیے الفاظ کا دفتر

مال وزر کے تھے جو طا ان کو مال وزر
مجھ کو عشق حیدرؑ صفدر غم سرور

ساری د کو ا ٹ دیتی علیؑ کی ذوالفقار
لیکن اس کو راہ میں جبریل کا شہپر

میثم و مقداد و بو ذر ہوں کہ سلمان و کمیل
جو بھی دیوانہ علیؑ کا تھا کوثر

ابتدا سے انتہا ت غور کرکے دیکھیے
جو بھی حیدرؑ کے گھرانے میں حیدرؑ

دونوں نکلے تھے مقدر آزمائی کے لیے
شیخ کو کعبہ مجھ کو درِ حیدرؑ

ذوالفقار شاہ مرداں شیر یزداں کی قسم
میں علیؑ کے دشمنوں سے کر

فخر کرتا ہوں مقدر پہ میں اپنے اے سعید
مدح حیدرؑ کے تصدق میں مجھے

□□□

○

مولائے کائناتؑ

دکھا ہے اش کیا ذکر حیدرؑ دیکھنا یہ ہے
بگڑنے لگتے ہیں کتنوں کے تیور دیکھنا یہ ہے

جبیں کا کس کی چمکے گا مقدر دیکھنا یہ ہے
ملیں گے کس کو نقش پ‍ئے حیدرؑ دیکھنا یہ ہے

علم دیتے ہیں اب کس کو پیمبرؐ دیکھنا یہ ہے
مقدر میں ہے کس کے فتح خیبر دیکھنا یہ ہے

علیؑ کی دشمنی کا سلسلہ آ کہاں ہے
حقیقت میں ہمیں تو بندہ پ‍ور دیکھنا یہ ہے

ابھی تو پھرتے ہیں آزاد دشمن میرے مولا کے
کہاں جا گے بچ کر روز محشر دیکھنا یہ ہے

ش. ہجرت کوئی سو ہے بستر پ پیمبرؐ کے
پیمبرؐ ہے وہ ی پیمبر دیکھنا یہ ہے

نہ جانے موت کے آنے میں کتنی د ی ہے .قی
سعید آتے ہیں . .لیں پہ حیدرؑ دیکھنا یہ ہے

□□□

مولائے کائناتؑ

مقصر سے مجھے وابستگی اچھی نہیں لگتی
علیؑ کے دشمنوں سے دوستی اچھی نہیں لگتی

زیں تم یونہی پڑھتے رہو حاصل نہ ہوگا کچھ
بغیر . حیدرؑ بندگی اچھی نہیں لگتی

نہیں معلوم پھر کس واسطے قرآن پڑھتے ہیں
وہ . قسمت جنھیں مدح علیؑ اچھی نہیں لگتی

علیؑ کی مدح ہو ـ ماتم سبط پیمبرؐ ہو
بس اس سے ہٹ کے کوئی .ت بھی اچھی نہیں لگتی

لگا رکھا ہوں ـ سے اسے میں کربلائی ہوں
وہ ہوں گے اور جن کو تشنگی اچھی نہیں لگتی

علیؑ دشمن یہ محفل مد ـ مولا کی محفل ہے
یہاں مجھ کو ـ ی موجودگی اچھی نہیں لگتی

درِ .۔ؔ پہ رضواں بھی انھیں آنے نہیں دے گا
درِ حیدرؑ پہ جن کو حاضری اچھی نہیں لگتی

دعائے فاطمہ زہراؑ سے وہ محروم رہتے ہیں
جنھیں بھی مجلس سبطِ نبیؐ اچھی نہیں لگتی

جو لے جاتے ہیں اپنے ساتھ داغ ماتمِ سرورؑ
انھیں شاید لحد میں روشنی اچھی نہیں لگتی

حدیث کلناؑ سے . محمدؐ ہی محمدؐ ہیں
یہاں ایک دوسرے پر . ۔ی اچھی نہیں لگتی

میں واقف ہوں علیؑ .لیں پہ آتے ہیں دم آ۔
سعید اس واسطے اب ز۔گی اچھی نہیں لگتی

□□□

○

مولائے کائناتؑ

نبیؐ ۰ا کے لیے ہے ۰ا نبیؐ کے لیے
علیؑ ہے میرے لیے اور میں علیؑ کے لیے

ولا کے جام سے پ ڑھتا ہے ایماں
مئے غدیـ ضروری ہے ز۰گی کے لیے

علیؑ کے نقشِ قدم دیکھ کر چل اے اسلام
پ اغ راہ میں روشن ہیں رہبری کے لیے

قدم قدم پہ صدا دی ہے میرے مولا کو
پیمبرؐ نے کمال پیمبریؐ کے لیے

جو آفتاب امامت سے منہ پھراتے ہیں
وہ .نصیب ت ستے ہیں روشنی کے لیے

درِعلیؑ ہے یہاں دل ز پ ڑھتے ہیں
یہ سجدہ شرط ہے تکمیل بندگی کے لیے

علیؑ کے ذکر سے .ڑھتی ہے آ. وئے سخن
سعید مدح ضروری ہے شاعری کے لیے

□□□

مولائے کائناتؑ

غیر کی مدح سنا کر مجھے کیا یٔ ہے
عاقبت اپنی گنواکر مجھے کیا یٔ ہے

کیا سمجھتا ہوں علیؑ کو میں یہ واقف ہے ٠ ا
. کو یہ .ت بتا کر مجھے کیا یٔ ہے

درِ حیدرؑ پہ فقط سر کو جھکا ہوں میں
ہر جگہ سر کو جھکا کر مجھے کیا یٔ ہے

اے نصیری مرا مولا ہی ٠ ا ہے تیرا!
تجھ پہ الزام لگا کر مجھے کیا یٔ ہے

آپ کی راہ الگ ہے مرا جادہ ہے الگ
آپ سے ربط .ڑھا کر مجھے کیا یٔ ہے

. . مقدر سے ملے دامن حیدرؑ کی ہوا
پھر بھلا ہوش میں آکر مجھے کیا یٔ ہے

پھر کہاں جا گے دشمن مرے مولا کے سعید
آگ دوزخ کی بجھا کر مجھے کیا یٔ ہے

□□□

○

مولائے کائناتؑ

نہ بھول کر بھی کبھی تم کسی کی .ت کرو
علیؑ کا ذکر کرو بس علیؑ کی .ت کرو

وہ .ت ای ہے کچھ فرق ہی نہیں پڑ
ا کی .ت کرو یہ علیؑ کی .ت کرو

سر ز جھکا دو علیؑ کے قدموں پ
غرور و ز سے پھر بندگی کی .ت کرو

کسی کا کسی کا وصی، کسی کا ا
یہ . صفات ہوں جس میں اسی کی .ت کرو

سمجھ میں آ نہ سکے گا کبھی مقامِ علیؑ
نہ اس طرح کبھی دیوانگی کی .ت کرو

مری لحد میں ا ھیرا ہو غیر ممکن ہے
جہاں علیؑ ہوں وہاں روشنی کی .ت کرو

ہے وقت ․․ع کا ․لیں پہ آئے ہیں مولاؑ
کہاں کی موت بس اب ز․گی کی ․ت کرو

فرشتو کیسا سوال و جواب ․․․ میں
اب آگئے ہو تو بیٹھو علیؑ کی ․ت کرو

بہ وقت ․․ع کہوں گا رشید سے میں سعید
نکل رہا ہے مرا دم علیؑ کی ․ت کرو

□□□

مولائے کائناتؑ

مدح حیدرؓ سن کے پہلے مسکرا دیجے حضور
. اُت و ہمت کو میری پھر دعا دیجے حضور

ما ہوں میں نصیری کو غلط فہمی ہوئی
آپ کا کیا اس میں بگڑا یہ بتا دیجے حضور

پ پ رہیں گے آپ تو پھر دور ت جائے گی .ت
.م ی ہی علیؑ کا مسکرا دیجے حضور

میں علیؑ میں اور نبیؐ میں فرق کرتا ہی نہیں
اب دعا دیجے مجھے یہ .عا دیجے حضور

آپ کو مہر ت سے عقیدت ہے اَ
نقش پئے مرتضیٰؑ پ سر جھکا دیجے حضور

بستر احمدؐ پہ سو ہے حقیقت میں کمال
آپ مسند پ جسے چاہے بٹھا دیجے حضور

ڈھونڈ آئے جو کوئی نقش پئے بوتراب
آپ اس کو دوش احمدؐ کا پتہ دیجے حضور

منتظر دیدار حیدرؓ کا ہے مدت سے سعید
التجا ہے اس کو مرنے کی دعا دیجے حضور

□□□

مولائے کائناتؑ

یقیناً موت میری حاصل صد ز گی ہوگی
علیؑ .لیں پہ ہوں گے میرے ہو ل پ ہنسی ہوگی

دم آ جھکا دوں گا میں سر قدموں پہ مولاؑ کے
اَ خاموش بیٹھوں گا تو یہ دیوانگی ہوگی

محبت حد سے .ڑھتی ہے تو ایسا ہو ہی جا ہے
نصیری کو بھی ایسی ہی غلط فہمی ہوئی ہوگی

کسی کو کیا خبر میں نے بھی واں سجدے بچھائے ہیں
نجف کی سرزمیں اب بھی مجھے پہچا ہوگی

شبِ ہجرت بستر نبیؐ کا میرے مولاؑ کو
بہت ہی پ سکوں ماحول تھا نیند آ گئی ہوگی

اجل آ کر کھڑی ہے سر جھکائے میری .لیں پ
یقیناً میرے مولاؑ کی سواری آ رہی ہوگی

علیؑ .لیں پہ ہوں گے داغ ماتم ہوں گے پ
سعید اس پ بھی کیا میری لحد میں تیرگی ہوگی

□□□

○

مولائے کائناتؑ

میرا ایمان ہے میرا ایقان ہے میرے مولاؑ مری قبر میں آ گے
وہ پ یشاں مجھے کیا کریں گے بھلا خود فرشتے پ یشان ہوجا گے

عالمِ ․ع میں قبر میں حشر میں ہر جگہ میرے مولاؑ سے ہے سابقہ
دشمنانِ علیؑ سے یہ پوچھے کوئی میرے مولاؑ سے بچ کر کہاں جا گے

آپ ․ ․ میں جا کر کریں گے بھی کیا واں علیؑ ہوں گے اور دوستانِ علیؑ
آپ سیدھے جہنم کو جا اَ اپنے ․ ساتھیوں کو وہاں پ گے

فتح ہوجائے گی جنگِ خیبر ابھی ی نبیؐ آپ اتنے پ یشاں ہیں کیوں
میرے مولاؑ کو آواز دیجے ذرا سارے بگڑے ہوئے کام بن جا گے

میں نصیری نہیں ہوں ․ ا کی قسم پھر بھی بندہ علیؑ کو میں کیسے کہوں
جس کی تعظیم سلماں کی میت نے کی آپ کیا اس کے ․رے میں فرما گے

جس کو ہو․ ہے داماد خیر ا اس کے گھر خود ستارہ آئے گا
آپ اَ انتظار اس کا کرتے رہے آپ کو دن میں ․رے آ گے

موت کی مانگتا ہے دعا اب سعید آپ ․ مل کے آمین فرمایئے
اس کی دیینہ حسرت نکل جائے گی جن کو آ․ ہے ․لیں پہ آجا گے

□□□

مولائے کائناتؑ

کوئی مشکل سہی خاطر میں کہاں لاۃ ہوں!
ی علیؑ کہہ کے ہر اک . رسنبھل جاۃ ہوں!

میری میراث ہے سرمایہ مدح حیدرؑ
اس لیے دو ۃ کو کو ٹھکراۃ ہوں !

.م میرا بھی ہے حیدرؑ کے ثنا خوانوں میں
اپنی اس خوبی تقدی پہ اۃاۃ ہوں!

میں ازل ہی سے ہوں وابستہ دامانِ علیؑ
منزل بو ذر و سلماں کی قسم کھاۃ ہوں!

میرا مولاؑ ہے مقدر کا . لنے والا
میں کہاں َ دش تقدی سے گھبراۃ ہوں

آپ کی راہ الگ ہے مرا جادہ ہے الگ
آپ حج کے لیے جا میں نجف جاۃ ہوں

مانگتا جو بھی ہو ں مل جاۃ ہے مجھ کو وہ سعید
ہاتھ خالی در حیدرؑ سے میں . آۃ ہوں

□□□

مولائے کائناتؑ

علیؑ کے نقش پہ سر جھکانا چاہتا ہوں میں
الگ اپنے لیے کعبہ بنانا چاہتا ہوں میں

شبِ معراج حق کی گفتگو تھی کس کے لہجہ میں
علیؑ سے پوچھ کر تم کو بتانا چاہتا ہوں میں

ب اٹھ جا گے اللہ جانے کتنے چہروں سے
قصیدہ مدح حیدرؑ میں سنانا چاہتا ہو ں میں

کفن پہ فقرہ من کنت مولٰی علیؑ
اسی انداز سے کوثر پہ جانا چاہتا ہوں میں

خلوصِ دل سے کرتا ہوں دعا اپنے مرنے کی
علیؑ کی دید کا کوئی بہانہ چاہتا ہوں میں

نجف کے جانے والے دو گھڑی کے واسطے رک جا
کہ تیری راہ میں آنکھیں بچھانا چاہتا ہوں میں

سعید آج ولادت گاہ ہے وہ میرے مولٰا کی
فقط اس واسطے کعبہ کو جانا چاہتا ہوں میں

□□□

مولائے کائناتؑ

سامنے نقش پ ہے علیؑ کا
لطف اب آئے گا ز گی کا

اور کیا چاہیے مرنے والے
تھام لے بڑھ کے دامن علیؑ کا

اے نصیری میں قربن تیرے
حق ادا کردیں دوستی کا

کون مومن ہے اور کون کافر
دیکھ لو م لے کر علیؑ کا

جان دے دیجے عشقِ علیؑ میں
حق ادا کیجئے ز گی کا

مدح کرنے ہے علیؑ کی
حوصلہ دیکھئے آدمی کا

اے سعید اب مجھے فکر کیا ہے
ہے علیؑ میرا میں ہوں علیؑ کا

□□□

مولائے کائناتؑ

علیؑ کی مدح کا ا م یہ چاہتا ہوں میں
لبِ کوثؑ نبیؐ سے جام یہ چاہتا ہوں میں

کسی پ .رِ خاطر تو نہیں ہوگا یہ محفل میں
علیؑ مرتضیٰ کا .م یہ چاہتا ہوں میں

علیؑ کا .م ہو وردِ ز.ں اور دم نکل جائے
اب اپنی موت سے کچھ کام یہ چاہتا ہوں میں

علیؑ کی مدح خوانی کا .. اک اور یہ بھی ہے
دعائے .نی اسلام یہ چاہتا ہوں میں

مصائ. سے پ یشاں ہوں اَ تیری اجازت ہو
. او ا علیؑ کا .م یہ چا ہتا ہوں میں

علیؑ .لیں پہ ہیں جو پوچھنا ہو پوچھ لو ان سے
فرشتو قبر میں آرام یہ چاہتا ہوں میں

سعید آجا ہے .م علیؑ بھی ساتھ ہی اس کے
جہاں بھی مصطفیٰ کا .م یہ چاہتا ہوں میں

□□□

مولائے کائناتؑ

موت سے خوف کھا کر جو شام وسحر مانگتے ہیں دعا ز گی کے لیے
د ت بستہ ہے ان سے مری التجا ز گی وقف کر دیں علیؑ کے لیے

شاہ مرداں علیؑ ، شیر داں علیؑ ، فخر ا ں علیؑ شاہ شاہاں علیؑ
روح قرآں علیؑ ، جان ایماں علیؑ ، ہر فضیلت ہے زیبا اسی کے لیے

میرا مقصد علیؑ ، میرا مولا علیؑ ، میرا ملجا علیؑ ، میرا ماوا علیؑ
میرا آقا علیؑ میرا منشا علیؑ ہے علیؑ میرا میں ہوں علیؑ کے لیے

میرے مولا کو جو کہہ رہا ہے ا شرک میں مبتلا ہے وہ ما
. . بھی آ نصیری کوئی سامنے ہاتھ بڑھ ہی ی دوستی کے لیے

آپ قنبر کے رتبہ سے واقف نہیں اور سمجھنے چلے ہیں مقام علیؑ
بندہ ور ارا کوئی چیز تو چھوڑ دیجیے ا و نبیؐ کے لیے

جانشین پیمبر تھے کچھ اور بھی یہ نئی .ت معلوم ہم کو ہوئی
خم کے سے تھا جو نبیؐ نے کہا کیا وہ ارشاد تھا ہر کسی کے لیے

فتح خیبر کو نکلے تھے . . شان سے . ت بس کی نہیں تھی یہ ما٠
ہوکے٠ دم پلٹ آئے میداں سے کیوں ای موقع تھا یہ خودکشی کے لیے

٠ع کا وقت ہے مسکراؤں نہ کیوں میری د . ینہ امید . آئی ہے
میری . لیں پہ آ . ہے مولاؑ مرا موت مانگی تھی میں نے اسی کے لیے

تجھ کو اس . ت کی کیا نہیں ہے خبر تیری . لیں پہ ہوں گے علیؑ جلوہَ
اے سعید خوش ا م اب قبر میں اور کیا چاہیے روشنی کے لیے

□□□

مولائے کائناتؑ

میرے . پہ تو رہتا ہے صبح و مسا یہ علیؑ یہ علیؑ یہ علیؑ یہ علیؑ
بندہ پرور یہی ہے وظیفہ میرا یہ علیؑ یہ علیؑ یہ علیؑ یہ علیؑ

آپ مانیں نہ مانیں حقیقت ہے یہ خود اُٹھ پیشوائی کو آجائے گا
دیکھیے کہہ کے اک .ر بعد از دعا یہ علیؑ یہ علیؑ یہ علیؑ یہ علیؑ

میری .لیں پہ. . آیہ مولاؑ مرا .ع کی مشکلیں ساری آساں ہو
سر کو رکھ کر قدم پر جو میں نے کہا یہ علیؑ یہ علیؑ یہ علیؑ یہ علیؑ

ہے زمانہ مخالف تو ہو .ہے کیا مجھ کو مطلق زمانے کی پروا نہیں
سانس . . ہے .قی کہے جاؤں گا یہ علیؑ یہ علیؑ یہ علیؑ یہ علیؑ

رشک سے مجھ کو اس وقت دیکھیں گے . میرے ہو ں پہ جس وقت ہو گی ہنسی
اور یہ کہتے ہوئے دم نکل جائے گا یہ علیؑ یہ علیؑ یہ علیؑ یہ علیؑ

. . یہ پوچھا یہ اس کا مطلب ہے کیا قل کفا ھل اتی لا فتیٰ
مسکرا کر جواباً یہ میں نے کہا یہ علیؑ یہ علیؑ یہ علیؑ یہ علیؑ

آپ کیا ہیں حقیقت ہے کیا آپ کی خود مشیت کا بھی ہے اشارہ یہی
مصطفیٰ کو بھی مشکل میں کہنا پڑا ۔ یا علیؑ ۔ یا علیؑ ۔ یا علیؑ ۔ یا علیؑ

ورد کرنے لگا میں جو ۔ د علیؑ بھول بیٹھے فرشتے جو تھا پوچھنا
وہ بھی کہنے لگے میں بھی کہنے لگا ۔ یا علیؑ ۔ یا علیؑ ۔ یا علیؑ ۔ یا علیؑ

مجھ کو دیکھا تو ساقی نے ہنس کر کہا اس کو آنے دو وہ میرا مداح ہے
سوئے کو ث یہ کہتا ہوا میں ۔ یا علیؑ ۔ یا علیؑ ۔ یا علیؑ ۔ یا علیؑ

آ کے میری لحد میں فرشتے سعید کیا خبر مجھ سے کیا کر رہے تھے سوال
عادتاً میں جواباً یہ کہتا رہا ۔ یا علیؑ ۔ یا علیؑ ۔ یا علیؑ ۔ یا علیؑ

❑❑❑

مولائے کائناتؑ

سمجھ کر حاصل ایماںؑ علیؑ کا نام لیتا ہوں
بہرصورت بہر عنواں علیؑ کا نام لیتا ہوں

مجھے بھی دیکھنا ہے اس میں آخر کتنا دم خم ہے
کہاں ہے گردش دوراں علیؑ کا نام لیتا ہوں

شکستہ دل کی قوت بھی ہے اور غم کا مداوا بھی
یہی ہے درد کا درماں علیؑ کا نام لیتا ہوں

مجھے اپنی طلب سے بھی سوا ملتا ہے اے ہمدم
میں پھیلاتا نہیں داماں علیؑ کا نام لیتا ہوں

نہ مجھ کو ناز شہرت پر نہ فخر اجداد پر اپنے
میں ہوں اس بات پر نازاں علیؑ کا نام لیتا ہوں

ہے نسبت قم بہ اذن اللہ کو کیا قم بہ اذنی سے
میں فخر عیسیٰ دوراں علیؑ کا نام لیتا ہوں

قرار آجائے گا اک پل میں تیری بےقراری کو
نہ گھبرا اے دل ٠داں علیؑ کا ٠م یتۃ ہوں

نگاہیں بھی ز.ں کے ساتھ مصروف عبادت ہیں
میں رکھ کر سامنے قرآں علیؑ کا ٠م یتۃ ہوں

سعید اس کے سوا کچھ بھی نہیں ہے مشغلہ میرا
مدار عالم امکاں علیؑ کا ٠م یتۃ ہوں

❑❑❑

مولائے کائناتؑ

کائنات روشن ہے کعبہ مسکرا ہے
کیا خبر زمانے میں کون آنے والا ہے

آتے ہی علیؑ کے اک انقلاب آ ہے
کل جو گھر بتوں کا تھا آج وہ ا کا ہے

سامنے مرے آئے حوصلہ یہ کس کا ہے
علیؑ مدد میں نے اپنے دل پہ لکھا ہے

کون میری لیں پ وقت ع آ ہے
مجھ کو موت پ اپنی ز گی کا دھوکہ ہے

صدقے تیرے میثم یہ فیض عشق مولا ہے؟
ورنہ دار پ ڑھ کر کون مسکرا ہے

کاش کوئی تو کہہ دے یہ مری تمنا ہے
چل نجف ا مولاؑ تجھ کو د کر ہے

کسی نے مولا کے آگے سر اٹھا ہے
ذوالفقار نے پوچھا کیوں مزاج کیسا ہے

خادمانِ حیدرؑ میں م تیرا لکھا ہے
اے سعید تو آ اور چاہتا کیا ہے

□□□

مولائے کائناتؑ

سوا علیؑ کے قدم ماسوا علیؑ کے قدم
مری حیات مرا مدعا علیؑ کے قدم

سوال ازل میں ہوا مجھ سے چاہتا کیا ہے
بصد خلوص یہ میں نے کہا علیؑ کے قدم

نہیں ہے قامت اسلام جس کی وں میں
وہ دیکھتا بھی تو کیا دیکھتا علیؑ کے قدم

بنام سجدہ جھکای ہے میں نے سر . . بھی
ملے نصیب سے ہر مرتبہ علیؑ کے قدم

اب اور شرح بلا فصل کس طرح کیجئے
کہ ہیں رسولؐ کے دوش آشنا علیؑ کے قدم

ہجوم غم میں بھی ڈرتے نہیں علیؑ والے
قدم قدم پہ ہیں مشکل کشا علیؑ کے قدم

جہاد حضرت عباسؑ پ جو پڑی
تلاش کرنے لگی کربلا علیؑ کے قدم

نبیؐ کا دوش ہو ی کم سے کم ہو عرش ۱۰ ا
سعید ملتے نہیں جابجا علیؑ کے قدم

□□□

مولائے کائناتؑ

چاہو ۰ ا کی .ت کرو ۔ نبیؐ کی .ت
وہ بھی علیؑ کی .ت ہے یہ بھی علیؑ کی .ت

ذکر علیؑ چھڑے تو ہو کیسے کسی کی .ت
ہم روشنی میں کرتے نہیں تیرگی کی .ت

پیغمبر ۰ ا ہیں نہ ﭘ وردگار آپ
کیجئے بقدر ظرف علیؑ آگہی کی .ت

اب آپ کو گوارا ہو ۔ ۰گوار ہو
میں ز ۰گی تمام کروں گا علیؑ کی .ت

میں نے جبیں جھکادی در بو ۔ اب ﭘ
چھیڑی اَ کسی نے کبھی بندگی کی .ت

ذکر علیؑ کو .اُت مردانہ چاہیے
میثم نے جاکے دار پہ کی ہے علیؑ کی .ت

یہ اور .ت ہے کہ سنائی نہ دے تمھیں
''دیوار کعبہ کرتی ہے اب ۔ علیؑ کی .ت''

کعبہ کو آپ جا   نجف جارہا ہوں میں
وہ آپ کی خوشی ہے یہ میری خوشی کی .ت

دی ار مرتضیٰ کو تڑپتا ہو جو سعید
وہ کس طرح کرے گا بھلا ز گی کی .ت

❏❏❏

مولائے کائناتؑ

. . اٹھی مری وہ اپنے محور ۔ گئی
پ ئے حیدرؑ سے .ڑھی دوش پیمبر ۔ گئی

قوت مشکل کشا یکساں رہی ہر دور میں
.ت اژدر سے چلی اور .ب خیبر ۔ گئی

حیدرؑ کی ۔اری ہوئی مطلوب . .
مرضی خالق ۔ ہجرت کے بستر ۔ گئی

مسکرا کر روک لی شیر ۔ا نے ذوالفقار
چلتے چلتے جس گھڑی جبریل کے پ ۔ گئی

تشنگی کا کربلا والوں کی ا ازہ کیا
علقمہ کی نہر سے جو حوض کو ۔ گئی

کعبہ میں دوش نبیؐ پ تھے علی مرتضیٰ
یہ بلندی پھر غدیر خم کے ۔ گئی

شک ابو طا . کے ایماں میں کسی کو . . ہوا
.ڑھتے .ڑھتے .ت پھر عقد پیمبرؐ ۔ گئی

آ۔ تطہیر نے معراج ۔ئی اس طرح
عرش اعظم سے چلی زہراؑ کی چادر ۔ گئی

میرے . سجدے سمٹ کر آگئے اس جا سعید
میری ۔یشانی جو نقش ۔ئے حیدرؑ ۔ گئی

□□□

مولائے کائناتؑ

جلوہ ہیں حیدرؑ کرار دیکھئے
کعبہ بنا ہے مطلع انوار دیکھئے

جوش ولائے میثم تمار دیکھئے
ہنستے ہوئے چلے ہیں سوئے دار دیکھئے

.:. کے دیکھنے کی ہے َ دل میں آرزو
مولائے کائناتؑ کا در.ر دیکھئے

.:. اسدؑ کو راستہ دینے کے واسطے
شق ہو رہی ہے کعبہ کی دیوار دیکھئے

. . سے سنا ہے .:ع میں آتے ہیں بو.ابؑ
میں اپنی موت کا ہوں طلب گار دیکھئے

آسان کرنے موت کی دشوار منزلیں
.لیں پہ آئے حیدرِؑ کرار دیکھئے

.:. کا میں نہیں ہوں طلب گار اے سعید
.:. ہے خود ہی میری طلب گار دیکھئے

□□□

مولائے کائناتؑ

جو اتفاق سے قرآں کو اک دیکھا
علیؑ کا لفظ نصیری نے چو. کر دیکھا

بہ وقت ۔ع لحد میں صراط و کوث پ
علیؑ ہی مجھ کو دکھائی دیئے ۔ھر دیکھا

وہ محو خواب کبھی تھے نبیؐ کے بستر پ
کبھی علیؑ کو محمدؐ کے دوش پ دیکھا

سوال کرنے کی ۔اَت فرشتے کر نہ سکے
جو میری ۔لیں پہ مولا کو جلوہ َ دیکھا

علیؑ کی دی کے ہیں زاویے ۔اگانہ
بلند حوصلہ میثم نے دار پ دیکھا

غد۔ خم میں علیؑ کو نبیؐ کے ہاتھوں پ
منافقوں سے نہ دیکھا َی دیکھا

جو ہوش آئے تو ان سے یہ پوچھنا ہے سعید
تھا کس کا جلوہ جو موسیٰؑ نے طور پ دیکھا

□□□

مولائے کائناتؑ

سامنے میرے روئے علیؑ ہے
موت ادب سے دور کھڑی ہے

دفترِ مدح آلِ نبیؐ ہے
قرآں کی تعریف یہی ہے

پہ جو میرے ۰د علیؑ ہے
مشکل خود مشکل میں پڑی ہے

سوتے ہی مولاؑ فرشِ نبی پہ
دین کی قسمت جاگ اٹھی ہے

مدح علیؑ کی دو ت اے دل
جس کو ملی ہے اس کو ملی ہے

پئے علیؑ پہ سر کو جھکا دے
سجدے کی معراج یہی ہے

ہوگا اّ اسم اعظم میں
۰د علیؑ پھر ۰د علیؑ ہے

۰م علیؑ آتے ہی زبں پہ
دل کو کیا تسکین ہوئی ہے

❑❑❑

مولائے کائناتؑ

جہاد زندگی میں . . کوئی مشکل مقام آ ی
زبان پہ بے تکلف ی علیؑ تیرا ہی نام آ ی

نصیری کا خدا حق کا ولی میرا امام آ ی
بلا فصل احمد مختار کا قائم مقام آ ی

جہاں مہر ت تھی وہاں ہے نقش پہ ان کا
علیؑ کی منز ت کا کس قدر نازک مقام آ ی

مرا دعویٰ ہے وہ کوثر پہ ہرگز جا نہیں سکتا
غدیر خم کے میخانے سے جو بھی تشنہ کام آ ی

مری یہ آرزو ہے ی علیؑ . . آؤں محشر میں
بس اتنا آپ کہہ دیں میرے قنبر کا غلام آ ی

قصیدہ اپنے مولا کا سنای جھوم کر میں نے
علیؑ کے دشمنوں سے . . خیال انتقام آ ی

سعید جوش بیاں مدح علیؑ کا یہ تصدق ہے
لبوں ت خود بخود ن کر مرے کوثر کا جام آ ی

❑❑❑

مولائے کائناتؑ

کہتا نہیں ا ف انھیں پ ک لوگ
دشمن جو اجالوں کے ہیں پ وردہ سشب لوگ

ہر طرح سے یکتا ہے محمدؐ کا گھرا
اس ای گھرانے میں ملے ای سے . لوگ

ہر ای مسلماں پہ ہے احسان علیؑ کا
وہ چاہے عجم والے ہوں ی ہوں وہ عرب لوگ

آئمہ اطہار کی ـ ریخ عجب ہے
مظلوم رہے صا . شمشیر لقب لوگ

یہ کام تو ہے دو ـ فقط عقدہ کشا کا
مشکل کے شکنجے سے چھڑاتے نہیں . لوگ

سوچا نہیں مولا نے عدو ہیں کہ محبّ ہیں
دروازہ پہ . . آگئے امداد طلب لوگ

اب دور سعید آ ی ہے تحقیق کا ہر سو
مولا کو مرے ما گے پہچا گے . لوگ

□□□

○

مولائے کائناتؑ

سرزمۂ حیات ہیں مولائے کائناتؑ
حلال مشکلات ہیں مولائے کائناتؑ

عین ﺧ ا ہیں مظہر آیت ذوالجلال
کتنی بلند ذات ہیں مولائے کائناتؑ

آئے جوِ ﻧﺰع میں تو نئی زﻧ گی ملی
صورت حیات ہیں مولائے کائناتؑ

حق کے ولی نبیؐ کے وصی خلق کے امام
مجموعہ صفات ہیں مولائے کائناتؑ

روز ازل سے بندہ و خالق کے درمیاں
حد تعینات ہیں مولائے کائناتؑ

محسوس ہورہا ہے یہ عباسؑ کی قسم
جیسے . فرات ہیں مولائے کائناتؑ

اوروں کا ان سے لاکھ تقابل کرے کوئی
مولائے کائناتؑ ہیں مولائے کائناتؑ

محشر کا خوف ہو مجھے پھر کس لئے سعید
. . ضامن ت ہیں مولائے کائناتؑ

❑❑❑

مولائے کائناتؑ

علیؑ .لیں پہ ہیں . ہنسی ہے
کہاں کی موت یہ تو ز.گی ہے

ہمارا آپ کا ہے ذکر ہی کیا
نبیؐ کے . پہ بھی .د علیؑ ہے

مقصر کو ادھر آنے نہ دینا
علیؑ کی مدح کی محفل سجی ہے

جبیں خم ہے در مشکلکشا پہ
سلیقے سے عبادت ہو رہی ہے

ابھی موقع ہے پہچانو علیؑ کو
ابھی دیوار کعبہ ہنس رہی ہے

اَ َ.رے نہ عشق مرتضیٰ میں
تو پھر وہ ز.گی کس کام کی ہے

تصور میں علیؑ کا نقش پ ہے
جہاں ے دیکھتا ہوں روشنی ہے

سعید اوروں سے مجھ کو واسطہ کیا
میں مولائی ہوں بس میرا علیؑ ہے

□□□

مولائے کائناتؑ

نصیریوں کو .ا میں کہوں ۰ا نہ کرے
مقصروں سے گلے میں ملوں ۰ا نہ کرے

علیؑ کی دیـ کی حسرت ہے . سے دل میں مرے
میں ز۰گی کی تمنا کروں ۰ا نہ کرے

علیؑ کے ساتھ شہ کربلا بھی آ گے
لحد میں اپنی میں تنہا رہوں ۰ا نہ کرے

وہ اپنے قول کے پـبند ہی نہیں ہوتے
منافقوں پہ بھروسہ کروں ۰ا نہ کرے

نبیؐ و آل نبیؐ کی ثنا سے ہٹ کے کبھی
قصیدہ اور کسی کا کہوں ۰ا نہ کرے

فضائے شام غریباں مری نگاہ میں ہے
میں اپنے گھر میں پـاغاں کروں ۰ا نہ کرے

علیؑ کو کہتا ہوں کہتا رہوں گا اپنا سعید
کسی کو اور میں اپنا کہوں ۰ا نہ کرے

□□□

مولائے کائناتؑ

رات دن میری زبن پہ ہے یہی
ی علیؑ ا ولی الصمدی

جنگِ خیبر میں بہ حکمِ خالق
خود نبیؐ پڑھنے لگے ندِ علیؑ

میری یں تھیں رُخ مولاؑ پہ
کیا خبر سانس مری . اکھڑی

وہاں ہوتا ہے فرشتوں کا ہجوم
جہاں بیٹھے ہوں غلامانِ علیؑ

ی علیؑ آپ بھی کردیں تصدیق
لوگ کہتے ہیں مجھے مولائی

ان کا غیروں سے تقابل کرن
یہ بھی دراصل ہے اک بے ادبی

جو بھی مداح علیؑ ہے اس کو
لوگ کہتے ہیں سعید ازلی

□□□

مولائے کائناتؑ

ہے میری بندگی کس انتہا پ
مرا سر ہے علیؑ کے نقش پ پ

علیؑ کا واسطہ ہے ساتھ اس کے
بھروسہ ہے مجھے اپنی دعا پ

ل اب ۔ بھی ہیں سجدوں کے میرے
نجف کی خاکِ اور خاکِ شفا پ

ہے صدقہ شہ کے گہوارے کا فطرس
تجھے ورنہ کہاں ہوتے پ

مرے سایہ سے بھی ہے دور مشکل
میں بیٹھا ہوں درِ مشکلکشا پ

علیؑ کے ہاتھ پ خیبر کا در ہے
علیؑ کے پؤں ہیں دوش ہوا پ

وہاں پہلے سے حاضر تھے ً
میں پہنچا . . در خیر النساء پ

دمِ آ ٗ سعید آئے جو مولاؑ
مجھے پیار آ َ ی اپنی قضا پ

□□□

مولائے کائناتؑ

جو بوترابؑ کا ہو ں پہ ‌نام آیا ہے
تو آسماں سے درود و سلام آیا ہے

اسی کو میں نے پکارا ہے اپنی مشکل میں
جو مشکلوں میں پیمبرؐ کے کام آیا ہے

کسی نے . . بھی لیا ‌نام میرے مولاؑ کا
میری ز.ں پہ علیہ السلام آیا ہے

علیؑ کا ‌نام میں ‌یت ہوں تم بگڑتے ہو
یہ ‌نام میرے نہیں . کے کام آیا ہے

.ڑھی جو .ت تو ‌. سے دار ‌ت پہنچی
علیؑ کی مدح میں یہ بھی مقام آیا ہے

نصیریوں کو . ا کیو ں کہوں کہ ان کا ‌ ا
مری ہر ای مصیبت میں کام آیا ہے

سعید جیسے ہی میدان حشر میں پہنچا
کہا ہر اک نے علیؑ کا غلام آیا ہے

□□□

○

مولائے کائناتؑ

امیر المؤمنیں میرا علیؑ ہے
امام المتقیں میرا علیؑ ہے

رہا جو مشکلوں میں ا نیء کی
مددگار و معیں میرا علیؑ ہے

گواہی دے رہا ہے خم کا میداں
نبی کا جانشیں میرا علیؑ ہے

پہنچنے والا ہر اک کے سرہانے
بوقت واپسیں میرا علیؑ ہے

یہ ہے ہر اہل عرفاں کا عقیدہ
ر العارفیں میرا علیؑ ہے

رسول اللہؐ سے محو تکلم
سرعرش .یں میرا علیؑ ہے

مقسر تجھ میں اور مجھ میں ہے یہ فرق
ت ا کوئی نہیں میرا علیؑ ہے

۰ ا کا گھر ہے کعبہ سچ ہے لیکن
سعید اس کا مکیں میرا علیؑ ہے

□□□

مولائے کائناتؑ

میں یوں اتباع نبیؐ کررہا ہوں
سلیقہ سے ذکر علیؑ کررہا ہوں

میرا سر ہے اور آستاں ہے علیؑ کا
میں کس شان سے بندگی کررہا ہوں

کوئی موت سے کہہ دے کچھ دی ٹھہرے
کہ میں انتظار علیؑ کررہا ہوں

درِ مرتضٰی سے جو وابستگی ہے
فقیری میں بھی سروری کررہا ہوں

کبھی پڑھ رہا ہوں حدیث کساء میں
کبھی ورد . د علیؑ کررہا ہوں

نبیؐ اور علیؑ کو . ا بتا کر
نئی . ت میں کون سی کررہا ہوں

مصلے پہ آؤں گا ملتے ہیں فرصت
ابھی تو میں ذکر علیؑ کررہا ہوں

سعید اس میں اک راز ہے کیا بتاؤں
نصیری سے کیوں دوستی کررہا ہوں

□□□

مولائے کائناتؑ

مرا نہیں مری نسبت کا احترام کرو
میں مداح خوان علیؑ ہوں مجھے سلام کرو

ہو دل میں یـد علیؑ اور پہ ـذِ علیؑ
اسی طرح سے بسر اپنے صبح و شام کرو

علیؑ کی دوستی ـ ـ ہے دشمنی دوزخ
تمھاری مرضی جہاں چاہے تم قیام کرو

ـار کعبہ کے ہو ں پہ مسکراہٹ ہے
اَ ہو سچے مسلماں تو جشن عام کرو

کرو ثنائے علیؑ اور حسین کا ماتم
بس اس سے ہٹ کہ نہ د میں کوئی کام کرو

خوشی کو اپنی کرو ـر فاتح خیبر
غموں کو اپنے شہ کربلا کے ـم کرو

وہ جلتے ہیں تو جلیں تم کرو ثنائے علیؑ
وہ کام کرتے ہیں اپنا تم اپنا کام کرو

علیؑ کی سا ں کا صدقہ ہے ز گی یہ سعید
ہر ایـ سانس کو اپنی علیؑ کے ـم کرو

❑❑❑

مولائے کائناتؑ

اوج ۔ پ جگہ میں نے وہ پ ئی ہے کہ بس
یوں ہوئی ہے مدح خواں کی عزت افزائی کہ بس

شام ہجرت فرش احمدؐ اور تلواروں کی چھاؤں
میرے مولا کو سکوں سے ایسی نیند آئی کہ بس

. . فرشتوں نے یہ پوچھا تیرا مولا کون ہے
خود مجھے بے ساختہ ایسی ہنسی آئی کہ بس

کیا عجب بڑھ کر فرشتے چوم لیں میری جبیں
یوں درِ مولاؑ پہ کی ہے ُسیہ سائی کہ بس

. . یہ مولا نے کہا سمیت امی حیدرؑ
سن کے مر . کی طبیعت ایسی گھبرائی کہ بس

میرے مولا کو جو وہ اپنا ۱ کہنے لگے
ہوگئی ایسی نصیری سے شناسائی کہ بس

ز گی کا موت پ دھوکہ نہ کیوں ہو اے سعید
.ع میں مولا نے کی یوں جلوہ فرمائی کہ بس

□□□

مولائے کائناتؑ

کیا عرض کروں آپ سے کیا مل َ ی مجھ کو
حیدرؑ کی محبت میں ۰ ا مل َ ی مجھ کو

ہنستے ہوئے کوثر پہ دی جامِ علیؑ نے
قنبر کی غلامی کا صلہ مل َ ی مجھ کو

پیغمبرؐ کو سے ت حجت آ ٰ
اک سلسلۂ اہل مل َ ی مجھ کو

اک غمزدہ مادر مجھے دیتی ہے دعا
مظلوم پہ رونے کا صلہ مل َ ی مجھ کو

اے تیرہ ر. تجھ پہ دل و جاں سے میں قر.ں
کعبہ کی قسم قبلہ مل َ ی مجھ کو

سجدے سے جبیں اب مری کس طرح اٹھے گی
مولاؑ ت ا نقشِ کف پ مل َ ی مجھ کو

دروازہ زہراؑ پہ جو رضواں آ ی
د ہی میں .ٰ ت کا پتہ مل َ ی مجھ کو

میں ڈھونڈنے نکلا تھا سعید اپنے ۰ ا کو
کعبہ میں نصیری کا ۰ ا مل َ ی مجھ کو

□□□

○

مولائے کائناتؑ

میں روزِ ازل سے ہی کہلاتا ہوں مولائی
مدّاحی حیدرؑ ہے پیشہ مرا آبائی

آنکھیں مری پُرنم تھیں تھا ذِ علیؑ
دم میرا ب تھا تھی خلق تماشائی

سر رکھ دی مولاؑ کے قدموں پہ دمِ آ
دیوانہ حیدرؑ کی اللہ رے دا ئی

ہر اک کے مسیحا ہیں عیسیٰؑ یہ بجا لیکن
مولاؑ مرا کرتا ہے عیسیٰؑ کی مسیحائی

مولاؑ پہ نگا تھیں محسوس میں کیا کرتا
سانس مری اکھڑی کس وقت اجل آئی

قسام ازل نے تقسیم کئے عہدے
مولا کی ثنا خوانی حصہ میں مرے آئی

گھبرانے لگا میں تنہائی سے
میں ہوں تیری بلیں پ مولاؑ کی صدا آئی

قنبر کی غلامی کا حاصل ہے شرف جس کو
واللہ سعید اس کی ٹھوکر میں ہے دارائی

□□□

مولائے کائناتؑ

کیا خبر کوئی بسر کرتا ہے کیوں کر رات دن
میں تو کرتا ہوں مسلسل مدح حیدرؑ رات دن

حضرت سلماں کی قسمت کا بھلا کیا پوچھنا
دیکھتے رہتے تھے روئے پ ک حیدرؑ رات دن

ٖمت زہراؑ میں رہتی تھیں جو فضہ روز و شٖ
ٖمتِ مولاؑ بجا لاتے تھے قنبر رات دن

مرتضیٰؑ کے در پہ رہتا تھا فقیروں کا ہجوم
آتے رہتے تھے فرشتے ان کے در پ رات دن

مدح حیدرؑ کرنے میں کیو ں ہے تکلف آپ کو
مدح حیدرؑ کرتے تھے ٖ خود پیمبرؐ رات دن

ٖ یہ ہو ٖد علیؑ جس وقت دم نکلے مرا
یہ دعا کرتا ہوں میں تو بندہ پور رات دن

رات کا مہتاب ہو وہ یہ ہو دن کا آفتاب
سجدہ کرتے ہیں علیؑ کے در پہ آکر رات دن

اس سے بہتر زنگی کا کیا ہے مصرف اے سعید
ماتمِ سرورؑ کرو یہ مدح حیدرؑ رات دن

□□□

○

مولائے کائناتؑ

ہر وقت میرے مولاؑ محو کرم ملیں گے
تم دم بہ دم پکارو وہ دم بہ دم ملیں گے

غم خوار شاہ دیں ہیں جس سے بھی ہم ملیں گے
آنکھیں بھی نم ملیں گی دامن بھی نم ملیں گے

تیغوں کی چھاؤں ہو وہ ۔ دار کی ہو منزل
جو حق کے ہیں فدائی ۔ قدم ملیں گے

ہے مظہر ا پ تجھ کو گماں ا کا
دیوانے اے نصیری تجھ سے بھی کم ملیں گے

کیا ربط روشنی کو بتلادو تیرگی سے
حیدرؑ کے دشمنوں سے کس طرح ہم ملیں گے

قدموں پہ مرتضیٰؑ کے . . سر جھکاؤں گا میں
قدموں سے میرے .ڑھ کر جاہ و حشم ملیں گے

سلماں، کمیل ، میثم، ہانی ، حبیب، مسلم
اللہ روز محشر کس کس سے ہم ملیں گے

وہ دوش مصطفےٰ ہو عرش کبریٰ ہو
مولاؑ کے میرے ہر جا نقش قدم ملیں گے

اک جان ہیں دو قالب عباسؑ اور سکینہؑ
ہر وقت تم کو یکجا مشک و علم ملیں گے

ہم کو تلاش کرتے محشر میں جو بھی آئے
کہہ دو سعید اس سے کوثر پہ ہم ملیں گے

❑❑❑

○

مولائے کائناتؑ

حق نگر حق شعار آ گیا
پروردگار آ گیا
خیر مر . کی عنتر کی ہو
صا . ذوالفقار آ گیا
آئے لیں پہ جس دم علیؑ
موت پہ مجھ کو پیار آ گیا
شاد کیسے نصیری نہ ہوں
ان کا پروردگار آ گیا
مسکرائی . ار حرم
جس کا تھا انتظار آ گیا
حوض کوثر چھلکنے لگا
ساقی ذی وقار آ گیا
ہو گیا ذوق مد یہ بلند
. . کوئی سوئے دار آ گیا
یہ ہی . م حیدرؑ سعید
میرے دل کو قرار آ گیا

□□□

مولائے کائناتؑ

جو خود ہے مرز تعظیم انیء کے لئے
وہ خود بھی اٹھتا ہے تعظیم فاطمہؑ کے لئے

جبین شوق ہے بے چین میری سجدوں کو
تڑپ رہا ہوں میں مولاؑ کے نقش پ کے لئے

خبر نہیں مجھے کیوں ز گی ملی ہے تجھے
مجھے تو ز ملی مدح مرتضیٰؑ کے لئے

کہیں تمھیں بھی نہ وہ اپنا ہمنوا کرلیں
نصیریوں سے نہ الجھو کبھی ۱۰ کے لئے

صلائے عام ہے جو چاہے بیٹھے مسند پ
رسولؐ کا بستر ہے مرتضیٰؑ کے لئے

کسی کی خاک پہ سجدہ میں کر نہیں سکتا
جبیں ہے وقف مری خاکِ کربلا کے لئے

سعید موت کی اپنے دعا نہ کیوں مانگوں
کہ لازمی ہے یہ دی ار مرتضیٰؑ کے لئے

□□□

مولائے کائناتؑ

ہم تھے مولائی جبھی یہ مرتبہ ہم کو
سجدہ کرنے کو علیؑ کا نقشِ پ ہم کو

واسطہ دے کر علیؑ کا . . اٹھائے ہم نے ہاتھ
کیا بتا تم کو جو لطفِ دُعا ہم کو

اپنی اپنی ہے یہ قسمت اب اسے کیا کیجئے
مشکلیں تم کو ملیں مشکلکشا ہم کو

نقش پئے حیدرؑ کرار ہم کو مل گئے
جیسے ہی دوشِ پیمبرؐ کا پتہ ہم کو

. کے . جس کے محمدؐ . کے . جس کے علیؑ
اہلِ حق کا ای ایسا قافلہ ہم کو

جامِ کوثر بھی .:. میں بھی داخل ہوئے
الفتِ آلِ نبیؐ کا یہ صلہ ہم کو

واقعہ ہے یہ غدیر خم کے میداں کی قسم
بندہ پرور جانشین مصطفیٰؐ ہم کو

□□□

○

مولائے کائناتؑ

روشنی چاروں طرف پھیلی ہوئی کیسی ہے
رونق محفل میلاد علیؑ کیسی ہے

خانہ حق میں نصیری کا ۰ ا آ ِ ہے
کیا بتاؤں میں مبارک یہ گھڑی کیسی ہے

اوج ۔ پہ جگہ اس کو ملی کیا کہنا
دیکھئے قسمت مداح علیؑ کیسی ہے

آ َ ِ کیا تیری .لیں پہ ّ ا عقدہ کشا
مرنے والے ّ ے ہو ں پہ ہنسی کیسی ہے

دیکھ کر دم نہ نکل جائے مقسر کا کہیں
آج دیوارِ حرم تیری ہنسی کیسی ہے

۰م مولاؑ کا ز.ں پ مری آ ِ جو سعید
جو بلا آئی مرے سر سے ٹلی کیسی ہے

□□□

مولائے کائناتؑ

میرے مولا سے جس کو الفت ہے
وہ حقیقت میں پ ک طینت ہے

مل گئے مجھ کو نقش پ ئے علیؑ
محترم اب میری عبادت ہے

ورد . د علیؑ کا اے . داں
اصل میں روح کی طہارت ہے

وہ کسی اور در پہ کیوں جائے
درِ حیدرؑ سے جس کو نسبت ہے

منقبت پڑھئے میرے مولا کی
یہ بھی قرآن کی تلاوت ہے

غیر . علیؑ طواف حرم
بہ . ا قید . مشقت ہے

ہیں عبادات اور بھی لیکن
کس کو مدح علیؑ سے فرصت ہے

چھین سکتا نہیں جسے کوئی
الفت مرتضیٰؑ وہ دو ۔ ہے

کرت ہے موت کی دعا وہ سعید
دی حیدرؑ کی جس کو حسرت ہے

❑❑❑

مولائے کائناتؑ

آج کچھ مجھ کو لکھنا ہے بعنوانِ غدی
سامنے میری نگاہوں کے ہے میدانِ غدی

میرے مولاؑ کی ولای کا یہاں اعلان ہے
اس لیے آراستہ ہوت ہے میدانِ غدی

آج ۔ پ کجاؤں کے ہے خالق کا رسولؐ
یہ منظر آت ہے دورانِ غدی

یں ہوا اتمام نعمت یں ہوئی تکمیل دیں
اصل میں ایمان کامل ہے تو ایمانِ غدی

ہر طرف سے ہوتی ہیں بخ کی آوازیں بلند
لے رہے ہیں خود پیمبرؐ عہد و پیمانِ غدی

جانشینی کا علیؑ کی ہوَی اعلان ۔ ۔
آَی ایماں سمٹ کر زی دامانِ غدی

دو ت کو بھی ان کی میں کچھ نہیں
رتبہ میں شاہوں سے بڈھ کر ہیں فقیرانِ غدی

آی بلغ کے تیور ہی بتاتے ہیں سعید
کتنی اہمیت کا حامل ہے یہ اعلانِ غدی

□□□

مولائے کائناتؑ

میری امداد کو کیوں اور کوئی آئے گا
جس نے احمدؐ کی مدد کی ہے وہی آئے گا

آئی ہے کعبہ کی دیوار کے . پ جو ہنسی
گھر میں اللہ کے مہمان کوئی آئے گا

.ع میں . . میری .لیں پہ علیؑ آ گے
موت سے مل کے گلے لطف جبھی آئے گا

کربلا تیری سمجھ میں نہ اَ آئے گی
تجھ کو جینے کا سلیقہ نہ کبھی آئے گا

حشر میں دیکھ کے ہوجائے گی زہراؑ بے چین
. . عزادار حسینؑ ابنِ علیؑ آئے گا

روکنے سے نہ رُکے گا کبھی شہؑ کا ماتم
ایسا وقت آ ی کبھی اور نہ کبھی آئے گا

آ گے کرنے پ یشاں جو نکیرین سعید
ان کو بھی کرنے پ یشان کوئی آئے گا

❑❑❑

مولائے کائناتؑ

مدح حیدرؑ کا . . بھی ارادہ کیا
میں نے قرآن سے استفادہ کیا

دی حیدرؑ کی تھی آرزو اس لئے
موت کا ذکر میں نے زیدہ کیا

وہ ارادہ مشیت کا تھا اصل میں
میرے مولا نے جو بھی ارادہ کیا

ید مولاؑ کے احکام . ہیں
آپ نے ان سے . استفادہ کیا

عشق حیدرؑ کی دو . . ہوئی
حق نے سینہ کو میرے کشادہ کیا

کعبہ کو دیکھ کر مسکرای نجف
.ی کا جو اس نے ارادہ کیا

آپ کو ذکر سے اس کے پہیز ہے
ذکر جس کا نبیؐ نے زیدہ کیا

میرے مولاؑ کے لہجہ سے معراج میں
حق تعالیٰ نے بھی استفادہ کیا

ذکرِ حق جان کر میں نے ذکرِ علیؑ
بے ارادہ نہیں بالا رادہ کیا

عمر بھر وہ ... رہے گا سعید
یک جس نے بھی مولاؑ کا جادہ کیا

□□□

مولائے کائناتؑ

امیر المومنینؑ . . قبر میں تشریف لا گے
فرشتوں کو پ یشاں دیکھ کر ہم مسکرا گے

نجف کی سرزمیں پ اپنے سجدے ہم بچھا گے
قصیدہ روضہ اقدس پہ جاکر ہم سنا گے

کوئی آواز دے گا تو علیؑ کیونکر نہ آ گے
وہ اپنے چاہنے والوں کو کیسے بھول جا گے

ا ٹ آئے گا .ڑھ کر خود ہی استقبال کو اس کے
علیؑ کا .م لے کر . . دعا کو ہاتھ اٹھا گے

مقسر تو ہے مولائی ہوں میں کیا ربط دونوں ہیں
.ی کے دوکنارے ای جا کس طرح آ گے

نبیؐ کعبہ تلک پہنچے تھے جس کی پیشوائی کو
غدیر خم میں اس کو جانشین اپنا بنا گے

ہمارا راستہ روکے کہاں رضواں میں یہ ہمت
کہ ہم ناد علیؑ پڑھتے ہوئے جنت میں جا ئیں گے

اگر دل میں نہیں ہوگی محبت میرے مولاؑ کی
نمازیں کام آئیں گی نہ روزے کام آئیں گے

نصیری بھی تو مولاؑ کے فدائی ہیں سعید آخر
میں کیسے مان لوں اس کو کہ وہ دوزخ میں جائیں گے

❑❑❑

مولائے کائناتؑ

علیؑ کو خانہ حق کا مکین کہتے ہیں
رسولؐ حق کا انھیں جانشین کہتے ہیں

جو علم ہمیں وہ علیؑ کا ہے صدقہ
یہ .ت سارے .:رگان دین کہتے ہیں

نبیؐ میں اور علیؑ میں نہیں ہے فرق کوئی
منافقین نہیں مومنین کہتے ہیں

کسی کو ذات علیؑ کا نہ ہوسکا عرفاں
.لاتفاق یہ . عارفین کہتے ہیں

حسینؑ فاتح فکر و ہیں صدیوں سے
اسی کو اصل میں فتح مبین کہتے ہیں

· اکرے کسی صورت سے موت آجائے
علیؑ کی دیہ کے . شائقین کہتے ہیں

فراز دار سے میثم نے دیکھ لی .·.
اسی کو عالم عین الیقین کہتے ہیں

محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ حسینؑ و حسنؑ
انھیں کو اصل میں ارکان دین کہتے ہیں

سعید میرے لئے یہ شرف بھی کیا کم ہے
مجھے غلامِ علیؑ مومنین کہتے ہیں

❑❑❑

مولائے کائناتؑ

؛ٔ. احمد مختار کی .تیں کیجئے
.تیں کرنی ہوں تو معیار کی .تیں کیجئے

پہلے سن لیجئے مولاؑ کے فضائل مجھ سے
پھر مرے طالع بیدار کی .تیں کیجئے

میں فرق ہے کس کی ابھی ظاہر ہوگا
اک ذرا حیدرؑ کرار کی .تیں کیجئے

موت کی پہلے دعا مانگئے پھر شوق سے آپ
جلوہ حیدرؑ کرار کی .تیں کیجئے

جس نے آزادی کا پیغام دی زا اس سے
ایسی زنجیر کی جھنکار کی .تیں کیجئے

میرے مولاؑ کے اشاروں پہ ہے سورج پلٹا
آپ مجھ سے نہ شبِ تر کی .تیں کیجئے

آپ کیا جا   کسے کہتے ہیں شرک و . ت
دیکھئے ہم سے نہ بیکار کی .تیں کیجئے

یہ وہ منصب ہے جو ملتا نہیں آسانی سے
ہاتھ کٹوا کے علمدار کی .تیں کیجئے

ت.ٔکرہ کس لئے یوسف کے ٔ یاروں کا
مرضی حق کے ٔ یار کی .تیں کیجئے

رسن و دار کی .تیں کوئی کرت ہے اَ
آپ بھی میثم تمار کی .تیں کیجئے

آ   ت.ت میں نکیرین تو کیا خوف سعید
ان سے بھی حیدرؑ کرار کی .تیں کیجئے

□□□

مولائے کائناتؑ

معراج میں نبیؐ کو بلایا تھا کس لئے
آخر یہ اہتمام کیا تھا کس لئے

یہ جانتے ہوئے بھی کہ حیدرؑ ہے ان کا نام
مرحب علیؑ کے سامنے آیا تھا کس لئے

حیدرؑ کو دسترس نہ تھا کائنات پر
پھر آفتاب لوٹ کے آیا تھا کس لئے

کیا کرتے گر نہ جاتے نکیرین لوٹ کر
مولاؑ کا میں نے نام بتایا تھا کس لئے

ہم خوب جانتے ہیں کہ سن کر علیؑ کا نام
بلا دوں پہ آپ کے آیا تھا کس لئے

کیوں ہم سے پوچھتے ہو پیمبرؐ سے پوچھ لو
اپنا وصی علیؑ کو بنایا تھا کس لئے

. . عہد مصطفیٰ میں منافق کوئی نہ تھا
سورہ منافقون کا آیا تھا کس لئے

ہے جس کی پک وہی جا ہے یہ
: غدیر خم میں بنایا تھا کس لئے

کوئی سعید اتنا مقسر سے پوچھ لے
ذکر علیؑ کی .زم میں آیا تھا کس لئے

□□□

مولائے کائناتؑ

نہ اب ہے سانس پ قابو نہ اب دل ہی سنبھلتا ہے
بس اب آجایئے مولاؑ کہ میرا دم نـ ـتـ ہے

علیؑ کے عشق میں جی اور علیؑ کے عشق میں مرجا
حیات و مرگ پ یکساں علیؑ کا حکم چلتا ہے

خبر کیا چارہ َ کو میں مریض عشق حیدرؑ ہوں
علیؑ کا ذکر نـتـ ہوں تو میرا دل بہلتا ہے

غدیـ خم کا میں پیرو تو وابستہ سقیفہ سے
میں اپنی راہ چلتا ہوں تو اپنی راہ چلتا ہے

کسی کا دور ہو ہو نـ دان وہ آدم سے خاتم تـ
علیؑ کے نـم کا سکہ ہر اک عالم میں چلتا ہے

حیات جاوداں پـتـ ہے وہ دیـار حیدرؑ سے
جو مولائی ہے وہ یوں موت کا مصرف بـ لتا ہے

تـے در سے وہ خالی ہاتھ جاتـ ہی نہیں مولاؑ
سعید آتـ ہے بـ بھی کچھ نہ کچھ لے کر ہی ٹلتا ہے

□□□

مولائے کائناتؑ

جو ہو نہ سکے بو ذر و سلماں کے .ا.
کیسے کہوں ان کو شہ مرداںؑ کے .ا.

یہ ا۔ حقیقت ہے کوئی مانے نہ مانے
حیدرؑ بھی ہیں پیغمبرؐ ذیشان کے .ا.

دونوں میں بھی ہے مد ت مولائے دوعالم
کیوں میرا قصیدہ نہ ہو قرآن کے .ا.

رکھے ہیں قدم دوشِ پیمبرؐ پہ علیؑ نے
ہے کون شرف میں شہ مرداں کے .ا.

عیسیٰ ہیں مسیحا تو علیؑ فخرِ مسیحا
کیسے کہوں انجیل کو قرآن کے .ا.

فرقت میں علیؑ کی جو تڑپتا ہوں میں ہر دم
ہے صبح وطن شامِ غریباں کے .ا.

الفت نہیں جس دل میں سعید آل عبا کی
وہ دل تو ہے اک خانہ ویاں کے .ا.

□□□

مولائے کائناتؑ

ہنسی دیوار کعبہ جانشین مصطفیٰ آ ـ
٠ ا کے گھر میں لیجئے اب نصیری کا ٠ ا آ ـ

نصیری اس خوشی میں کیوں گلے ملتا نہیں مجھ سے
مرا بھی تو امام آ ـ اَ تیرا ٠ ا آ ـ

علیؑ کے در کی عظمت کو ٔ سے کوئی پوچھے
کوئی خیاط بن کر اور کوئی بن کر گدا آ ـ

گماں مجھ کو ہوا ہے ز ٠ گی کا موت پ اپنی
دمِ آ ٠ مری .لیں پہ . . مولاؑ مرا آ ـ

انھیں کے واسطے اللہ نے تلوار بھیجی ہے
ستارہ عرش سے ان کے ہی گھر کو ڈھو ٹ ت آ ـ

نہ جانے کیوں گماں اس پ ہوا مہر ت کا
تصور میں مرے . . بھی علیؑ کا نقش پ آ ـ

سعید اس کے سوا کچھ بھی نہ آ ـ ذہن میں میرے
نجف کی ـ د آئی ـ خیال کربلا آ ـ

❏❏❏

مولائے کائناتؑ

سن لیجئے یہ ای قلندر کی .ت ہے
حیدرؑ کی .ت مرضی داور کی .ت ہے

لولا ہے اس طرف تو سلونی ہے اس طرف
وہ تخت کی ہے .ت یہ . کی .ت ہے

ہے پک صاف تو تشریف لایئے
حیدرؑ کا ذکر ہے یہاں حیدرؑ کی .ت ہے

حُبِّ علیؑ بغیر جو کعبہ کا ہے طواف
یہ حج نہیں نصیب کے چکر کی .ت ہے

حیدرؑ کی دشمنی کا مقسر .. ہے کیا
تحقیق تو ہی کر یہ تے گھر کی .ت ہے

سوئے علیؑ تو مرضی خالق . ی لی
مسند نہیں رسولؐ کے بستر کی .ت ہے

ان پ نصیریوں کو ۰ ا کا گمان ہے
پوردگار یہ تے مظہر کی .ت ہے

ہر ای کے نصیب میں ہے یہ کہاں سعید
سجدہ در علیؑ پہ مقدر کی .ت ہے

□□□

○

مولائے کائناتؑ

جس کو مولاؑ سے محبت ہوگی
اس کی ہر سانس عبادت ہوگی

وہی چاہے گا مرے مولاؑ کو
میں جس کے طہارت ہوگی

سلسلہ ہوگا امامت کا شروع
ختم جس وقت ت ہوگی

جس کو ہو حسرت دیار علیؑ
موت سے اس کو محبت ہوگی

ہم علیؑ والے ہیں کیا خوف ہمیں
آپ کو قبر میں و ش ی ہوگی

منقبت پڑھتے رہو مولاؑ کی
یہ بھی قرآں کی تلاوت ہوگی

جانشیں کون نبیؐ کا ہے سعید
خم کے میداں میں وضا ی ہوگی

❑❑❑

○

مولائے کائناتؑ

آپ کیا جا کہ کیا ہے مدح حیدرؑ کا مزاج
دار پ جاکر سنبھلتا ہے ثناَ کا مزاج

ذاکر شبیرؑ ہے تو اور نہ مداح علیؑ
کس طرح تیری سمجھ آئے : کا مزاج

جن کو دعویٰ تھا شجا ۔ کا پلٹ کر آگئے
اب علیؑ پوچھیں گے جاکر .ب خیبر کا مزاج

روکنا تیغ علیؑ کا کام کچھ آساں نہ تھا
کہیے اے روح الامیں کیسا ہے شہپر کا مزاج

. . تلک رومال زہراؑ کا نہ ہو اس کو نصیب
کس طرح قابو میں آئے دیۂ ۔ کا مزاج

ز گی بھر جو نہ سوی اس کو بھی نیند آگئی
آپ کیا جا ش. ہجرت کے بستر کا مزاج

ای ننھا سا سپاہی شاہ دیں کی فوج کا
مسکرا کر پوچھتا ہے سارے لشکر کا مزاج

اک اشارے پ اسے واپس پلٹ آ ۂ پڑا
شاہ خاور جا تھا شاہ خیبر کا مزاج

میرے .. بھی تھے مداح علیؑ .یٔ بھی ہے
ہے سعید اب مد ت حیدرؓ مرے گھر کا مزاج

❏❏❏

○

مولائے کائناتؑ

کر رہا ہوں رقم میں ثنائے علیؑ
رکھ لے میرا بھرم اے ۰ ائے علیؑ

کوئی مانے نہ مانے حقیقت ہے یہ
میرا کوئی نہیں ہے سوائے علیؑ

ٔکرہ موت کا . . کسی نے کیا
مجھ کو بے ساختہ ید آئے علیؑ

تجھ کو ایماں کی دو ۔ ملی ۰ز کر
اور کیا چاہیے اے گدائے علیؑ

کس کو خیبر میں دیتے علم مصطفےٰ
مرد کوئی نہ تھا . . سوائے علیؑ

فرش پ ان کو احمدؐ کا بستر
عرش سے تیغ آئی .ائے علیؑ

یہ نصیری کا کہنا ہے میرا نہیں
کوئی خالق نہیں ہے سوائے علیؑ

بچھائے جو روح الامیں نے سعید
تیغ کو روک کر مسکرائے علیؑ

□□□

مولائے کائناتؑ

جو ہے روز ازل سے آل پیغمبرؐ سے وابستہ
بھلا وہ کیسے ہوگا پھر کسی کے در سے وابستہ

وہ پیغمبرؐ سے وابستہ بھلا کس طرح سے ہوگا
کوئی . . ت نہ ہوگا پیغمبرؐ سے وابستہ

. . ہم دشمنی کا کیا بتا اے علیؑ دشمن
کہ ہے یہ راز سر بستہ تو تیرے گھر سے وابستہ

نصیری کا ۰ ا میرے ۰ ا کے گھر میں آ ہے
اسی نسبت سے دونو ں ہوگئے اک در سے وابستہ

یہ دو ت وہ نہیں جو ہر کس و ۰ کس کو مل جائے
دعائے فاطمہؑ ہے ماتم سرورؑ سے وابستہ

علیؑ کے در کو جو بھی چھوڑ دیتا ہے وہ رہتا ہے
کبھی اس در سے وابستہ کبھی اس در سے وابستہ

تلاش اس کی یہاں کرنے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا
علیؑ کے نقش پہ ہیں دوش پیغمبرؐ سے وابستہ

حقیقت میں سمجھتے ہیں وہی مفہوم آزادی
جو ہیں زنجیر پئے عابدؑ مضطر سے وابستہ

فرشتو بعد میں جو چاہو پوچھو پہلے یہ سن لو
ازل سے ہے سعید خوش بیاں حیدرؑ سے وابستہ

❑❑❑

مولائے کائناتؑ

میرے مولا کے فضائل کا ہے وہ دیوان بس
بندہ پور اس لیے پڑھتا ہوں میں قرآن بس

ورد کرتا رہتا ہوں میں رات دن ناد علیؑ
اس لیے ہوتی ہیں میری مشکلیں آسان بس

بڑھ رہا تھا میری کشتی کو ڈبونے کے لئے
یا علیؑ میں نے کہا اور تھم گیا طوفان بس

اہلِ بیتؑ مصطفٰے میں کوئی داخل ہوا
مستحق تھے من اہل البیت کے سلمان بس

ساتھ لے کر جارہا ہوں ماتم سرورؑ کے داغ
روشنی کا قبر میں یوں کرتا ہوں سامان بس

لازمی ہے مرتضیٰؑ کا ذکر اس کے واسطے
ہوتی ہے یونہی ہراک کی کی پہچان بس

یا علیؑ میری زباں پہ ہو بوقت واپسیں
دل میں اب اس کے سوا کوئی نہیں ارمان بس

قبر میں پوچھیں فرشتے تو کہہ دوں گا سعید
حیدرؑ صفدر کی الفت ہے مرا ایمان بس

□□□

مولائے کائناتؑ

میں سرِ.م جو پڑھتا ہوا قرآں آیـ
کہا ہر ایـ نے حیدرؑ کا ثنا خواں آیـ

.م حیدرؑ کا سنا . . نہ رہے ہوش بجا
کہا مر. نے مری موت کا ساماں آیـ

آج دیوار حرم کے بھی لبوں پ ہے ہنسی
مطمئن ہے وہ کہ آج اس کا نگہباں آیـ

میرے مولاؑ کے سوا آپ بتادیں مجھ کو
لوٹ کر کس کے لیے مہرِ درخشاں آیـ

جس نے پیغمبروں کی مشکلیں آساں کی ہیں
اب وہ کرنے کو مری مشکلیں آساں آیـ

بن کے خیاط درِ فاطمہ زہراؑ پہ سعید
فخر کرتا ہوا .ـ کا نگہباں آیـ

□□□

مخدومہ کونینؑ

جہاں میں آمد خیر النساء ہے
اٹھاؤ ہاتھ یہ وقتِ دعا ہے

ادب سے آتے ہیں یں انیء بھی
کہ یہ دو ت سرائے فاطمہؑ ہے

زوں کا بھرم بقی ہے جس سے
وہ تسبیح جنابِ فاطمہؑ ہے

جو ہے دونوں جہاں کی شاہزادی
اسی کے سر پہ بوسیدہ رِدا ہے

مسلماں اس سے نواقف ہیں لیکن
یہودی اس کا رتبہ جا ہے

عبادت کرتی ہے بنت پیمبرؐ
یہ ہر سو نور جو پھیلا ہوا ہے

جہاں رہتی ہے شہزادی جناں کی
وہ گھر بنت نہیں تو اور کیا ہے

سعید اور فاطمہ زہراؑ کی مد ت
ہے یہ تو خالق کی ہے

□□□

مخدومہ کونینؑ

کرتہ ہوں مد ت میں تیری فاطمہؑ
ا. رسا ت ہے یہی فاطمہؑ

وارث اوصاف بنی فاطمہؑ
مظہر آیت جلی فاطمہؑ

مادر حسنینؑ کنیز ۱ ۰
بـ ت نبی کفو علیؑ فاطمہؑ

جان دو عالم ہیں رسول ۰ اؐ
جان رسولؐ عربی فاطمہؑ

بـ غ فدک تو نے طلب . کیا
تھی وہ ت ی حق فاطمہؑ

سر تے آگے ہے امامت کا خم
کرتے ہیں تعظیم بنی فاطمہؑ

کام یہی ہے مرا شام و سحر
پڑھتا ہوں تسبیح ـــ ی فاطمہؑ

اس نے تجھے ام ابیہا کہا
تھا جو دوعالم کا بنی فاطمہؑ

صا . معراج اَ ہیں نبی
. ش معراج بنی فاطمہؑ

اس کا یقیں ہے ـــ ے در سے سعید
خالی نہ لوٹے گا کبھی فاطمہؑ

❑❑❑

متفرق

. . بھی ہوجا ہے خالق کا کرم آپ سے آپ
منقبت ہوتی ہے موالا کی رقم آپ سے آپ

کیا کہیں .کرہ کرب و بلا ہو ہے
کس لیے ہوتی ہیں آنکھیں مری نم آپ سے آپ

م حیدرؑ ہے مرا . . کہا موالا نے میرے
لڑکھڑانے لگے مر . کے قدم آپ سے آپ

ہے علمدار بھی سقائے حرم بھی عباسؑ
ہو رابطہ مشک و علم آپ سے آپ

مل گئے . . مجھے موالا کے قدم قسمت سے
بڑھ اور بھی سجدوں کا بھرم آپ سے آپ

غم شبیرؑ کو . سے لگا لیں گے اَ
آپ ہوجا گے شائستہ غم آپ سے آپ

مجلس شاہؑ ہدا میں تو ہیں جاتے لیکن
بن بلائے کہیں جاتے نہیں ہم آپ سے آپ

فاطمہ . اسد آ جو کعبہ کے قریب . مسکرانے لگی دیوار حرم آپ سے آپ
ورد کرنے لگا میں . دعلیؑ کا جو سعید مشکل آسان ہوئی حق کی قسم آپ سے آپ

□□□

O

حضرت سبط اکبرؑ

درد کا آسرا ہے حسنؑ　　اعتبار دعا ہے حسنؑ
اس کا ٖ بہ شری حسینؑ　　ۃ حد کربلا ہے حسنؑ
عقل ا ں سے کیا پوچھنا　　عقل سے ماورا ہے حسنؑ
وارث ذوالفقار علیؑ　　مظہر لافتیٰ ہے حسنؑ
وہ مدینہ ہو ی کربلا　　ان میں اک رابطہ ہے حسنؑ
فتح پ ئی بغیر جہاد　　صلح کا معجزہ ہے حسنؑ
جان مشکل کشا ہی نہیں　　خود بھی مشکل کشا ہے حسنؑ
شکل قاسمؑ میں سرور کے ساتھ　　کربلا ۃ َی ہے حسنؑ
حسن کا تیرے کیا پوچھنا　　ٖم ہی . . ۃ ا ہے حسن

جا ہے یہ د سعید
. امجد مرا ہے حسنؑ

□□□

حضرت سبط اکبرؑ

اک نئی طرز کا لافتیٰ ہے حسنؑ
کون لے گا خموشی سے کارِ سخن

آج سرسبز ہے فاطمہؑ کا چمن
آج د میں تشریف لائے حسنؑ

اپنی تصو بیٹی کی آغوش میں
ہو کے خوش دیکھتے ہیں رسولؐ زمن

مدح کا اس کی حق ہم سے ہوگا ادا
بندہ پ ور اسے کہتے ہیں حسن ظن

اس کی غر کا کس طرح ا ازہ ہو
تھا جو اپنے وطن میں غری الوطن

ان کا ہر دور میں ذکر جاری رہا
شمع روشن رہی انجمن انجمن

وہ تو کہیے حسنؑ کا نقش پ

ورنہ ہوجاتیں . نیکیاں بے وطن

کربلا نے مدینہ کو آواز دی

د ے قاسمؑ میں ہے آج تیغ حسنؑ

آج مدح حسنؑ کے لیے اے سعید

میں نے آراستہ کی ہے یہ انجمن

❐❐❐

سیدالشہدا ؑ

تبسم . قدرت علیؑ کے لال حسینؑ
نگاہ ٔز مشیت علیؑ کے لال حسینؑ

ہے تیرے در سے جونسبت علیؑ کے لال حسینؑ
سنور گئی مری قسمت علیؑ کے لال حسینؑ

ملی جو مجھ کو جگہ آج اوج ٔ پ
یہ . ہے تیری . و ۔ علیؑ کے لال حسینؑ

زمانہ کیوں نہ ؔ ے آستاں پہ سر کو جھکائے
تو ہے ٔ ائے محبت علیؑ کے لال حسینؑ

غر۔. قوم کو جینے کا حق زمانے میں
ہے تیری . و ۔ علیؑ کے لال حسینؑ

ہمارے دل کو دی آسرا ؔ ے غم نے
دل شکستہ کی قوت علیؑ کے لال حسینؑ

حرام آتش دوزخ ہے دوستوں پہ تے
تے لہو کی یہ قیمت علیؑ کے لال حسینؑ

تبسم علی اصغرؑ کے بعد پھر د
ہوئی نہ طا . بیعت علیؑ کے لال حسینؑ

سعید زار پہ بھی اک نگاہ لطف و کرم
دل بتولؑ کی را ے علیؑ کے لال حسینؑ

□□□

سید الشہداؑ

دین حق کی بقاء حسینؑ سے ہے
آج ․م ․ا حسینؑ سے ہے

بے تکلف وہ ما․ لے ․ڑھ کر
جس کو جو مانگنا حسینؑ سے ہے

․ کو ملتی نہیں دعائے بتولؑ
اس کا بس رابطہ حسینؑ سے ہے

آپ واقف نہیں تو سن لیجئے
کربلا کربلا حسینؑ سے ہے

بندہ ․پور یہ ماننا ہوگا
لا الٰہ کی صدا حسینؑ سے ہے

ہے سلونی تو اس کے گھر کی ․ت
پوچھو جو پوچھنا حسینؑ سے ہے

اہل ایماں یہ جا ہیں سعید
بندگی کی بقاء حسینؑ سے ہے

❑❑❑

سیدالشہدا ؑ

سکوں نواز دل و جاں ہیں نقش پئے حسینؑ
ہر ایک درد کا درماں ہیں نقش پئے حسینؑ

ہو سجدہ گاہ نہ کیوں کربلا کا ہر ذرہ
قدم قدم پہ یہاں ہیں نقش پئے حسینؑ

میں اپنے دل میں انھیں کیوں جگہ نہ دوں آخر
مری حیات کا عنواں ہیں نقش پئے حسینؑ

قسم خدا کی رہے گا یہ حشر تک باقی
کہ دین حق کے نگہباں ہیں نقش پئے حسینؑ

ہے کون ایسا جو قیمت لگا سکے ان کی
جواب مہر سلیماں ہیں نقش پئے حسینؑ

حسینؑ ہیں شہ ابعاد عالم امکاں
مدار عالم امکاں ہیں نقش پئے حسینؑ

سمجھتے ہیں جو عزائے حسینؑ کو بدعت
سعید ان سے گریزاں ہیں نقش پئے حسینؑ

□□□

○

امام زین العابدینؑ

مدینہ رشک فردوس بریں ہے
ر پک زین العابدینؑ ہے

یہ جس کا نور پھیلا ہے جہاں میں
وہ شاہؑ کربلا کا نز ہے

عبادت کا ہے اس کی پوچھنا کیا
لقب ہی اس کا زین العابدینؑ ہے

شفیع المذنبیں وہ کیوں نہ ہوگا
دل و جان شفیع المذنبیں ہے

جناب شہر بنو کا دلارا
شہید کربلا کا نز ہے

دماغ اب عرش پہ ہو کیوں نہ میرا
درِ سجادؑ پہ میری جبیں ہے

ادا مجھ سے ہو حق ان کی ثنا کا
سعید اس کا کوئی امکاں نہیں ہے

□□□

امام جعفر صادقؑ

میرا مولا جعفر صادقؑ
میرا آقا جعفر صادقؑ

دیکھو دیکھو نور وہ چمکا
آیا آیا جعفر صادقؑ

تیری قسم ہے تیرے در سے
مر کے اٹھوں گا جعفر صادقؑ

میرے جیون کی کشتی کا
تو ہے کھویا جعفر صادقؑ

دم ہے لبوں پہ آیا میرے
اب تو آجا جعفر صادقؑ

محشر میں کافی ہے مجھ کو
تیرا سہارا جعفر صادقؑ

دین و ایماں پہ احساں ہے
تیری فقہ کا جعفر صادقؑ

وقت آئے میری زباں پہ
نام ہو تیرا جعفر صادقؑ

ہے یہ سعید اک ادنیٰ خادم
تیرے در کا جعفر صادقؑ

□□□

امام رضائے غریبؑ

جان خیر الورا اے امام رضا
میرے حا. ۔ روا اے امام رضا

اس کے قدموں پہ جھکتے ہیں شاہوں کے سر
جو ہے تیرا گدا اے امام رضا

. . مسافر ضما۔ میں ہے آپ کی
پھر اسے خوف کیا اے امام رضا

ہوَیِ وہ یقیناً ۰ ا سے قری.
جو تیرا ہوَیِ اے امام رضا

آپ کے در سے ہی ہم کو فردوس کا
راستہ مل َیِ اے امام رضا

کوئی مشکل بھی ہو میری آساں ہوئی
میں نے . . بھی کہا اے امام رضا

تو غری. ایسا ہے جس کے در پہ جھکے
سارے شاہ و گدا اے امام رضا

وارث لا فتیٰ مقصد ا
شامل ھل اتی اے امام رضا

دل کی دھڑکن یہ کہتی ہے . سے سعید
اے امام رضا اے امام رضا

❑❑❑

حجت العصرؑ

. . سے ہو تم حجاب میں دل بے قرار ہے
ہر منظر حیات نگاہوں پہ .ر ہے

لے کر فضائے صبح تبسم . آؤ گے
روٹھی ہوئی چمن سے چمن کی بہار ہے

جینے پہ اہلِ دل کو نہ مجبور اب کرو
تم آؤ ـ نہ آؤ تمھیں اختیار ہے

لے جائے گی کہاں مجھے دیوانگی شوق
پردے میں تم ہو دامنِ دل ـ ر ـ ر ہے

ذوقِ وفا کو اور بھی کچھ آزماؤ تم
شایـ یہی مشیت پروردگار ہے

آکر علیؑ کی تیغ کے جوہر دکھاؤ اب
میداں کربلا کو بڑا انتظار ہے

تلوار . . چلے گی تو آواز آئے گی
د ـ ۔ ا ہے اور وہی ذوالفقار ہے

□□□

حجت العصرؑ

اعتبارِ نبی و علیؑ آیئے
وارثِ صو ی عسکریؑ آیئے

جلوہ رُخ دکھا دیجئے آکر حضور
.ڑھ گئی ہے بہت تیرگی آیئے

آپ کے نقشِ پ کی ہے مجھ کو تلاش
مر . . بہ بندگی آیئے

آپ آ تو آئے گی فصلِ بہار
پھول بن جائے گی ہر کلی آیئے

دل کی حسرت نہ رہ جائے دل میں کہیں
ختم ہونے کو ہے ز گی آیئے

خونِ سرورؑ کا ی کو اب انتقام
کر ذوالفقار علیؑ آیئے

میری .لیں پہ جس وقت آ علیؑ
التجا ہے مری آپ بھی آیئے

عرض کرت ہے . کی طرف سے سعید
آیئے اے ا کے ولی آیئے

□□□

حجت العصرؑ

د۔ کی ۔ب کہاں جو رخ زیبا دیکھیں
کم سے کم آپ کا ہم نقشِ کفِ پ دیکھیں

دیکھیں . اٹھیں وہ اپنے رُخِ روشن سے ب
. .آئے دل مضطر کی تمنا دیکھیں

ی ٠ ا مسجدوں میں آکے پڑھا جو ز
سطح در۔ پہ ہم اپنا بھی مصلی دیکھیں

نقش پ حضرت حجتؑ کے ہیں کافی ہم کو
شوق سے حضرت موسیٰ یدِ بیضا دیکھیں

. تلک دیتے رہیں دل کو تسلی اپنے
. تلک دیکھنے والے ا رستہ دیکھیں

سوچتا ہوں کہ وہ بے چین نہ ہوجا کہیں
میرے آقا مرا جس وقت عریضہ دیکھیں

رات دن کٹتے ہیں اپنے اسی حسرت میں سعید
کربلا دیکھیں نجف دیکھیں مدینہ دیکھیں

□□□

حجت العصرؑ

علیؑ کے لال زہراؑ کے دل و جاں تم کب آؤگے
ہماری مشکلیں کرنے کو آساں تم کب آؤگے

فسردہ گل ہیں پژمردہ ہیں کلیاں تم کب آؤگے
ہے زد میں بجلیوں کی اب گلستاں تم کب آؤگے

مسلماں منحرف ہونے لگے ہیں کل ایماں سے
محمدؐ کی شریعت کے نگہباں تم کب آؤگے

تمھارے آستاں کے جو ہیں دیرینہ گدا مولاؑ
کھڑے ہیں منتظر پھیلائے داماں تم کب آؤگے

غم سبط پیمبرؐ میں سر مژگاں ستارے ہیں
کیا ہے ہم نے یوں جشنِ چراغاں تم کب آؤگے

تمھیں لینا ہے بدلہ کربلا کے خونِ ناحق کا
بتاؤ وارث شاہؑ شہیداں تم کب آؤگے

سعید بینوا بھی ہے تمھاری دید کا طالب
کب آؤگے شہنشاہ غریباں تم کب آؤگے

❑❑❑

حجت العصرؑ

یہ جیتے جی ہے مرے دل کی آرزو قائمؑ
ثنا کروں میں ی تیرے رو.و قائمؑ

ا کے واسطے ی کو انتقام آجا
پکارت ہے شہیدوں کا اب لہو قائمؑ

ی غلام نوازی ہے یہ کرم ہے تیرا
جو آج ہے مری د میں آ.و قائم

یہ چا اور ستاروں کا کام شام و سحر
ہے تیرے نقشِ کفِ پ کی جستجو قائم

جو اپنے آپ سے واقف نہیں ا کی قسم
وہ کرتے ہیں ے رے میں گفتگو قائم

ہو پہ م ا اور دم نکل جائے
سعید کی فقط اتنی ہے آرزو قائمؑ

□□□

ثنی زہراؑ

ہو مجھ سے کیسے ترا مرتبہ بیاں زینبؑ
کہ تو ہے مقصد سرورؑ کی پسباں زینبؑ

ہوئے جو نہر پہ عباسؑ نمدار شہید
بڑھیں کچھ اور تری ذمہ داریں زینبؑ

امام وقت ہے جس کاروان میں شامل
بنی ہے اس کی تو سالار کارواں زینبؑ

تو چاہتی تو یہ د تباہ ہوجاتی
تھا مقصد شبیرؑ درمیاں زینبؑ

امام وقت نہ کیوں ان سے مشورہ کرت
کہ تھی مزاج مشیت کی ترجماں زینبؑ

جناب فضہ جھلاتی تھیں تیرے جھولے کو
تھیں ساتھ آیتیں قرآں کی لوریں زینبؑ

نہ تیرے خطبے میں کیوں کاٹ ذوالفقار کی ہو
کہ تو لسان ۔ ا کی تھی ہم ز.ں زینبؑ

ہیں تیرے .زو بظاہر بندھے ہوئے لیکن
ہیں تیرے ہاتھوں میں مشکلکشائیاں زینبؑ

یہ انقلاب نہیں ہے تو اور کیا ہے سعید
کہاں .ز.ی کا در.ر اور کہاں زینبؑ

❑❑❑

○

ثانی زہراؑ

مجبور نہیں مالک و مختار ہے زینبؑ
ہمشیرہ عباسؑ علمدار ہے زینبؑ

آیت الٰہی کے تحفظ کی ہے دیوار
تحریر محمدؐ کی نگہدار ہے زینبؑ

چہرہ کا جلال اس کے ہے خود چادر تطہیر
بے پردہ بظاہر سر دربار ہے زینبؑ

بنیاد رکھی ماتم شبیرؑ کی تونے
تو پہلی شہ دیں کی عزادار ہے زینبؑ

بیٹوں کے جنازوں پہ کیا شکر کا سجدہ
تحسین الٰہی کی سزاوار ہے زینبؑ

جس قافلے میں حجت حق خود بھی ہے شامل
اس قافلے کی قافلہ سالار ہے زینبؑ

یہ حیدرؑ کرار کی بیٹی ہی نہیں ہے
وقت آئے تو خود حیدرِ کرارؑ ہے زینبؑ

محتاج توجہ ہے سعید جگر افکار
وہ بھی ترے بھائی کا عزادار ہے زینبؑ

□□□

ثانی زہراؑ

میرا ایماں یہ یقیناً بخدا ہے زینبؑ
تجھ کو معصوم نہ سمجھوں تو خطا ہے زینبؑ

کربلا سے جو سوئے شام روانہ تو ہوئی
مقصد شاہ ترے ساتھ گیا ہے زینبؑ

جھک گیا فرط ندامت سے سر حاکم شام
تو نے دربار میں خطبہ جو دیا ہے زینبؑ

اللہ اللہ یہ شرف جان کے ز اپنی
تیرے بابا نے ترا نام رکھا ہے زینبؑ

بڑھ کے خود بن گیا حامی ترے چہرے کا جلال
بے رِدا ہو کے ہے تو پبندِ رِدا ہے زینبؑ

ظلم آگے ترے آتے ہوئے تھراتا ہے
صبر قدموں کو ترے چوم رہا ہے زینبؑ

یہی کافی ہے سمجھنے کے لیے تیرا مقام
مشورہ تجھ سے امامت نے کیا ہے زینبؑ

شام میں رکھ کے بنا مجلس شہؑ کی تو نے
ہم گنہگاروں پہ احسان کیا ہے زینبؑ

دم کیا ند علیؑ پڑھ کے قلم پہ پہلے
حال دربار کا پھر میں نے لکھا ہے زینبؑ

ے .. سے خطاب تجھے ورثہ میں ملی
صبر ماں سے تجھے ورثہ میں ہے زینبؑ

جان کر چادر تطہیر کا وارث تجھ کو
وضو میں نے ا م لیا ہے زینبؑ

آرزو اس کی بھی . لا ا خادم ہے سعید
تو بھی تو . شہؑ عقدہ کشا ہے زینبؑ

❑❑❑

ثانی زہراؑ

دین حق کی بقا ہے زینبؑ سے
آج ہم ۔ ا ہے زینبؑ سے

ذرّہ ذرّہ ہے کربلا کا گواہ
کام ایسا ہوا ہے زینبؑ سے

کام شبیرؑ نے جو چھوڑا تھا
وہ بھی پورا ہوا ہے زینبؑ سے

اللہ اللہ دوجہاں کا امامؑ
مشورہ کررہا ہے زینبؑ سے

راہ صبر و رضا ہے زیـ قدم
شان صبر و رضا ہے زینبؑ سے

لاکھ .توں کی ایـ .ت ہے یہ
کربلا کربلا ہے زینبؑ سے

دونوں عالم یہ جا ہیں سعید
مجلسوں کی بنا ہے زینبؑ سے

□□□

قمر بنی ہاشمؑ

السلام اے وقار وفا
. ش افتخار وفا
تو نے شہؑ کا اٹھای علم
دوش پ لے کے .ر وفا
.لیقیں ت ے قبضہ میں ہے
حشر ی اقتدار وفا
تجھ سے ہٹ کر نہیں ہے کوئی
خالق رہگزار وفا
ہاتھ ہوتے ہیں اس میں قلم
کتنا مشکل ہے کار وفا
.م تیرا ہے حق کی قسم
آج بھی ذمہ دار وفا
کاش آکر شہؑ ذوالفقار
دیکھتے کارزار وفا
نہر سے لوٹ کر تشنہ .
بن َی ت .ار وفا
تیرے بندوں میں ہے یہ سعید
تو ہے پروردگار وفا

□□□

○

قمر بنی ہاشمؑ

تشنگی کے ۰ ا کی آمد ہے
فاتح علقمہ کی آمد ہے

ہے وفا جس کے ۰م سے موسوم
آج اس . وفا کی آمد ہے

ہو کے بے د ت جو ہے عقدہ کشا
ایسے معجز کی آمد ہے

شاد ہیں دل میں زینبؑ و کلثومؑ
پسبان ردا کی آمد ہے

گود میں لے کے کہہ رہے ہیں حسینؑ
مقصد کربلا کی آمد ہے

حاجتیں کیو ں نہ ہوں گی اب پوری
شہ کے حا. ت روا کی آمد ہے

ما َ لو آج جو بھی چاہے سعید
اعتبار وفا کی آمد ہے

❒❒❒

قمر بنی ہاشمؑ

ازل سے ہوں میں علمدار شہؑ کا شیدائی
انھیں کے در پہ میں کرتہ ہوں ۰صیہ سائی

لکھوں گا مد ت عباسؑ ی علیؑ کہہ کر
کریں گے میری یقیناً وہ ہمت افزائی

ڑی حسینؑ کے چھرہ پہ ان کی پہلی
حسینؑ پ تھی ان کی . . اجل آئی

علیؑ کے بھی ہیں یہ حا. ت روا حسینؑ کے بھی
جہاں میں ایسی فضیلت کسی نے . پائی

ر ہوگئے عباسؑ . . شہ دیں پ
مراد حضرت اُمّ البنین کی . آئی

ہے آج ت بھی تصرف میں ان کے نہر فرات
انھیں سے اب بھی ہے منسوب لفظ سقائی

سعید ہوں گے سرہانے مہ بنی ہاشمؑ
لحد میں کیسا ا ۰ھیرا کہاں کی تنہائی

□□□

قمر بنی ہاشمؑ

اہل دل کا ٠ ا ت. ارِ وفا
وارث لافتیٰ ت. ارِ وفا

مثل سبطینؑ فرز٠ اپنا تجھے
فاطمہؑ نے کہا ت. ارِ وفا

علقمہ کی ہر اک موج نے آپ کو
.ڑھ کے سجدہ کیا ت. ارِ وفا

میری جا٠. بھی ہو اک نگاہ کرم
شہؑ کے حا. ت روا ت. ارِ وفا

جان ام البنین آرزوئے علیؑ
فاطمہؑ کی دعا ت. ارِ وفا

تو نے ساحل پہ جس وقت انگڑائی لی
کا٠پ اٹھی علقمہ ت. ارِ وفا

ساری د کے مشکل کشا ہیں علیؑ
ان کا مشکل کشا ت ۔ ارِ وفا

فوج کا آسرا ذمہ دار علم
پسبان ردا ت ۔ ارِ وفا

جو فریضہ بھی تھا کرکے پورا اسے
نہر پ سوَ ی ت ۔ ارِ وفا

اس کی قسمت کا کیا پوچھنا اے سعید
جس کو بھی مل َ ی ت ۔ ارِ وفا

❒❒❒

○

قمر بنی ہاشمؑ

عباسؑ کا رخ غور سے وہ دیکھ رہا ہے
حیران نصیری ہے کہ یہ ما.ا کیا ہے

ماہ بنی ہاشمؑ کی یہ مد ۔ کا صلہ ہے
دل کیف مودت سے مرا جھوم رہا ہے

دریہ کی طرف شہ کا علمدار ہے
اب چادر زینبؑ کا نگہبان ۰ ا ہے

کیا جانے کوئی مرتبہ عباسؑ علیؑ کا
زہراؑ کی تمنّا ہے یہ حیدرؑ کی دعا ہے

خیبر میں پیمبرؐ نے علیؑ کو جو دیہ تھا
عباسؑ علیؑ کو وہ علم شہؑ نے دیہ ہے

عباسؑ کا .زو جو علیؑ چوم رہے ہیں
کیا پیش معرکہ کرب و بلا ہے

عباسؑ کا خادم مجھے کہتا ہے زمانہ
جتنا بھی کروں فخر سعید اس پہ بجا ہے

□□□

قمر بنی ہاشمؑ

جہاں میں آئے . . عباسؑ ہاتف کی صدا آئی
مبارک ہو حسینؑ ابنِ علیؑ کو چاں سا بھائی

کبھی آقا کبھی مولا کبھی سرورؑ کہا ان کو
نہ بھولے سے کہا شبیرؑ کو عباسؑ نے بھائی

کہا عباسؑ کو زہراؑ نے یہ فرزن ہے میرا
مبارک حضرت اُمّ البنینؑ یہ عزت افزائی

کریں گے کربلا میں یہ . . شاہِ مرداں کی
یہی تو آمد عباسؑ کی ہے علت غائی

علیؑ کے گھر پہ آکر کہہ رہے ہیں یہ علیؑ والے
مبارک ہو علیؑ کے گھر میں تصوی علیؑ آئی

پلٹ کر بھی نہ دیکھا اس طرف عباسؑ غازی نے
قدم بوسی کی خاطر .ڑھ کے نہر علقمہ آئی

علیؑ کی ہو بہو تصوی ہے ماہ بنی ہاشمؑ
نصیری کے بھٹکنے کی یہ منزل دوسری آئی

سعید اب مانَ لے مخدومہؑ عالم سے جو چاہے
کہ ان کے لاڈلے فرزن کی ہے جلوہ آرائی

□□□

قمر بنی ہاشمؑ

پسر زہراؑ کا اور اُمّ البنیں کا دلر. آ ے
نصیری کے ۰ ا کے گھر وفاؤں کا ۰ ا آ ے

علیؑ خوش ہیں کہ دیینہ تمنا ان کی . آئی
شہ دین شاد ہیں مشکلکشائے کربلا آ ے

تھی کس میں اتنی ہمت راستہ جو روکتا اس کا
علمبردار شہ جس وقت سوئے علقمہ آ ے

ہماری حاجتیں بھی ہوں گی پوری اس کے صدقے میں
کہ اب حا. ــ روائے خلق کا حا. ــ روا آ ے

ادب سے اس کا استقبال رضواں نے کیا .ڑھ کر
در .ٔـ پہ . . مداح شاہ کربلا آ ے

جہاں میں آتے ہی عباسؑ نے دیکھا رخ شہ کو
نگاہیں تھی رخ شہ پ جو پیغام قضا آ ے

وہیں میں نے عقیدت سے جھکا دی اپنی پیشانی
تصور میں میرے عباسؑ کا . . نقش پا آیا

علیؑ کی یاد آتے ہی مجھے عباسؑ یاد آئے
نجف کے ساتھ ہی مجھ کو خیال کربلا آیا

سعید خوش نوا پہنچا جونہی میدان محشر میں
کہا ہر ایک نے عباسؑ کے در کا گدا آیا

□□□

○

قمر بنی ہاشمؑ

اے علمدار شاہؑ ہدا
تیرے رتبے کا کیا پوچھنا

کر رہا ہوں میں تیری ثنا
فاطمہؑ دے رہی ہے دعا

بندگی کی یہ معراج ہے
میرا سر اور ـا نقش پ

بنی ہاشمؑ کا تو چاں ہے
حسن کا تیرے کیا پوچھنا

اس کو بھی تیری حا۔ ہوئی
جو ہے د کا حا۔ روا

وارث لافتیٰ وقت ۔
داد کا تجھ سے طا ۔ ہوا

علقمہ سر پٹکتی رہی
اور تو مسکرا رہا

جس کو کہتی ہے د سعید
ـے در کا ہے ادنیٰ گدا

□□□

سکینہؑ بنت الحسینؑ

تفسیر شہادت کی سیرت ہے سکینہؑ
تو حاصل توحید و رسالتؐ ہے سکینہؑ

تطہیر کی جاں روح عبادت ہے سکینہؑ
زہراؑ کی قسم پیکر عصمت ہے سکینہؑ

وہ گھر پسند آتا ہے بہت سبط نبی کو
جس گھر میں ترا ذکر فضیلت ہے سکینہؑ

عباسؑ علیؑ شام و سحر پڑھتے ہیں تجھ کو
تو مصحف زہراؑ کی وہ آیت ہے سکینہؑ

قربانی شبیرؑ کی دنیا میں یہ شہرت
تیری بھی اسیری کی بدولت ہے سکینہؑ

مانا ہے یہ ہر قوم نے تاریخ کو پڑھ کر
تو فتح حسینؑ کی بشارت ہے سکینہؑ

دادی کی طرح جلوہ گہہ کون و مکاں میں
شبیرؑ کی تو بھی اک امانت ہے سکینہؑ

پردہ کیا ہاتھوں سے جو منہ اپنا چھپا کر
ممنون تری آج شریعت ہے سکینہؑ

شامل ہے سعید آج جو مداحوں میں تیرے
عباسؑ کی یہ چشم عنایت ہے سکینہؑ

❑❑❑

شہزادہ قاسمؑ

ام فردا کا مہ لقا قاسمؑ — قلب شبرؑ کی ہے دعا قاسمؑ
را ت جاں فاطمہؑ قاسمؑ — دلبر شاہ لافتی قاسمؑ
ی مقتل جو ب ھ کر سہرا — تھا وہ نوشاہ کربلا قاسمؑ
اہل ایماں کو تو نے بتلای — موت کا کیا ہے ذا قاسمؑ
دیکھئے آ کے فاتح خیبر — ب کرت ہے آپ کا قاسمؑ
تھا تو شا د آکے رن میں — خود بھی عباسؑ بن ی قاسمؑ
کربلا میں تھے دو علیؑ اک جا — ای عباسؑ دوسرا قاسمؑ
جمع ہیں تیرے سارے پ وانے — کتنی پ نور ہے فضاء قاسمؑ
احتیاطاً میں پڑھ کے د علیؑ — کر رہا ہوں ت ی ثنا قاسمؑ
رات دن ہے ز بن پ میری — ی علیؑ ی حسینؑ ی قاسمؑ

اک نگاہ کرم سعید پہ بھی
وہ بھی مداح ہے ت ا قاسمؑ

□□□

○

شہزادہ علی اصغرؑ

تشنگی لکھ کر تبسم میں نے لکھا دیکھئے
مد ۔ اصغرؑ کے ہیں عنوان کیا کیا دیکھئے

.پ کے ہاتھوں پہ آئے تیر کھائے مسکرائے
بے زبں کی .َ کا ہے یہ خلاصہ دیکھئے

َ کے جھولے سے دیہ ہے استغاثہ کا جواب
کم سنی میں ت شہؑ کا یہ .ٰبہ دیکھئے

بے زبں کا تھا تبسم یہ تھی ضرب حیدریؑ
لشکر اعدا میں ہے اک حشر . پ دیکھئے

رَ لایہ تبسم اصغرؑ بے شیر کا
پھر سوال بیعت فاسق نہ اٹھا دیکھئے

اللہ اللہ رتبہ اصغرؑ کوئی سمجھے گا کیا
مصحف زہراؑ کا ہے اک یہ بھی پرہ دیکھئے

اس کے مداحوں میں شامل ہوَیہ ہوں میں سعید
یہ شرف شہزادے نے ہے مجھ کو بخشا دیکھئے

□□□

شہزادہ علی اصغرؑ

مالک نے میرے مجھ پہ یہ احسان کردیا
اک بے زباں کا مجھ کو ثنا خوان کردیا

مشکلکشا کے پوتے نے کھا کر گلے پہ تیر
ہر مرحلہ حیات کا آسان کردیا

رونے لگے سپاہی جو فوجِ یزید کے
اصغرؑ نے ہنس کے فتح کا اعلان کردیا

اک بے زباں کے خوں نے دکھایا ہے یہ اثر
صحرائے کربلا کو گلستان کردیا

مشکل جو آپڑی تھی محمدؐ کے دین پر
اصغرؑ نے اپنے آپ کو قربان کردیا

سوکھی زبان ننھے سے ہونٹوں پہ پھیر کر
پورا دل حسینؑ کا ارمان کردیا

حق تو یہ ہے شہادت اصغرؑ نے اے سعید
اسلام کی حیات کا سامان کردیا

□□□

شہزادہ علی اصغرؑ

کس کے روئے روشن سے دہر میں اجالا ہے
گود میں شہؑ دیں کی کون مسکرا ہے

چھے مہینے کے سن میں یہ مجاہد اعظم
کربلا کے میداں میں انقلاب لای ہے

محضر شہادت میں اس کا م شامل تھا
اس لیے مدینہ سے کربلا آی ہے

اے لسان حق تو ہی میری آ.و رکھ لے
بے ز.ں کی مد کا مجھ میں حوصلہ کیا ہے

شیر حق کے پوتے کا تھا یہ حوصلہ ورنہ
تیر کھا کے دن پ کون مسکرا ہے

آپ تو فقط اس کے سن پہ غور کرتے ہیں
آپ کیسے سمجھیں گے اس کا مرتبہ کیا ہے

تیر ظلم آی تھا جو گلے پہ اصغرؑ کے
مومنوں کے دل میں وہ آج کھٹکتا ہے

پہ م اصغرؑ ہو اور دم نکل جائے
اے سعید بس میرے دل کی یہ تمنا ہے

□□□

○

شہزادہ علی اصغرؑ

جان ر.ب ٘ز شہنشاہؐ دوجہاں
تیری ثناء کو چاہیے قرآں کی ز.ں

میں ا مشت خاک ہوں تو فاطمہؑ کی جاں
تیری فضیلتیں بھلا مجھ سے ہو ں کیا بیاں

اس مختصر سی عمر میں ۔ریخ ہے گواہ
پیغمبروں نے بھی نہ دیِ ایسا امتحاں

ہ کو تیری شان تبسم کو دیکھ کر
تجھ پ ر ہو گئیں مشکلکشائیاں

جھولے کی ں سے صدا آرہی ہے یہ
تو بھی ہے جاوداں ۔ا غم بھی ہے جاوداں

میداں میں تیرے نقش قدم تو نہیں
قدموں کو تیرے چومتی ہیں فتح مندیں

جس کی نظیر پھر نہ زمانے کو مل سکی
کھینچا وہ تو نے خط حق و ؒطل کے درمیاں

بے چین د ۔ بوسی کو ہے تیری ذوالفقار
وہ چھوٹے چھوٹے ؒزو وہ ننھی کلائیاں

اٹھ جا۔ پھر زمانے سے اسلام کا بھرم
کھلتیں جو شاہزادے ۔ ی بند مٹھیاں

پیش تبسم اصغرؑ رہے سعید
وقت اخیر موت کی آ جو ہچکیاں

□□□

شہزادہ علی اصغرؑ

عمر جس کی ہے چھوٹی جو ۔ڑا سپاہی ہے
۔ ر اس کی ۔ مت میں منقبت یہ میری ہے

رو رہا ہے ۔ لشکر مسکراتے ہیں اصغرؑ
کہیئے کون ہارا ہے کس نے فتح پ ئی ہے

۔ علیؑ کی مد ۔ کی ۔ حسینؑ کا ماتم
میں نے ز ۔گی اپنی اس طرح بسر کی ہے

سر ۔ و جو ہے اسلام اے حسینؑ کے دلبر
یہ ۔ ی عنا ۔ ہے تیری مہر ۔نی ہے

آج شاہ والا کا تیسرا پسر آ ۔
یہ اسی کا صدقہ ہے روشنی جو پھیلی ہے

دشمنان سرورؑ کے دل دہل گئے اس دم
بے ز ۔ں نے ہو ں پ ۔ ۔ ز ۔ن پھیری ہے

جلد مجھ کو بلوالیں وہ سعید روضہ پ
اپنے شاہزادے سے التجا یہ میری ہے

□□□

○

حضرت عونؑ و محمدؑ

عظمت کا صداقت کا بیاں عونؑ و محمدؑ
قرآں کی حدیثوں کی ز.ں عونؑ و محمدؑ

وہ حمد ہو یـ ہو یـ ہو وہ قصیدہ
ہیں سارے زوں کی اذاں عونؑ و محمدؑ

اک جعفر طیّار ہے اک حیدر کرارؑ
کردارِ نبیؐ کے ہیں ں عونؑ و محمدؑ

ان دونوں کے جلوے ہیں عیاں کون مکاں میں
ہیں روشنی کون و مکاں عونؑ و محمدؑ

ارمان و تمنائے بن جعفرؑ طیّار
.:. اسد اللہ کی جاں عونؑ و محمدؑ

کم عمر ہیں د کی نگاہوں میں وہ لیکن
ہیں .أت وہمت میں جواں عونؑ و محمدؑ

اپنا در مقصود سعید ان سے ملے گا
فیضان کی ہیں روح رواں عونؑ و محمدؑ

❑❑❑

حضرت عونؑ و محمدؑ

ہیں فخر اب و. بخدا عونؑ و محمدؑ
زینبؑ کے ہیں آنکھوں کی ضیا عونؑ و محمدؑ

عباسؑ کے ہو ں پہ تبسم ہے یں
میدان میں ہیں محو وغا عونؑ و محمدؑ

بھولے سے بھی دریہ کی طرف رخ نہیں کرتے
جیسے کہ ہیں دریہ سے خفا عونؑ و محمدؑ

میداں میں انھیں دیکھ کے کہتے ہیں یہ اعدا
ہیں جعفرؑ و حیدرؑ بخدا عونؑ و محمدؑ

پ اپنے سمیٹے ہوئے حیران ہیں جبریلؑ
اس شان سے کرتے ہیں وغا عونؑ و محمدؑ

ورثہ میں ملی ہے تمھیں دادا کی شجا ت
اعدا کو یہ معلوم نہ تھا عونؑ و محمدؑ

اس جشن کے بنی جو ہیں آبد رہیں وہ
کرتا ہے سعید اب یہ دعا عونؑ و محمدؑ

□□□

متفرق

آپ . . واقف نہیں ہیں کیا ہے قنبر کا مقام
کیا سمجھ میں آپ کی آئے گا حیدرؑ کا مقام

فاطمہؑ کے لال کا صدقہ ہے اے بندہ نواز
آج ۔ .قی ہے جو محراب و . کا مقام

ز گی بھر جو نہ سوے اس کو بھی نیند آگئی
بسترِ احمدؐ فقط ہے خوابِ حیدرؑ کا مقام

اک یہودی اس کے صدقے میں مسلماں ہوَے
ہے یہ .. مصطفیٰؐ کی کہنہ چادر کا مقام

ان کی خاطر سے ہوئے تخلیق یہ ارض و سما
ماورائے عقل ا ں ہے پیمبرؑ کا مقام

حجت حق کا سلام آ ے ہے ان کے واسطے
ا ۔ء سے کم نہیں ا ر سرورؑ کا مقام

مجلس سرورؑ میں . . تشریف لا فاطمہؑ
عرش سے بھی ہوَے او مرے گھر کا مقام

وہ بھلا کس طرح سے . . میں جائے گا سعید
ہے جہنم دشمنِ آلِ پیمبرؑ کا مقام

□□□

○

متفرق

بجھ نہیں ت کبھی بھی حق کے مظہر کے پ اغ
حشرت روشن رہیں گے مدح حیدرؑ کے پ اغ

کس کے دل میں کس قدر ایمان کی ہے روشنی
دیکھتے ہیں شہؑ ش. عاشور گل کرکے پ اغ

بجھ نہیں ت بجھانے سے کبھی بندہ نواز
جلتے ہیں رخ پ ہوا کے مدح حیدرؑ کے پ اغ

اپنے ۔ٔ سے لگا کر قبر میں لے جاؤں گا
کام دیں گے واں غم سبط پیمبرؐ کے پ اغ

مصطفےٰؐ کے نور سے مشتق نہ ہو کیوں ان کا نور
شبرؑ و شبیرؑ ہیں دوش پیمبرؐ کے پ اغ

بستر احمدؐ پہ سوکر چین سے ہجرت کی ش.
کرتے ہیں روشن علیؑ مرضی داور کے پ اغ

صبح عاشور اذاں دے گا جو ہمشکلِ رسولؐ
خود بخود دیں گے ضیا حر کے مقدر کے پ اغ

راہ حق پ جو بھی چاہے گامزن ہو شوق سے
جا بجاروشن ہیں نقش پئے حیدرؑ کے پ اغ

حضرت میثم کی مد ی کے ٠الے ہیں اصول
دار پ کرتے ہیں روشن مدح حیدرؑ کے پ اغ

آج بھی ہر اہل ایماں کی میں اے سعید
جگمگاتے ہیں غد ی خم کے : کے پ اغ

❑❑❑

آ ی منقبت

ہیں آٹھوں پہر آٹھویں رہبر کی ثنا میں — ہم چیز ہیں کیا لوح و قلم بول رہے ہیں

وہ عرش ا ہو کہ ہو دوش نبی ہر جا — مولا کے مرے نقشِ قدم بول رہے ہیں

مولائی سر اپنا در مولا پہ جھکا کر — سجدہ کا اسے اپنے بھرم بول رہے ہیں

د میں کوئی غم ہے تو وہ ہے غم شبیرؑ — جو لوگ ہیں شائستہ غم بول رہے ہیں

اظہار غم شاہ کا اک یہ بھی ہے از — ہم پ پ ہیں دیہ ٔنم بول رہے ہیں

لو آ ہی ی کا سر اصنام جہاں میں — تے ہوئے کعبہ میں صنم بول رہے ہیں

بہتر کوئی د میں بہتّر سے نہیں ہے — ہم عارف ریخِ اُمم بول رہے ہیں

رتبے میں علیؑ بھی ہیں محمدؐ کے . ا. — ہم کھا کے محمدؐ کی قسم بول رہے ہیں

پ بندی سعید اب نہیں توصیف علیؑ پ

. اہلِ عرب اہلِ عجم بول رہے ہیں

□□□

○

سلام

مجھے مطلوب ہوگا جام یہ . . بھی کوثر کا
سلام ایسا پڑھوں گا دِل بھر آئے گا پیمبرؐ کا

زمین کربلا کیا پوچھنا تیرے مقدر کا
ہے تجھ میں آج ت محفوظ سرمایہ پیمبرؐ کا

کمرخم کیوں نہ ہو دل غم سے ٹوٹے کیوں نہ سرورؐ کا
علم . دار آ بھائی تھا . زو . ا. کا

لبِ دریا علمبردار بھی کام آ یا آ
بس اب اللہ حافظ حضرت زینبؑ کی چادر کا

تیری غیرت کو آ کیا ہوا کچھ تو نے سوچا بھی
بھری محفل میں کیسا ت کرہ زینبؑ کی چادر کا

گھڑی بھر بھی ر.ب آرام سے سونے نہیں پ تی
وہ . . کروٹ . لتی ہے خیال آ ہے اصغرؑ کا

سعیدِ راز پ . . بھی کوئی افتاد پڑتی ہے
بس اک عادت سی ہے وہ م لے یت ہے حیدرؑ کا

□□□

سلام

علیؑ کی مدح کرتا ہوں یہی ایـ کام .قی ہے
اسی کی وجہ سے د میں میرا .م .قی ہے

زمیں . . ت ہے . . ت پرِخ نیلی فام .قی ہے
فضا میں فاطمہؑ کی جان کا پیغام .قی ہے

نبیؐ نے حکم فرمایہ علیؑ نے تیغ چمکائی
کسی کا حکم .قی ہے کسی کا کام .قی ہے

علیؑ کے ساتھ حق ہے اور علیؑ بھی ساتھ ہیں حق کے
ا کا .م . . ت ہے علیؑ کا .م .قی ہے

ہزاروں کے گلے کاٹے علیؑ کی تیغ نے لیکن
ابھی بچے کی ت.ت کھودنے کا کام .قی ہے

سپردِ خاک کرنا ہے ابھی .لی سکینہؑ کو
الٰہی غم زدہ زینبؑ کو یہ بھی کام .قی ہے

نواسی کو نبیؐ کی سر .ہنہ دیکھنے والو
اسی بے پردگی سے عصمتِ اسلام .قی ہے

❑❑❑

سلام

یہ ما   ہوں وہ کربلا کا شہیدِ اعظم ۰ ا نہیں ہے
بقا ۰ ا کے لیے ہے لیکن حسینؑ کو بھی فنا نہیں ہے

بھرے ہیں شیرِ ۰ ا کے ۔ بے . ی کے دل میں لہو کی صورت
وفائے عباسؑ اور کیا ہے اَ علیؑ کی دعا نہیں ہے

کبھی ہٹی تھی جو سر سے چادر تو مہر نے منہ چھپالیا تھا
فلک کی بھی ہے عجیب َ دش اسی کے سر پہ رِدا نہیں ہے

شقاوت قلب حرملہ نہ یہ کہہ کے چلہ میں تیر جوڑا
ہے بے خطا َ صغیر تو ہو یہ تیر تو بے خطا نہیں ہے

نصیریو یہ خیال ۔طل تمھیں ڈبو کر رہے گا اک دن
جسے ۰ ا تم سمجھ رہے ہو ۰ ا   ہے ۰ ا نہیں ہے

نہیں ہے یہ وعدہ گاہ مولاؑ ابھی ہے کچھ اور دور منزل
چلو حسینؑ اب چلو اب یہاں سے یہ کعبہ ہے کربلا نہیں ہے

پکاریں دریا کی موجیں بڑھ کر حضور پیاسے ہیں پانی پی لیں
کہا یہ سقائے تشنہ لب نے شعار اہلِ وفا نہیں ہے

حسینؑ مقتل سے آرہے ہیں لئے ہوئے لاش نوجواں کی
یہاں تو رکتے ہیں انبیاء بھی کہ عام یہ راستہ نہیں ہے

علیؑ کی الفت میں مرنے والا شہید ہے اتنا جانتا ہوں
سعید مل جائے یہ سعادت بس اور کچھ مدعا نہیں ہے

□□□

سلام

تلاوت لازمی قرآں کی ہے تفسیر سے پہلے
علیؑ کی مدح کیجئے ماتم شبیرؑ سے پہلے

َ ۔ہوں کے بھی دھبےّ داغِ ماتم بھی ہیں ۔ ۔
مجھے معلوم ہے ۔ کاتبِ تقدیر سے پہلے

حریفوں کو ۔ امت ہاتھ آئی ۔َ کے ۔ لے
بہت کوشش تو کی تھی شاہ خیبر گیر سے پہلے

۔ڑی مشکل سے ہاتھ آئی ہے راہِ کربلا مجھ کو
بہت لڑ۔ پڑا ہے َ دشِ تقدیر سے پہلے

سپاہی کے لئے اب ننگ ہے تیر وکماں رکھنا
نہ تھا ۔۔م یہ فن حرملہ کے تیر سے پہلے

وہی اہلِ کچھ داد دے گا حسن اکبرؑ کی
نبیؐ کو جس نے بھی دیکھا ہو اس تصویر سے پہلے

سعید اب کربلا کی سرزمیں مسجود عالم ہے
فقط کعبہ ہی کعبہ تھا درِ شبیرؑ سے پہلے

□□□

○

سلام

ذکر غمِ حسینؑ سے محفل سجی رہی
گل ہوئے چراغ روشنی رہی

اکبرؑ کے بعد ز میں کیا دلکشی رہی
لیلیٰؑ تمام عمر یہی سوچتی رہی

عباسؑ نے آئے جو میدان کی رضا
زینبؑ بس اپنے بازوؤں کو دیکھتی رہی

اس انتظار میں کہ آتے ہیں بوترابؑ
بالیں پہ آکے موت ادب سے کھڑی رہی

اشکِ غمِ حسینؑ کا ٹوٹا نہ سلسلہ
رومالِ فاطمہؑ میں ہمیشہ نمی رہی

خیمے فرات سے تو ہٹائے گئے
عباسؑ نامدار کی تیوری چڑھی رہی

آدم سے اے سعید رسالتمآب تک
ہر دور میں ضرورت ذکرِ علیؑ رہی

□□□

سلام

عزا کے اشک .۰ا بن کے کام آتے ہیں
لحد میں میری ستارے سے جگمگاتے ہیں

لرز رہی ہے قلق سے زمین مقتل کی
حسینؑ اب علی اکبرؑ کی لاش اٹھاتے ہیں

غم حسینؑ کی مجلس ہے مر. تخلیق
ہم اس فضا میں نئی ز.گی بناتے ہیں

کھٹک رہی ہے دلو ں میں ابھی عزائے حسینؑ
ہزار طرح کے فتنے جگائے جاتے ہیں

نبیؐ کی آل کے خیمے جلا گے مسلم
یہ لوگ ا. رسا یؐ میں آگ لاتے ہیں

کمان کفر اٹ نے کو ہے کوئی دم میں
حسینؑ ابن علیؑ آستیں پ ڑھاتے ہیں

نہ پوچھو تیزی تاثیر درد کرب و بلا
ہم اپنے درد کی رفتار بھول جاتے ہیں

رسائی درِ شہؑ اپنے بس کی بات نہیں
خود آپ جا نہیں سکتے بلائے جاتے ہیں

مقام فکر و ہے جلالت عباسؑ
زباں پہ آتے ہی الفاظ تھرتھراتے ہیں

مخالفت سے سعید ان کا جی نہیں بھرتا
ہمارا ضبط جو صدیوں سے آزماتے ہیں

❑❑❑

سلام

شہؑ دیں اصغرؑ معصوم کی ت.ت بناتے ہیں
علیؑ کی تیغ کے جوہر یں ہوتے جاتے ہیں

ی.ی فوج میں کتنے مسلماں ہیں یہ بتلانے
علیؑ اکبر اجازت لے کے اب میداں میں آتے ہیں

بھلائے تو بھلائے کیسے آ. غم زدہ مادر
جاتی ہے جھولے پ تو اصغرؑ ید آتے ہیں

تمھیں روکا ہے کس نے تم بھی روؤ اپنی قسمت پ
حسینؑ ابن علیؑ کے غم میں ہم آ بہاتے ہیں

عنای سے مسلمانوں کی یہ بھی وقت آی ہے
زمانہ حج کا ہے اور شاہ دیں کعبہ سے جاتے ہیں

سپاہ شام کے ہر فرد کی آنکھوں میں ہیں آ
اصغرؑ گلے پ تیر کھا کر مسکراتے ہیں

جو نکلے خیمے سے اکبرؑ ہوا یہ شور اعداء میں
نواسے کی مدد کو احمدؐ مختار آتے ہیں

اب اس سے .ڑھ کے تجھ کو چاہیے کیا شاہ کے ذا ٔ
کہ تیری پیشوائی کے لیے عباسؑ آتے ہیں

تڑپتا ہے زیرت کے لئے دل ای مدت سے
سعید اللہ جانے . شہ والا بلاتے ہیں

□□□

سلام

کیا خبر بے چین ہے وہ ۔ اسے آرام ہے
قبر میں تنہائی اصغرؑ کی پہلی شام ہے

راہ کل روکی تھی جس کی اس کے رستہ پ ہے آج
حُر ـا آغاز کیا تھا اور کیا ا م ہے

ن سوالِ کربلا تھا پھر ۔ سجادؑ پ
کس لیے الشام ہے الشام ہے الشام ہے

گوشہ صحرا کا سینہ چاک کرن ہے ابھی
ذوالفقار حیدریؑ کو اور بھی اک کام ہے

ٹھنڈا پنی ۔ ۔ بھی پیز ید کرن میری پیاس
فاطمہؑ کے لال کا یہ آ ی پیغام ہے

دیکھ کر مجھ کو ۔ کوث یہ ساقی نے کہا
آ ادھر آ میرے دیوانے یہ تیرا جام ہے

اللہ اللہ کتنے دل پنہاں ہیں کتنا درد ہے
یوں بظاہر کربلا اک لفظ ہے اک ۔م ہے

کاش کہہ دیں فاطمہ زہراؑ سر محشر سعید
میرے بچے کے عزا داروں میں تیرا ۔م ہے

❑❑❑

سلام

وہی کربلا جیسے مقتل میں آئے
تہہ تیغ قاتل بھی جو مسکرائے

گوہر جس کے چھن جا سیلی جو کھائے
وہ کیا ید رکھے وہ کیا بھول جائے

سفر کی خبر پوچھتا ہے مدینہ
کھڑے پپ ہیں سجادؑ دن جھکائے

جو اصغرؑ نہ تھے مقصد شہؑ سے واقف
تو پھر تیر کھا کر وہ کیوں مسکرائے

بہن نے گلا چوما بھائی نے زو
انوکھے اشارے الے کنائے

سکینہؑ رہی منتظر مرتے دم ت
نہ شبیرؑ آئے نہ عباسؑ آئے

رسا ت کی تبلیغ کا یہ صلہ تھا
نواسی نے کو زو دکھائے

تصور ہے عباسؑ کا وار میں ہوں
سعید اب تیرے پس کوئی نہ آئے

□□□

سلام

اے ٭ ائے مصطفیٰ اے ٭ز ۔ادرِ حسینؑ
دیکھ ر َ ی َ م پ رکھے ہیں رخسارِ حسینؑ

تیری قسمت جاکے دیکھا تو نے در ۔رِ حسینؑ
آ قدم تیرے میری آنکھوں پہ زوارِ حسینؑ

چارہ َ میرے لئے خاکِ شفا تجوی۔ کر
جا ہے تو ازل سے ہوں میں بیمارِ حسینؑ

یوں تو ذات کبر۔ محزوں نہیں ہوتی
وہ ہر اک دل میں ہے او رہر دل ہے غمخوارِ حسینؑ

مشک کیا شئے ہے حرم ۔ اس کا پہنچا۔ تھا کیا
آج ۔ در۔ پہ قابض ہے علمدارِ حسینؑ

قاسم و اکبرؑ پہ کیوں زینبؑ نہ ہو دل سے ر
ا۔ دلدار حسنؑ ہے ا۔ دلدارِ حسینؑ

کربلا کی ۔َ کا نقشہ ۔ل جا۔ سعید
اذن پ جا۔ جو لڑنے کا علمدارِ حسینؑ

□□□

○

سلام

نوک نیزہ سے جو قرآن سناتے ہیں حسینؑ
کتنے چہروں سے بوں کو اٹھاتے ہیں حسینؑ

نوجواں ۔ٹ کا پہنچا جو سلام آ
لڑکھڑاتے ہوئے میدان کو جاتے ہیں حسینؑ

چلنے والا ہے تو چل جائے گلے پ خنجر
اب جبیں سجدہ خالق میں جھکاتے ہیں حسینؑ

صبح عاشور کو اکبرؑ سے اذاں دلواکر
حر کی سوئی ہوئی قسمت کو جگاتے ہیں حسینؑ

دیکھنے کے لیے لشکر میں ہیں کتنے ا ں
بے زبں بچے کو میدان میں لاتے ہیں حسینؑ

کل تلک ز اٹھاتے تھے علی اکبرؑ کے
آج لاشہ علی اکبرؑ کا اٹھاتے ہیں حسینؑ

تجھ کو کیا فکر ہے تنہائی کی مرقد میں سعید
قبر میں اپنے عزادار کی آتے ہیں حسینؑ

□□□

○

سلام

پیش حق طا . ا ف جو زہراؑ ہوجائے
قبل محشر میں نہ محشر کہیں . پ ہوجائے

کربلا خاک جو ہوجائے ی خاکِ شفا
تیرا بیمار دوعالم کا مسیحا ہوجائے

جتنے ممکن ہوں بہاؤ غمِ شہؑ میں آ
کچھ تو زخم دل زہراؑ کا مداوا ہوجائے

نوجواں ے نے تے ہوئے دی ہے آواز
کیو ں نہ شبیرؑ کی د میں ا ھیرا ہوجائے

مقصد شاہؑ سے مجبور ہے زینبؑ ورنہ
آہ کردے تو زمانہ تہہ و لا ہوجائے

ابھی تقدیر میں حُر کی ہے ا ھیرا لیکن
علی اکبرؑ جو اذاں دیں تو اجالا ہوجائے

غم شبیرؑ میں آنکھوں میں جو آجائے سعید
وہی آ میری بخشش کا وسیلہ ہوجائے

□□□

سلام

عاشور کو گو تھی جو تکبیر کی آواز
تھی حُر وہ ی خوبی تقدی کی آواز

اصغرؑ کی شہادت کے لیے اے بن کاہل
کافی تھی بہت چلتے ہوئے تیر کی آواز

زنجیر کے ماتم کی قسم سید سجادؑ
ہر دور میں گو تیری زنجیر کی آواز

کیوں خالی جھلاتی ہے اسے غم زدہ مادر
کیا آتی ہے گھوارہ ہے بے شیر کی آواز

زہراؑ کی دعاؤں میں یہ پوان پڑھی ہے
کس طرح دبے ماتم شبیرؑ کی آواز

ماتم کی سکینہؑ کی تھیں ز: اس میں صدا
ی عابدؑ بیمار کی زنجیر کی آواز

آنکھوں میں سعید آگئے بے ساختہ آ
.. میں نے سنی ماتمِ شبیرؑ کی آواز

□□□

سلام

رہتا ہے جو تصور اصغرؑ تمام رات
جھولا جھلاتی رہتی ہے مادر تمام رات

پیۡ ہے صبح جام شہادت یہ سن کے بھی
تھے مطمئن حسینؑ کے یور تمام رات

یہ سوچ کر کہ خاک میں ملنا ہے کل اسے
ماں دیـ رہی رُخِ اکبرؑ تمام رات

یرب سحر نہ ہو شبِ عاشور کی کبھی
تھی یہ دعائے زینبؑ مضطر تمام رات

مقتل میں آکے فاطمہؑ نے یرہویں کی ش.
ماتم کیا ہے لاشِ پسر پ تمام رات

اک سجدہ طویل کیا قتل شہؑ کے بعد
عاب نے کربلا کی زمیں پ تمام رات

میری ز ش. کا یہ اناز ہے سعید
کرت ہوں میں تو ماتم سرورؑ تمام رات

□□□

سلام

. وعدہ ٭ع میں . . آنے والا آئے گا
جانے والا اس جہاں سے مسکرا٭ جائے گا

نیند سے اٹھی ہے یہ کہتے ہوئے ام ربؑ
قبر میں بچہ اکیلا ہے مرا گھبرائے گا

سجدہ حق میں نبیؐ ہیں پشت اقدس پ حسینؑ
طول سجدہ کا ٭١ جانے کہاں ٭ جائے گا

نوجواں ٭ٹے کا لاشہ ہے در خیبر نہیں
وزن اس کا وارث خیبر کشا بتلائے گا

میری ٭لیں پ علیؑ ہوں گے مجھے پ٭وا ہے کیا
. . فرشتے قبر میں پوچھیں گے دیکھا جائے گا

روزِ عاشورہ اذاں دے گا جو ہمشکل رسولؐ
حُر ا٭ھیرے سے نکل کر روشنی میں آئے گا

بعد مردن بھی شرف تجھ کو ملے گا یہ سعید
تو عزادار حسینؑ ابنِ علیؑ کہلائے گا

❑❑❑

سلام

سرورؑ کے غم کو ینٔ سے اپنے لگا گے
ہم دل کو کربلائے معلیٰ بنا گے

جس وقت شاہؑ لاشہ اکبرؑ اٹھا گے
عباسؑ ٔمدار بہت ید آ گے

ہم زٔگی تمام کریں گے علیؑ کا ذکر
ہم عمر بھر حسینؑ پہ آ بہا گے

ہوتی رہیں گی تیز یونہی دل کی دھڑ
اصغرؑ کو ہم خیال میں جھولا جھلا گے

سارا .ن ہے گھوڑوں کی ٹپوں سے پٔمال
شبیرؑ کیسے لاشہ قاسمؑ اٹھا گے

مجھ کو یقیں ہے موت سے پہلے ہی اے سعید
.لیں پہ میری حیدر کرارؑ آ گے

□□□

سلام

کون و مکاں تو ہیں جو کوئی نوجواں نہیں
اب بھی حسینؑ یوسف بے کارواں نہیں

طا ت عبث جو ذکر علیؑ درمیاں نہیں
سجدے فضول ان کا اَ آستاں نہیں

خالق حسینؑ کا ہے ٭ ائی حسینؑ کی
یہ امر واقعہ ہے کوئی داستاں نہیں

خود رحم کھا کے کیو ں نہیں ڈھتی تو اے فرات
کیا فاطمہؑ کا لال تیرا مہماں نہیں

جس وقت جس جگہ بھی پکاروں گا آ گے
مشکلکشاں کو قید زمان و مکاں نہیں

اکبرؑ کی لاش بھی جو اٹھاتے تو .ت تھی
خیبر کا در َ اں سہی اتنا َ اں نہیں

جس جا حسینؑ ہوں گے رہوں گا وہیں سعید
حق جس جگہ نہیں میں یقیناً وہاں نہیں

□□□

سلام

غم شہؑ کی ٹھہری ہوئی ہے
دعائے فاطمہؑ ٹھہری ہوئی ہے

جہاں تلوار پیاسوں کی چلی تھی
وہاں اب ہوا ٹھہری ہوئی ہے

وہ . کا جا چکا بیمار قیدی
آوازِ پ ٹھہری ہوئی ہے

جہاں سے آتی ہے آوازِ ماتم
وہاں کیا کربلا ٹھہری ہوئی ہے

دعا بھی نہیں کرتے ہیں پیاسے
. سنے کو گھٹا ٹھہری ہوئی ہے

بہا خوں بے ہوں کا جہاں پ
وہاں خاکِ شفا ٹھہری ہوئی ہے

ہوئی رخصت ہوائے تیر لیکن
تبسم کی ادا ٹھہری ہوئی ہے

مسلسل چلتی ہے . دِ مخالف
شمع عزا ٹھہری ہوئی ہے

یقیناً میرے مولاؑ آرہے ہیں
سر .لیں قضا ٹھہری ہوئی ہے

نبیؐ کی آل بلوے میں کھلے سر
حیا حیرت زدہ ٹھہری ہوئی ہے

وسیلہ آل احمدؐ کا کہاں ہے
دعا بے آسرا ٹھہری ہوئی ہے

سعید اکبرؑ کا لاشہ کل جہاں تھا
وہاں اب مامتا ٹھہری ہوئی ہے

❑❑❑

سلام

سوئے فرات . . بھی جائے گی حسینؑ
عباسؑ ۔مدار کی ید آئے گی حسینؑ

کیا لے گی امتحان ے صبر و ضبط کا
د ئے ظلم و جور ہی تھک جائے گی حسینؑ

رو گے دل کو تھام کے اعدا ئے دیں تمام
جس وقت بے ز.ں کو ہنسی آئے گی حسینؑ

زخموں سے چورچور ہے سارا . ن ا
کس طرح فاطمہؑ تجھے پڑ ئے گی حسینؑ

قبضہ کا کیا سوال اشارہ ہو ا
خیموں تلک فرات چلے آئے گی حسینؑ

آ گے لاشے عونؑ و محمدؑ کے جس گھڑی
زینبؑ ۔ ا کا شکر بجالائے گی حسینؑ

اکبرؑ ے ہیں گھوڑے سے کھا کر سناں کا پھل
لیلیٰؑ اَ سنے گی تو مرجائے گی حسینؑ

بے چین ہے وہ تیری زیرت کے واسطے
. آرزو سعید کی . آئے گی حسینؑ

□□□

سلام

جو خوش خیال رخ بوتراب دیکھتے ہیں
پلٹ کے . وہ سوئے آفتاب دیکھتے ہیں

یٰ.. سامنے زینبؑ ہے بند کر آنکھیں
خبر نہیں کہ رسالتِ مآبؐ دیکھتے ہیں

سپرد کرکے وہ ننھی سی لاش اصغرؑ کی
حسینؑ قوتِ قلبِ ربابؑ دیکھتے ہیں

پسر کا دم ہے .. اٹھو حسینؑ اٹھو
ضعیف بھی کہیں مرگِ شباب دیکھتے ہیں

ہمارے دل میں نہ کیوں موت کی تمنّا ہو
کہ مرنے والے رُخِ بوترابؑ دیکھتے ہیں

حسینؑ دوش پہ ہیں وقت سجدہ معبود
ملک سکون رسالتِ مآب دیکھتے ہیں

علی کو دوش نبیؐ پ جو دیکھتے ہیں سعید
اک آفتاب پسِ آفتاب دیکھتے ہیں

□□□

○

سلام

بپا نہ ہو کہیں پھر انقلاب مقتل میں
ہے غیض میں پسر بو ۔ابؑ مقتل میں

لیا ہے چلّو میں اپنے جو بے ز.ں کا لہو
کریں گے شاہؑ اب اس سے خضاب مقتل میں

وداع ہو کے چلے . . حسین ابنِ علیؑ
بہن نے تھامی ہے .ڑھ کر رکاب مقتل میں

نہ قاسمؑ نہ علیؑ اکبرؑ نہ عباسؑ
لٹی بضا۔ ختمی مآب مقتل میں

وہ بے ز.ں کا تبسم وہ حرملہ کا تیر
عجیب تھے یہ سوال و جواب مقتل میں

تلاش کرتی ہیں نہ۔. سکینہؑ بی بی کو
وہ شہ کے سینہ پہ ہے محوِ خواب مقتل میں

یہ نیزہ پ سر سبطؑ رسول ہے کہ سعید
چمک رہا ہے کوئی آفتاب مقتل میں

□□□

سلام

یہ .ت عجب دیکھی شبیرؑ کے لشکر میں
ننھا سا مجاہد بھی شامل ہے بہتّر میں

پہنچیں گے علم لے کر عباسؑ کا ہم جس دم
اِک حشر بپا ہوگا پھر عرصۂ محشر میں

اک غمزدہ ماں مجھ کو دیتی ہے دعا اُس دم
مصروف میں رہتا ہوں . . ماتمِ سرور میں

اشکِ غم سرورؑ نے ان . کو مٹا ڈالا
جتنی بھی خطا تھیں اعمال کے دفتر میں

جا کر کوئی کہہ دے یہ عباسؑ دلاور سے
زینبؑ ہے . ہنہ سَر در.رِ ستمگر میں

خود .پ کی ت کو بے شیر آ ۔
کوئی نہ رہا .قی . . شاہ کے لشکر میں

عُمر اپنی َ ٠اری ہے تم نے تو سعید اپنی
۔ مدحتِ حیدرؑ میں ۔ ماتمِ سرورؑ میں

□□□

سلام

بولی ماں کیا ہوا سکینہؑ کو
غش یہ کیوں آ َ ی سکینہؑ کو

کیوں یہ خاموش ہوگئی آ ٔ
کس نے کیا کہہ دی سکینہؑ کو

کیا خبر اس کو کیا ہوا بیٹ
دیکھو عابدؑ ذرا سکینہؑ کو

جسم ہے سرد سا ت ہے
کیا ہوا اے ٠ ا سکینہؑ کو

نہ شکایت ہے اب طمانچوں کی
نہ رسن کا گِلہ سکینہؑ کو

ہائے غرب ت میں چھین کر مجھ سے
لے گئی کیوں قضا سکینہؑ کو

ساتھ ہی اب سعید کے مل کر
رو اہلِ عزا سکینہؑ کو

❑❑❑

○

سلام

آپ کیا جا کہ کیا ہے کربلا
ذہنِ ا ں سے ماورا ہے کربلا

انتہائے ظلم و استبداد شام
اور اس کی ابتدا ہے کربلا

معترف ہے جس کی ساری کائنات
حق کا ایسا معرکہ ہے کربلا

پوچھتا کیا ہے ٹھکانو ں کو مرے
یہ نجف ہے دو یہ ہے کربلا

ہو رہا ہے جا بجا ذکر حسینؑ
مرکزِ آہ و بکا ہے کربلا

کیا حقیقت آپ کے سجدو ں کی ہے
سجدہ گاہ انبیاء ہے کربلا

حضرتِ آدم سے خاتم تا سعید
سلسلہ در سلسلہ ہے کربلا

□□□

سلام

عزا کے اشک .:ا بن کے کام آتے ہیں
لحد میں میری ستارے سے جگمگاتے ہیں

غمِ حسینؑ کی مجلس ہے مر: تخلیق
ہم اس فضا میں نئی ز:گی بناتے ہیں

کمان کفر ا-نے کو ہے کوئی دم میں
حسینؑ ابنِ علیؑ آستیں پ-ڑھاتے ہیں

علیؑ کے شیروں میں ہیں شیر خوار اصغرؑ بھی
گلے پہ تیر ستم کھاکے مسکراتے ہیں

نہ پوچھو تیزی -شیر ورد کرب و بلا
ہم اپنے درد کی رفتار بھول جاتے ہیں

کھٹک رہی ہے دلوں میں ابھی عزائے حسینؑ
ہزار طرح کے فتنے جگائے جاتے ہیں

مقام فکر و ہے جلا- عباسؑ
ز.ں پہ آتے ہی الفاظ تھرتھراتے ہیں

مخالفت سے سعید ان کا جی نہیں بھر-
ہمارا ضبط جو صدیوں سے آزماتے ہیں

❑❑❑

سلام

یہ تو منظر فاطمہؑ ہے آپ کے بھی سامنے
ہو رہے ہیں ذبح شہؑ بنت علیؑ کے سامنے

دشمن آل نبیؐ اتنا بتادے تو مجھے
حشر کے دن کیسے جائے گا نبیؐ کے سامنے

فاطمہؑ زہرا دُعا دیتی رہتی ہیں مجھے
کربلا رہتی ہے میری زندگی کے سامنے

صبر کیسے کر رہے ہیں آپ زین العابدینؑ
آپ کا گھر لٹ رہا ہے آپ ہی کے سامنے

بولے عابدؑ کیوں مجھے دیتا ہے شہؑ کا خوں بہا
پیش کرنا اے یزید اس کو نبیؐ کے سامنے

غمزدہ ماں کی دعا بھی آئی اس کے ساتھ ساتھ
حر چلا آیا ہے حسینؑ ابنِ علیؑ کے سامنے

روشنی کچھ اور ہی ہے داغ ماتم کی سعید
روشنی سورج کی کیا اس روشنی کے سامنے

□□□

○

سلام

کرکے آغاز سخن صلِّ علیٰ سے پہلے
کرت ہوں ذکرِ علیؑ ذکرِ ۰ ا کے سے پہلے

یوں تو ہر اک کو ہے .۰ٓ کی تمنا لیکن
کون جاسکتا ہے زہراؑ کی رضا سے پہلے

یہ علمدار حسینیؑ کا ہے صدقہ ورنہ
آشنا کوئی نہ تھا لفظِ وفا سے پہلے

رات دن کرتے رہو مدح علیؑ ذکرِ حسینؑ
ت کہ مانوس ہوں .۰ٓ کی فضا سے پہلے

پیش کرنے کے لئے ۰ مت زہراؑ میں سلام
کر رہا ہوں میں وضو اشکِ عزا سے پہلے

پہنچیں گے بعد نکیریں مری ت. ت میں
آ گے احمدِؐ مرسل کے نواسے پہلے

ای ہی قافلہ َ را ہے کہ جس کے رہرو
پہنچے منزل پہ جو ہیں راہ سے پہلے

سجدہ شکر ا خنجر قاتل کے تلے
نہ ہوا بعد نہ شاہؑ شہدا سے پہلے

حُر ہے بے تب جہنم سے کے لیے
کیسے نکلے علی اکبرؑ کی صدا سے پہلے

م مولا کا دمِ ع رہے . پہ سعید
یہ دُعا کیجئے ہر ای دعا سے پہلے

❒❒❒

سلام

ہوا ہے اور نہ ہوگا غم شہِ دیں کا . ا ہم سے
اَ ہوتی ہے تو ہوجائے یہ د خفا ہم سے

بہا گے مسلسل ہم غمِ شبیرؑ میں آ
ہمیں معلوم ہے کیا چاہتی ہیں فاطمہؑ ہم سے

اَ ۔ میں دل ہے دھڑ بھی ساتھ آ گی
علیؑ سے ہم . ا . ہیں علیؑ . ہیں . ا ہم سے

یہ جاں بھی لے لے یہ لباسِ جسم بھی لے لے
زمانہ چھین کر دیکھے غمِ کرب و بلا ہم سے

بہائے ہیں غم سرورؑ میں ہم نے .رہا آ
حیاتِ جاوداں ملنے کو آئی .رہا ہم سے

تمھیں . مبارک میرے بچے کے عزادارو
سرِ محشر کہیں گی یہ جنابِ فاطمہؑ ہم سے

خلوص دل سے ہم نے بھی وہاں سجدے بچھائے ہیں
سعید اچھی طرح واقف ہے ارضِ کربلا ہم سے

□□□

○

سلام

حسینؑ اب بے   ز این و آں ہے
ہٹو جبریلؑ وقتِ امتحاں ہے
چھِنی چادر تو زینبؑ نے صدا دی
محافظ میرے   پردہ کا کہاں ہے
زمانے کا ہر اک غم عارضی ہے
فقط شبیرؑ کا غم جاوداں ہے
ادھر حُر سوئے   .ڑھ رہا ہے
علی اکبرؑ اِدھر محوِ اذاں ہے
اَ   دل میں نہ ہو مولاؑ کی الفت
تو پھر ساری عبادت رایئگاں ہے
عزاداری حسینؑ ابنِ علیؑ کی
مسلمانوں کی قسمت میں کہاں ہے
کہاں زینبؑ کہاں   .زارِ کوفہ
کیا کیجے اُمّت درمیاں ہے
بھلا کیا خوف ہو محشر کا اس کو
سعید آلِ نبی کا مدح خواں ہے

□□□

○

سلام

وہ کیسے مسلماں تھے اللہ جانے
بڑھے جو شبیہ پیمبرؐ مٹانے

شہؑ دیں بچانے کو دین محمدؐ
چلے کربلا کو بھرا گھر لٹانے

وہ عاشور کی صبح لحن نبیؐ میں
اذاں دی گئی حُر کی قسمت جگانے

لبوں پہ نہ کیوں جون کے ہو تبسم
امام ای ہے پٹیتی اک سرہانے

گماں ز کا موت پہ ہورہا ہے
دمِ نزع کون آی میرے سرہانے

کہاں ہم میں طاقت تھی کرتے جو ماتم
سہارا دی فاطمہؑ کی دعا نے

سعید آکے مجھ سے کوئی کاش کہہ دے
کیا ہے تجھے ید شاہؑ ہدا نے

□□□

سلام

. . کوئی بھی رہا نہ شہؑ خستہ تن کے پ س
پہنچے وداع ہونے کو بیکس بہن کے پ س

قسمت رسا جو ہوگی تو اپنا یہی سلام
جاکر پڑھوں گا روضہ شاہِ زمن کے پ س

ہلکا سا اک اشارہ بھی فرماتے وہ اَ
آجاتی علقمہ شہ تشنہ دہن کے پ س

. . میں آکے میری نکیرین رو پڑے
خاکِ شفا کا صرہ جو دیکھا کفن کے پ س

اس کی وجہ سے شہ سے ان کو اذان . َ
تعویذ تھا جو قاسمؑ گل پیر ہن کے پ س

زینبؑ کے . زو چومے تھے مولا نے اس لئے
بوسوں کے بھی ل ہیں نِ رسن کے پ س

پیاسوں کے غم کے اشک لئے حشر میں سعید
پہنچیں گے ہم بھی ساقی نہرِ لبن کے پ س

□□□

سلام

میں تجھ کو کیا بتاؤں کہ وہ کیا ہے کیا نہیں
تو واقف مزاج غم کربلا نہیں

چادر ہٹی تھی سر سے تو نکلا نہ آفتاب
کوفہ میں آج اس کے ہی سر پہ رِدا نہیں

تم جس کے گھر کو آگ لگاتے ہو اہلِ شام
وہ گھر رسولؐ کا ہے کسی اور کا نہیں

کیوں اہل دل کے سامنے تفصیل ہو بیاں
کیا ۔م ہی حسینؑ کا خود مرثیہ نہیں

زخمی ہیں کان بچی کے رخسار نیلگوں
ایسا کسی یتیم کو پ سہ نہیں

کردے غم حسینؑ کی دو ۔ سے سرفراز
پوردگار اور میں کچھ چاہتا نہیں

کیا مرگئے فرات کے جو پہرہ دار تھے
عباسؑ آرہے ہیں کوئی روکتا نہیں

ی مدح بوتابؑ ہو ی ماتم حسینؑ
میرا سعید اس کے سوا مشغلہ نہیں

□□□

حسینؑ ابن علیؑ

ہے وہ ا ں جس کی عزت ہر بشر کے دل میں ہو
  ‌کرہ جس کا ادب کے ساتھ ہر محفل میں ہو
یوں چمک ا   کی جس کے آب و گل میں ہو
ماہِ کامل بن کے چمکے چاہے جس منزل میں ہو
آ سورج کی نہ لڑ سکتی ہو جس کے نور سے
شمع سوزاں دیکھتے ہی تھرتھرائے دور سے

ہے وہ ا ں جس میں اتنا ‌بہ ایثار ہو
دوسرے کے واسطے سر دینے جو تیار ہو
حد استقلال   اک آہنی دیوار ہو
دل نہ مضطر ہو ا   چھی جگر کے ر ہو
ہو مصیبت اس کی خاطر وہ مصیبت کے لئے
جس کو ہو منظور   کچھ قوم و ملّت کے لئے

درحقیقت اپنے مقصد میں وہی ہے کامیاب
ہو بلا جس کو سکونِ دل بجائے اضطراب
صفحۂ ہستی پہ ممکن ہی نہیں جس کا جواب
جس کی ہر آواز بن جائے صدائے انقلاب
جو زمانہ کو ل دے اپنی دی کے ساتھ
قوم کی قسمت جگا کر سوئے آزادی کے ساتھ

بعد مرنے کے فنا ہوتے نہ ہوں جس کے صفات
بجھ کے بھی بن جائے شمع راہِ عرفاں جس کی ذات
چل سکے جس کے اشارہ پہ م کائنات
زندگی کیا! موت بھی ہو جس کی قوموں کی حیات
ہو وہ جس عالم میں اعلانِ صداقت کر سکے
نوکِ نیزہ پہ بھی سر جس کا قیادت کر سکے

ہے وہ ا ں حریت ہو جس بہادر کا شعار
پرخ کی گردش سے بھی . لے نہ عزم استوار
طاقتیں د کی جس کے دل کی قوت پہ ر
ا. ووں کے بل میں ہوں جس کے صفات ذوالفقار
ہر دلاور . اُت و ہمت کا لوہا مان لے
ہے . ائی زور اس میں جس کو د مان لے

کون وہ جا ز ہے جس پہ شجا ۔ کو ہے ز
جس کی قربانی پہ تکمیل رسا ی کو ہے ز
جس کی خود داری پہ آئینِ شرافت کو ہے ز
جس کے طرزِ زندگی پہ اہل عزت کو ہے ز
منزلِ تہذ. پہ ید آ ہے م حسینؑ
.ب آزادی کا ہے آغاز ا م حسینؑ

ختم ہے جس پہ کمالِ نوع ا ں وہ حسینؑ
جس کا ہے اخلاق ا نی پہ احسان وہ حسینؑ
جس کی ہر ہر .ت شرح دین و ایماں وہ حسینؑ
زندگانی جس کی ہے تفسیر قرآں وہ حسینؑ

ہے دماغی قوتوں کو حفظ جس ہادی کا درس
ت قیامت جس کے خطبے دیں گے آزادی کا درس

جس کا دل تھا حامل بارِ امانت وہ حسینؑ
ما ہے جس کو د ئے سیا ت وہ حسینؑ
جس نے پیدا کردیا احساس غیرت وہ حسینؑ
جس کی قوت بڑھ گئی بعدِ شہادت وہ حسینؑ

جس نے خط زندگانی کو بتایا کھینچ کے
موت کو جو ز کی سرحد پہ لایا کھینچ کے

پیس کر چکّی جسے زہراؑ نے پالا وہ حسینؑ
کردیا قرآں کا جس نے بول بالا وہ حسینؑ
بچپن جس کا تھا د سے نرالا وہ حسینؑ
شش پہ چھایا جس کا رسالا وہ حسینؑ

ہمتیں یہ تھیں کہ مرنے کے لئے بیتاب تھے
ناز ہے جن پہ امامت کو یہ وہ اصحاب تھے

قتل پہ جس کے ہے شاہد بیگناہی وہ حسینؑ
ضبط پہ جس کے ہے خنجر کی گواہی وہ حسینؑ
جس کی وں میں سماتی تھی نہ شاہی وہ حسینؑ
ای اپنی شان کا تھا جو سپاہی وہ حسینؑ

دل تھا سینہ میں علیؑ کا خونِ پیغمبرؐ کے ساتھ
تھیں خدائی قوتیں بھی قوتِ حیدرؑ کے ساتھ

تھا زمانہ میں جو اک ا نِ کامل وہ حسینؑ
جو محمدؐ کی دعاؤں کا تھا حاصل وہ حسینؑ
طے کیے تھے جس نے ہمت کے منازل وہ حسینؑ
جو کسی مشکل کو بھی سمجھا نہ مشکل وہ حسینؑ

لاش ـ بیٹے کی لایـ جوش قلبی کھینچ کے
جو نہ ٹـپ سینۂ اکبرؑ سے .چھی کھینچ کے

□□□

O

مرثیہ

ہوئی قید سے رہا زینبؑ اے سعید آئی کربلا زینبؑ
پہنچی . . غم کی مبتلا زینبؑ رو کے دیتی تھی یہ صدا زینبؑ
قید سے چھٹ کے آئی ہوں بھائی
شام میں ٹ کے آئی ہوں بھائی
کیا کہوں میں نے کیا اٹھائے محن .زووں میں مرے بندھی تھی رسن
تھے تماشائی سارے مرد و زن ٹ گئی ٹ گئی میں شاہِ زمن
پھری .زارِ شام میں زینبؑ
گئی در.ر عام میں زینبؑ
مجھ سے .گشتہ تھی مری تقدیر خوب کی میری عزت و توقیر
سر سے چادر چھنی ہوئی تشہیر پھری .زار میں میں ہو کے اسیر
اور بھی کچھ سناؤں کیا بھائی
اپنے .زو دکھاؤں کیا بھائی
تیرا فرز: عابدؑ بیمار تھا جو راٹوں کا قافلہ سالار
دو قدم بھی تھا جس کو چلنا .ر اس سے کھنچواتے تھے شتر کی مہار
ظلم پ ظلم ڈھائے اعدا نے
اس کو کوڑے لگائے اعدا نے

. . کیا ہم کو داخلِ زنداں   ظلم کو بھی نہ روشنی تھی وہاں
روکے کہتی تھی یہ سکینۂ جاں   کہیں یاں سے چلو پھپّی اماں
مجھ سے برداشت ہو نہیں سکتی
میں اندھیرے میں سو نہیں سکتی
مارتے تھے تمانچے بانیِ شر   کان سے اس کے چھین کر گوہر
ہوگیا تھا لہو میں کُرتا تر   کیا کہوں اب کہ پھٹ رہا ہے جگر
شمر کے کھاکے سیلیاں بھائی
مرگئی تیری بہن جاں بھائی
خیر قسمت میں جو بھی تھا وہ ہوا   اب یہ بتلاؤ کیا کروں میں بھلا
ختم چہلم بھی ہو چکا بھیا   بس یہ ہے عینِ مدعا مرا
منہ کو اشکوں سے مجھ کو دھونے دو
خوب جی بھر کے مجھ کو رونے دو
بھائی جاں سہہ کے ہر طرح کی جفا   قید سے چھوٹتے ہی میں بخدا
سیدھے آئی ہوں کربلا بھیّا   لیجئے لیجئے مرا مجرا
ساتھ کنبے کو لائی ہوں بھائی
اربعیں کرنے آئی ہوں بھائی
لیکن افسوس ہے مجھے بہ کمال   آپ کو کچھ نہیں ہے میرا خیال
یہ تو بتلاؤ اے علیؑ کے لال   کیوں نہیں کرتے میرا استقبال
کیا تمھاری بہن نہیں ہوں میں
بنتِ خیبر شکن نہیں ہوں میں

کون ہے جو مدد کو اب آئے　　کون بے کس پہ اب ترس کھائے
بولو کیوں چپ ہو اے مرے ماں جائے　　کیا یہ ہمشیر اب وطن جائے
کچھ تو ارشاد کیجئے بھائی
یا اجازت ہی دیجئے بھائی
دیں یہ شہ نے صدا وطن جاؤ　　خواہرِ باوفا وطن جاؤ
بنتِ مشکل کشا وطن جاؤ　　جاؤ بہرِ خدا وطن جاؤ
اور بھی تم کو غم اٹھانا ہے
پھر تمھیں قید ہوکے آنا ہے
بولی یہ روکے زینبِ نالاں　　یہ بہن تو ہے تابع فرماں
جاؤں گی میں وطن کو بھائی جاں　　میں کہاں اس کے بعد آپ کہاں
غم کا اک اژدھام ہے بھائی
آخری یہ سلام ہے بھائی
چھوڑ کر تجھ کو اے شہِ بے سر　　جارہی ہے وطن کو یہ مضطر
یہ تو بتلا بھلا وہاں جاکر　　حال کس کس سے کہے خواہر
تیرا کرتہ بتاؤں کس کس کو
اپنے بازو دکھاؤں کس کس کو
جاؤں گی جب وطن شہِ ذیشاں　　پوچھے صغراؑ جو مجھ سے روکے وہاں
پھپّی اماں کہاں ہیں بابا جاں　　کیا کہوں اس سے میں بہ آہ و فغاں
بی بی جنگل میں لٹ گئی زینبؑ
بھائی سے اپنے چھٹ گئی زینبؑ

اٹھو اے سبطِ مصطفےٰ اٹھو اٹھو دل بندِ مرتضیٰ اٹھو
اٹھو اے میرے مہ لقا اٹھو لو بہن ہوتی ہے . ا اٹھو
سے کہتی ہوں میں اُٹھو بھائی
جاتی ہوں میں گلے مِلو بھائی

اے شہِ بے کساں ۱۰ حافظ اے امامِ زماں ۱۰ حافظ
اے مرے بھائی جاں ۱۰ حافظ لو کارواں ۱۰ حافظ
بھائی شہ فی امان اللہ
چلی ہمشیر فی امان اللہ

❒❒❒

نو

عاشور کی ش . زینبؑ نے کہا اے رات ذرا آہستہ َ ر
احسان ٓا مجھ پ ہوگا اے رات ذرا آہستہ َ ر

عباس علمبردار ابھی تلوار پہ صیقل کرتے ہیں
کل ان کو ہے جوہر دکھلا اے رات ذرا آہستہ َ ر

جا گے کل خیمے سارے جل جائے گی مسند احمدؐ کی
ہوجائے گا کل خالی جھولا، اے رات ذرا آہستہ َ ر

سلجھانے بیٹھی ہے لیلیٰؑ اکبرؑ کی بکھری زلفوں کو
معلوم نہیں کل کیا ہوگا، اے رات ذرا آہستہ َ ر

کل پیاسے .اتی آ گے کل شادی ہوگی قاسمؑ کی
ہوجائے گی کل کبراؑ بیوہ اے رات ذرا آہستہ َ ر

جی بھر کے دیکھ تو لے زینبؑ آج اپنے بھائی کی صورت
جائے گا کل سرورؑ کا گلا، اے رات ذرا آہستہ َ ر

کس یس سے اور کس حسرت سے زینبؑ یہ بیاں کرتی تھی سعید
آہستہ َ ر اے رات ذرا اے رات ذرا آہستہ َ ر

❑❑❑

نو

بیان کرتی تھی فضہ یہ کیا ہوا بی بی
مکان آج یہ سنسان ہوَ یِ بی بی

ابھی رسولؐ ۰ ا ہی کو رو رہے تھے ہم
یہ اور ۔۔زہ قیامت ہوئی بپا بی بی

پچھاڑیں کھاتی ہے کلثومؑ غش میں ہے زینبؑ
اب ان کو کیسے مناؤں گی میں بھلا بی بی

خلوص دل سے ہوں ۰دم ہے اعتراف مجھے
نہ مجھ سے آپ کی ۰مت ہوئی ادا بی بی

جو .. جان کی ۰مت میں تم کو جا۰ تھا
تو پھر مجھے بھی نہ کیوں ساتھ لے لیا بی بی

ابھی تو دل میں مرے آرزو تھی ۰مت کی
کنیزِ خاص سے کیوں ہوگئیں خفا بی بی

نگاہِ لطف ہو اس پ کہ یہ بھی خادم ہے
قبول کیجئے نو سعید کا بی بی

□□□

نو

زہراؑ کا جنازہ اٹھتا ہے اے واویلا صد واویلا
ٮ ریکی ٗ ۔ کا ٻ دہ ہے اے واویلا صد واویلا

کلثوم پچھاڑیں کھاتی ہیں شہزادے ہیں دونوں خاک بسر
زینبؑ پ اک سکتہ سا ہے اے واویلا صد واویلا

وہ مجبور و بیکس بی بی جو ۔پ کو اپنے رو نہ سکی
اب اس کو زمانہ روٮ ہے اے واویلا صد واویلا

کچھ لوگ جلانے آئے ہیں مخدومہ عالم کے در کو
اک حشر جہاں میں ۔ پ ہے اے واویلا صد واویلا

تسبیح کی آواز آئی نہ ۔ ۔ کہرام مچای فضّہ نے
کیا وقت ۔ا یہ آی ہے اے واویلا صد واویلا

اس درجہ مصائ ۔ جھیلے ہیں اٹھارہ ۔س کے سن میں بھی
چلنے کو سہارا مانگا ہے اے واویلا صد واویلا

د سے پیمبرؐ اٹھتے ہی زہراؑ پہ سعید اس د نے
ممکن جو ستم تھا ڈھای ہے اے واویلا صد واویلا

□□□

نو

آج رخصت ہو رہی ہے تم سے زہراؑ یا علیؑ
کیا کہوں دل میں خیال آتے ہیں کیا کیا یا علیؑ

ہاں مدینہ والوں کو تھا میرا رو۔ گوار
آج سے ہوگا نہ ان لوگوں کو شکوہ یا علیؑ

دشمنوں کو تم نہ آنے دینا میری لاش پ
پردۂ ش۔ میں مری میت اٹھا۔ یا علیؑ

بعد میرے جانے کیا ہو حال بچوں کا مرے
ان کو ایذا ہو تو ہوگی مجھ کو ایذا یا علیؑ

فاقے کرکے، آفتوں سے میں نے پلا ہے انھیں
تم خیال ان کا مری خاطر سے رکھنا یا علیؑ

جا ہیں آپ یہ ۔زوں کا پلا ہے حسینؑ
وہ اَ روئے دلاسا اس کو دینا یا علیؑ

تم کو زحمت ہوگی لیکن میری تسکیں کے لیے
میری ۔ پ مرے بچوں کو لا۔ یا علیؑ

رہ گئے اپنا کلیجہ تھام کر مولاؑ سعید
بولیں زہراؑ ۔ ۔ ۔ا حافظ تمھارا یا علیؑ

❑❑❑

نو

بیٹی قرباں ذرا ہوش میں آؤ اماّں
کیوں خفا ہوگئیں ہم سے یہ بتاؤ اماّں

غش میں شبیرؑ ہیں شبرّ ہیں پچھاڑیں کھاتے
اٹھ کے اب ان کو کلیجے سے لگاؤ اماّں

کس لیے ہوگئیں خاموش .. کیا اس کا
درد اب کیسا ہے پہلو کا بتاؤ اماّں

کون ہم بیکسوں کی لے گا خبر آپ کے بعد
یوں پریشاں نہ ہمیں چھوڑ کے جاؤ اماّں

ابھی .. ہی کی فرقت میں تڑپتے ہیں ہم
تم کہاں جاتی ہو اتنا تو بتاؤ اماّں

دیکھو کیا حال ہے کلثوم کا روتے روتے
بہرِحق اور نہ اب اس کو رلاؤ اماّں

ہو کے بے چین بیاں کرتی تھی زینبؑ یہ سعید
جاؤ اللہ نگہبان ہے جاؤ اماّں

❑❑❑

نو

بولی زینبؑ چلی کہاں اماّں
چھوڑ کر ہم کو جاں اماّں

بھائی شبّر پچھاڑیں کھا کھا کر
پوچھتے ہیں گئیں کہاں اماّں

بھائی سروڑ کا دم نہ گھٹ جائے
. سے کرتے ہیں وہ فغاں اماّں

آج بن ماں کی ہوگئیں افسوس
تیری دکھیاری بیٹیاں اماّں

ساتھ اپنے ہمیں بھی لے چلئے
آپ جاتی ہیں اب جہاں اماّں

اٹھ َ ے سر سے آپ کا سایہ
لوگ اب دیں گے گھڑکیاں اماّں

بھولئے گا نہ اس کو محشر میں
ہے سعید اپنا نو خواں اماّں

□□□

نو

میں آپ پہ قربن کہاں جاتی ہو امّاں
ہے حشر کا سامان کہاں جاتی ہو امّاں
گھر کرکے یہ ویان کہاں جاتی ہو امّاں
. لوگ ہیں حیران کہاں جاتی ہو امّاں
زینبؑ ہے پیشان کہاں جاتی ہو امّاں

ـزہ ابھی ·· کا تھا غم آپ سدھاریں
· بھی نہیں پئے تھے دم آپ سدھاریں
افسوس ٹپتے رہے ہم آپ سدھاریں
. لوگ ہیں حیران کہاں جاتی ہو امّاں
زینبؑ ہے پیشان کہاں جاتی ہو امّاں

شبرؑ کا ہے کیا حال بتاؤں میں تمھیں کیا
شبیرؑ ٹپتے ہیں تو پـ ہے کلیجہ
کلثومؑ تمھیں پوچھتی ہے کیا کہے دکھیا
. لوگ ہیں حیران کہاں جاتی ہو امّاں
زینبؑ ہے پیشان کہاں جاتی ہو امّاں

یوں آپ سے چھٹ جاؤں گی کیا اس کی خبر تھی
اس طرح میں دکھ پاؤں گی کیا اس کی خبر تھی
بن ماں کی میں کہلاؤں گی کیا اس کی خبر تھی
لوگ ہیں حیران کہاں جاتی ہو اماّں
زینبؑ ہے پریشان کہاں جاتی ہو اماّں

خاموش سعید اب کہ دگرگوں ہے زمانہ
اب ضبط کا یارا نہیں پھٹتا ہے کلیجہ
زہراؑ کے جنازے پہ یہ زینبؑ کا تھا نوحہ
لوگ ہیں حیران کہاں جاتی ہو اماّں
زینبؑ ہے پریشان کہاں جاتی ہو اماّں

❑❑❑

نو

کہتے تھے شاہ والا میں جارہا ہوں امّاں
کنبہ ہے ساتھ سارا میں جارہا ہوں امّاں

ہمراہ ہیں سفر میں . چھوٹے چھوٹے بچے
می کا ہے مہینہ میں جارہا ہوں امّاں

گھر میں نہیں ہے کوئی . ساتھ جارہے ہیں
تنہا ہے میری صغرأ میں جارہا ہوں امّاں

جانے کے بعد یں سے . . ید آؤں تم کو
تم کربلا کو آ میں جارہا ہوں امّاں

بیمار ہے یہ بچی گھُٹ گھُٹ کے مر نہ جائے
اس کا خیال رکھنا میں جارہا ہوں امّاں

بس دیجئے اجازت اب دی ہورہی ہے
ہے آ ی یہ مجرا میں جارہا ہوں امّاں

غل تھا سعید . پ ہلتی تھی قبرِ زہراؑ
کہتے تھے شاہِ والا میں جارہا ہوں امّاں

□□□

نو

تھا زینبؑ ؔبیں کا یہ نو اب آیئے
.. اب آیئے مرے .. اب آیئے

کوفہ اداس مسجد کوفہ اداس ہے
خالی پڑا ہوا ہے مصلّیٰ اب آیئے

شبیرؑ خاک اڑاتے ہیں شبرؑ ہیں سینہ زن
ہے کون ان کو دے جو دلاسہ اب آیئے

یہ ؔبت کس طرح سے گوارا کریں گے ہم
ہم کو یتیم کہتی ہے د اب آیئے

اماں کے بعد آپ بھی تشریف لے گئے
کوئی نہیں سہارا ہمارا اب آیئے

ؔداروں کو تییموں کو پوچھے گا کون اب
اے بیکسوں کے والی و مولا اب آیئے

زینبؑ پچھاڑیں کھاکے یہ کہتی تھی اے سعید
ؔتری ہے میں زمانہ اب آیئے

□□□

نو

ہے سلام آ ٰی ۔ٹ کا پہنچا ۔ علیؑ
جارہے ہیں سوئے مقتل شاہؑ والا ۔ علیؑ

بھر گئے ہیں خاک وخوں میں اب وہ گیسو دیکھئے
رات بھر لیلیٰؑ نے تھا جن کو تھا سنوارا ۔ علیؑ

نوجواں ۔ٹ رَ ٹ ہے زمیں پ ایڑیں
شاہؑ کے ۔ پ نہیں امت کا شکوہ ۔ علیؑ

کھینچتے ہیں شاہؑ دیں ۔ٹ کے ۔ سے سناں
انۓ پپ ہیں ء کو ہے سکتہ ۔ علیؑ

سامنے وں کے اس کی لاش ہے رکھی ہوئی
جس کی شادی کی تھی زینبؑ کو تمنا ۔ علیؑ

کس طرح لے جا گے خیمہ میں لاشہؑ شاہ دیں
منتظر در پ کھڑی ہے ام لیلیٰؑ ۔ علیؑ

د ت بستہ عرض کرت ہے سعید دِلفگار
دیجئے شبیرؑ کو ۔ٹ کا پ سہ ۔ علیؑ

□□□

○

نو

رِخ سوئے نجف کرکے یہ بولے شہِ ولا جلد آیئے ..
تے ہوئے گھوڑے سے ہے اکبرؑ نے پکارا، جلد آیئے ..

کس طرح جواں بیٹے کے لاشے پہ میں جاؤں، دل ہے مرا محزوں
پؤں میں ہے لغزش مرے آنکھوں میں اندھیرا، جلد آیئے ..

قاسمؑ سا بھتیجا ہے نہ عباسؑ سا بھائی خالق کی دہائی
لاشے پہ جواں بیٹے کے جاتا ہوں میں تنہا، جلد آیئے ..

.. مرے اکبر کے کلیجے میں ہے . چھی، سانس اس کی ہے رکتی
میں کیا کروں کچھ مجھ کو سجھائی نہیں دیتا، جلد آیئے ..

مرتے ہوئے بیٹے کو کن آنکھوں سے دیکھوں دل کیسے سنبھالوں
کیا میں اسی دن کے لئے تھا اسے پالا، جلد آیئے ..

فرزندِ جواں کا مرے دم ٹوٹ رہا ہے جی چھوٹ رہا ہے
کوئی بھی مدد کے لئے میری نہیں آتا، جلد آیئے ..

فرزند کے لاشے کو سعید اپنے اٹھا کر کہتے تھے یہ سرورؑ
جلد آیئے جلد آیئے جلد آیئے ..، جلد آیئے ..

□□□

نو

بولی زینبؑ مضطر اور کیا کہوں ..
لُٹ َی مرا . گھر اور کیا کہوں ..

میرے دونوں بچے بھی کام آئے میداں میں
چھِن گئی مری چادر اور کیا کہوں ..

چھین کر ئائی کو اب مہِ بنی ہاشمؑ
سو رہا ہے ساحل پ اور کیا کہوں ..

کیا سوال پنی کا حرملہ نے مارا ہے
تیر حلق اصغرؑ پ اور کیا کہوں ..

سامنے ہی دری تھا پھر بھی رہ َی پیاسا
جانِ ساقیِ کوثر اور کیا کہوں ..

بہرِ بخششِ امت گھر لٹا کے . اپنا
قتل ہوگئے سرورؑ اور کیا کہوں ..

اے سعید رو رو کر کہہ رہی تھی یہ زینبؑ
ٹ َی مرا . گھر اور کیا کہوں ..

□□□

نو

نہ پ ئے شہؑ کو ہے کوئی لغزش نہ دستِ شہ تھرتھرا رہے ہیں
علیؑ کو آواز دے کے لاشہ جواں پسر کا اٹھا رہے ہیں

کسی کو ہاتھوں پہ لے کے پہنچے کسی کا لاشہ اٹھاکے لائے
حسینؑ مقتل کو جارہے ہیں حسینؑ مقتل سے آرہے ہیں

ر بؑ کھوئی ہوئی سی بیٹھی ہے اشک آنکھوں سے جارہے ہیں
جو ہاتھ جھولا جھلا رہے تھے وہ اب بھی جھولا جھلا رہے ہیں

خیال اصغرؑ کا آرہا ہے حواس گم قلب ہے پ یشاں
ر بؑ اٹھ اٹھ کے دوڑتی ہے کہ جیسے اصغرؑ بلا رہے ہیں

پہنچ کے .لیں پہ نوجواں کی حسینؑ .حالتِ پ یشاں
سدا اٹھائے تھے ن ز جس کے اب اس کا لاشہ اٹھا رہے ہیں

سعید ادب سے جھکا کے سر کو میں اپنا نو سنا رہا ہوں
دعا دیتی ہے مجھ کو زہراؑ علیؑ مرا دل .ڑھا رہے ہیں

❐❐❐

O

نو

مامتا کی آنکھوں سے اشک ہیں رواں اکبرؑ
دل جلائے دیتی ہیں غم کی بجلیاں اکبرؑ
ہوش کھوئے کھوئے ہے لبوں پہ جاں اکبرؑ
ڈھوڈتی ہے مقتل میں . سے تم کو ماں اکبرؑ
ہائے نوجواں اکبرؑ ہائے نوجواں اکبرؑ

سخت تشنہ کامی کا دور ید آ ہے
صبر و شکر کرنے کا طور ید آ ہے
تم پہ شام والوں کا جور ید آ ہے
ڈھوڈتی ہے مقتل میں . سے تم کو ماں اکبرؑ
ہائے نوجواں اکبرؑ ہائے نوجواں اکبرؑ

کوئی پوچھنے والا دل کا حال کیا جانے
کس میں اتنی ہمت ہے کون آکے پسہ دے
درد ڑھنے لگتا ہے اور بھی تسلّی سے
ڈھوڈتی ہے مقتل میں . سے تم کو ماں اکبرؑ
ہائے نوجواں اکبرؑ ہائے نوجواں اکبرؑ

وقت کے ا ھیرے بھی آج خوف کھاتے ہیں
کچھ پاغ اشکوں کے راستہ دکھاتے ہیں
سر پہ خاک مقتل ہے پؤں لڑکھڑاتے ہیں
ڈھوڈتی ہے مقتل میں . سے تم کو ماں اکبرؑ
ہائے نوجواں اکبرؑ ہائے نوجواں اکبرؑ

ہر قدم پہ خطرہ ہے مرگ ناگہانی کا
دل میں ایک طوفاں ہے خون کی روانی کا
حلق سے نہیں اترا ایک گھونٹ پانی کا
ڈھونڈتی ہے مقتل میں کب سے تم ماں اکبرؑ
ہائے نوجواں اکبرؑ ہائے نوجواں اکبرؑ

جانے کتنی صدیوں تک اب یہ رت جائے گی
زندگی ہار جائے گی موت جیت جائے گی
تم کو ڈھونڈھنے ہی میں عمر بیت جائے گی
ڈھونڈتی ہے مقتل میں کب سے تم کو ماں اکبرؑ
ہائے نوجواں اکبرؑ ہائے نوجواں اکبرؑ

اہل درد مشکل سے دل کا داغ سہتا ہے
آنسوؤں کی صورت میں دل کا خون بہتا ہے
دل کو تھام کر اپنے اب سعید کہتا ہے
ڈھونڈتی ہے مقتل میں کب سے تم کو ماں اکبرؑ
ہائے نوجواں اکبرؑ ہائے نوجواں اکبرؑ

❑❑❑

نو

جواں بیٹے کے لاشے پ یہ لیلیٰ سوچتی ہوگی
مجھے اس دن سے پہلے ہی نہ کیوں موت آ گئی ہوگی

نکالی ہوگی شہ نے . . سناں اکبرؑ کے ینے سے
علیؑ نے بڑھ کے پیشانی پسر کی چوم لی ہوگی

کہا کرتی تھی لیلیٰ کیسے بیٹھوں گی میں سایہ میں
مرے اکبرؑ کی میت جلتی ریتی پہ پڑی ہوگی

ا جانے دل سرورؑ کا عالم کیا ہوا ہوگا
جواں بیٹے نے جس دن آخری انگڑائی لی ہوگی

تڑپ جاتی تھی اکثر سوچ کر یہ فاطمہ صغراؑ
مرے بھیا علی اکبرؑ کی شادی ہوگئی ہوگی

سکون قلب لیلیٰ راحت جاں تھے یہ زینبؑ کے
سعید اکبرؑ کو مرنے کی رضا کیسے ملی ہوگی

□□□

نو

اے علیؑ اکبرؑ مرے نورِ آواز دے
کس طرف جائے کدھر ڈھونڈے پ رآواز دے

ساتھ ہی تیرے بصارت بھی مری رخصت ہوئی
اب مجھے کچھ بھی نہیں آ آواز دے

ضعف بڑھتا جارہا ہے لڑکھڑاتے ہیں قدم
میری حا پ ارا رحم کر آواز دے

کیوں ہوا خاموش پہنچا کر سلام آ ی
اس طرح اک بر پھر برِ دَ آواز دے

راہ میں لاشے پڑے ہیں ٹھوکریں کھا ہوں میں
اب نہیں ہے خود مجھے اپنی خبر آواز دے

جیسے ہی آواز تیری آئے گی اے میرے لال
میں آؤں گا اس آواز پ آواز دے

دل تڑپ اٹھتا تھا کہتے ہیں جو سرورؑ اے سعید
جان جاں آواز دے جان پر آواز دے

❑❑❑

نو

روکے کہتی تھی مادر کل نہ جانے کیا ہوگا
اے مرے علیؑ اکبرؑ کل نہ جانے کیا ہوگا

میری منتوں والے میری گود کے پلے
اے مرے مہ انور کل نہ جانے کیا ہوگا

میں سنوارتی تو ہوں آج تیری زلفوں کو
سوچتی ہوں رہ رہ کر کل نہ جانے کیا ہوگا

تو شبیہہ پیغمبرؐ ہے یہ جا ہیں .
پھر بھی اے علی اکبرؑ کل نہ جانے کیا ہوگا

آج میرے دل میں ہے تیرے بیاہ کا ارماں
اے شبیہہ پیغمبرؐ کل نہ جانے کیا ہوگا

رات بھر کی میہماں ہے تیری چاٗ سی صورت
دیکھ لوں میں جی بھر کر کل نہ جانے کیا ہوگا

اے سعید اک ش . کی شہہ نے پئی ہے مہلت
آج ہی ہے یہ محشر کل نہ جانے کیا ہوگا

□□□

نو

کیسے کٹے گی آ۔ لیلیٰؑ کی ز۔گانی
وں میں پھر رہی اکبرؑ کی نوجوانی

دکھلادے دل کی قوت اکبرؑ کی لاش اٹھا کر
خیبر کشا کے دلبر مشکل کشا کے جانی

راہ ۔ا میں دے کر اکبرؑ سا لال اپنا
شبیرؑ نے کی اسلام کو جوانی

شادی کے دن ہیں ان کے اکبرؑ ابھی جواں ہیں
لیلیٰؑ کے حال پ کر اے موت مہر.نی

حیران ہیں ہیں ا.ء پ یشاں
پیری اٹھا رہی ہے اب لاشہ جوانی

لائے سعید جس دم اکبرؑ کی لاش سرورؑ
کہرام تھا حرم میں ہوتی تھی نو خوانی

□□□

نو

کوئی بھی اب نہ رہا میرا سہارا عباسؑ
قتل تو ہوَیے میں ہوَیے تنہا عباسؑ

لوٹ کر آئے گا دریا سے تو آ . تے
منتظر خیمے کے در پہ ہے سکینہؑ عباسؑ

ہے یہ انداز عجب تیری علمداری کا
ہاتھ کٹوا کے علم کو کیا او عباسؑ

تو نے وہ کام کیا جس کی نہیں کوئی مثال
نہر سے کوئی بھی پیاسا نہیں لوٹا عباسؑ

ہو کے بھائی بھی پکارا نہیں بھائی مجھ کو
زندگی بھر مجھے تو نے کہا آقا عباسؑ

لاش عباسؑ تڑپ جاتی تھی مقتل میں سعید
رو کے . . کہتے تھے سرورؑ مرے بھیا عباسؑ

□□□

نو

بندہ ہوں ا کا میں ا ید رہے گا
بھولوں گا اَ تجھ کو تو کیا ید رہے گا
تیرا ہی ہوں میں م ا ید رہے گا
انگڑائی کا ا از سدا ید رہے گا
عباسؑ ا جوشِ وفا ید رہے گا

سینہ تھا سپر تیغ کی دھاروں کے مقابل
پنی تھا لہو تیرا شراروں کے مقابل
بے خوف تھا تو خوف کے ماروں کے مقابل
بھائی کا محافظ تھا ہزاروں کے مقابل
عباسؑ ا جوشِ وفا ید رہے گا

ای ای قدم پ علوی زور دکھا کر!
اسلام کے غداروں کو رستے سے ہٹا کر
لوٹ آی عجب شان سے طوفان اٹھا کر
اک گھو بھی پنی نہ پیا نہر پہ جا کر
عباسؑ ا جوشِ وفا ید رہے گا

خوش کر نہ سکی موت کی ۔ خیر بھی تجھ کو
تلوار نے کی تمنّا رہی تجھ کو
غم یہ ہے اجازت نہ ملی ۔َ کی تجھ کو
پنی کے لیے مشک دفا دی گئی تجھ کو
عباسؑ ۔ ا جوشِ وفا ۔د رہے گا

جو ز ہے ۔قی وہ ۔ ے غم میں بسر ہو
۔لوں میں مرے زور ہو نوحوں میں ا ۔ ہو
جس وقت بھی دل ڈوبے ۔ ے دل کو خبر ہو
تیرا ہے سعید اس پہ عنای ۔ کی ہو
عباسؑ ۔ ا جوشِ وفا ۔د رہے گا

□□□

نو

ر بّ کا تھا یہ نو مرے علیؑ اصغرؑ
اجڑ گئی مری د مرے علیؑ اصغرؑ

گلے پہ تیر ستم کھا کے سوگئے رن میں
ٹپ رہی ہے یہ دکھیا مرے علی اصغرؑ

کہاں میں ڈھونڈوں اندھیرا ہے میری آنکھوں میں
دکھائی کچھ نہیں دیتا مرے علی اصغرؑ

ابھی تلک بھی نگاہوں میں پھر رہا ہے مرے
ا ڈھلا ہوا منکا مرے علی اصغرؑ

جھلاتی رہتی ہوں میں خالی گاہوارہ ا
یہی ہے مشغلہ میرا مرے علی اصغرؑ

سعید لاشہ اصغرؑ جو رن سے لائے حسینؑ
ٹپ کے ماں نے پکارا مرے علی اصغرؑ

□□□

نو

عصر کو سرورؑ نے فرمایا میں تنہا رہ گیا
آیئے اب آیئے .. میں تنہا رہ گیا

آیئے مشکلکشا مشکل کشائی کو میری
کوئی بھی پاس نہیں میرا میں تنہا رہ گیا

ام لیلیٰؑ نے سنواریں جس کی زلفیں رات بھر
مر گیا وہ گیسوؤں والا میں تنہا رہ گیا

میرے لشکر کا علمبردار عباسؑ جری
نہر پر مارا گیا پیاسا میں تنہا رہ گیا

چل بسے عونؑ و محمدؑ ہوگئے قاسمؑ شہید
چھد گیا حلقوم اصغرؑ کا میں تنہا رہ گیا

ایک دن میں مرگئے . چاہنے والے مرے
یہ کسی نے بھی نہیں سوچا میں تنہا رہ گیا

کون بے کس کی مدد کو آنے والا تھا سعید
فاطمہؑ کا لال کہتا تھا میں تنہا رہ گیا

□□□

نو

کو کے گوشے گوشے میں شبیرؑ کا ماتم ہوت ہے
تکبیر بھی بسمل ہوکے رہی تکبیر کا ماتم ہوت ہے

کس قلب و جگر کا ا ں تھا بے شیر کا قاتل کیا کہیے
اب ت بھی فضائے عالم میں اک تیر کا ماتم ہوت ہے

ڈھلتا ہوا سورج لرزاں ہے ای ای کرن ہے تیغ
ہنگامہ قتلِ سرورؑ ہے شمشیر کا ماتم ہوت ہے

.لکل تھی جواب ختم رسلؐ بھر پور جوانی اکبرؑ کی
تصو ی رسالتؐ ٹ ہے تصوی کا ماتم ہوت ہے

ا ٰ از .لتے رہتے ہیں افکار .لتے رہتے ہیں
ہر لحظہ .لتی د میں شبیرؑ کا ماتم ہوت ہے

ماں خالی جھولا جھلاتی ہے گہوارہ دل ہے زی و ز.
خاموش فضاؤ ں میں یوں بھی بے شیر کا ماتم ہوت ہے

قیدی وہ بنای جات ہے جو راہبر عالم ہے سعید
ای ای ٹ ی ہے نو کناں زنجیر کا ماتم ہوت ہے

❑❑❑

O

نو

بین تھا سکینہؑ کا شام ہونے والی ہے
. ۔ آؤگے .. شام ہونے والی ہے
خشک ہے ز.ں میری تین دن سے ہوں پیاسی
کون پ‍نی لائے گا شام ہونے والی ہے
نیند کیسے آئے گی سوؤں کس کے ۔ پ
جلد آیئے .. شام ہونے والی ہے
شام کے تصور میں کانپ‍ ہوں رہ رہ کر
گھٹ رہا دم ہے میرا شام ہونے والی ہے
عصر کے اجالے میں گھر لٹا کے بیٹھی ہوں
پھر نہ لوٹ لیں اعدا شام ہونے والی ہے
دی سے تمھارے ہی انتظار میں . ہیں
گھر میں حشر ہے . پ شام ہونے والی ہے
بھائی بھی چچا بھی ہیں کیا تمھارے ساتھ اب ۔
کوئی بھی نہیں آی شام ہونے والی ہے
کیا سعید کہتا ہے حالِ دل سکینہؑ کا
صبح سے ہے ہنگامہ شام ہونے والی ہے

□□□

نو

روکے کہتی تھی ٭داں، کس قدر ا٭ھیرا ہے
کیا کہوں پھپّی اماّں کس قدر ا٭ھیرا ہے

گھُٹ رہا ہے میرا دم، سانس لے نہیں سکتی
ہے یہ قبر ِ ز٭اں، کس قدر ا٭ھیرا ہے

کون شمع لاکراب، ِیں جلانے والا ہے
٭ ہیں بے سرو ساماں کس قدر ا٭ھیرا ہے

گود میں بٹھا لیجئے، ِ٭ سے لگا لیجئے
میرا جسم ہے لرزاں، کس قدر ا٭ھیرا

٭ یہاں سے چھوٹیں گے ٭ وطن کو جا گے
اس کا کچھ نہیں امکاں، کس قدر ا٭ھیرا ہے

اے سعید کون اس پ٭، رحم کھانے والا ہے
کہتی رہ گئی ٭داں، کس قدر ا٭ھیرا ہے

□□□

نو

آؤ گے امامؑ زمن شام ہوگئی
بے چین ہو رہی ہے بہن شام ہوگئی

خیمے ہمارے جل گئے اسباب ٹ گیا
اب سر چھپا نے آسرا کوئی نہیں رہا
بیٹھے ہوئے ہیں خاک پہ اک حشر ہے بپا
آؤ گے امام زمنؑ شام ہوگئی
بے چین ہو رہی ہے بہن شام ہوگئی

بے چین ہے ربابؑ اب اصغرؑ کے واسطے
لیلیٰؑ پچھاڑیں کھاتی ہے اکبرؑ کے واسطے
میں کیا کروں بتاؤ پیمبرؑ کے واسطے
آؤ گے امام زمنؑ شام ہوگئی
بے چین ہورہی ہے بہن شام ہوگئی

عباسؑ مدار کہاں ہے بتایئے
دل کا مرے قرار کہاں ہے بتایئے
پردہ کا ذمہ دار کہاں ہے بتایئے
آؤ گے امام زمنؑ شام ہوگئی
بے چین ہورہی ہے بہن شام ہوگئی

مچلی ہوئی ہے .لی سکینہؑ میں کیا کروں
دوں کس طرح سے اس کا دلاسہ میں کیا کروں
بھیا میں کیا کرو ں مرے بھیا میں کیا کروں
. آؤ گے امام زمنؑ شام ہوگئی
بے چین ہورہی ہے بہن شام ہوگئی

کوئی نہیں ہمارا مددگار دیکھئے
غش میں پڑے ہیں عابدؑ بیمار دیکھئے
جینا ہمارا ہوَ.ِ دشوار دیکھئے
. آؤ گے امام زمنؑ شام ہوگئی
بے چین ہورہی ہے بہن شام ہوگئی

گھر ہوَ.ِ رسولؐ کا . .د اے سعید
کرتی ہیں ساری بی بیاں فریاد اے سعید
کہتی تھی روکے زینبؑ .شاد اے سعید
. آؤ گے امامؑ زمن شام ہوگئی
بے چین ہو رہی ہے بہن شام ہوگئی

❑❑❑

○

نو

یہ مادر کرتی تھی نو اندھیرے قید خانے میں
سکینہؑ مرگئی مولا اندھیرے قید خانے میں

کوئی دیکھے تو آکر کیا ہوا میری سکینہؑ کو
ہے کیوں پ پ .پ کی شیدا اندھیرے قید خانے میں

وطن ہے دور غر.ت میں پڑی ہے لاش مٹی پ
نکل جائے گا دم میرا اندھیرے قید خانے میں

ہے اک بیمار بھائی وہ بھی ہے زنجیر میں جکڑا
اٹھائے کون اب لاشہ اندھیرے قید خانے میں

اٹھا بیمار بھائی دفن کرنے جس گھڑی میت
تڑپ کر رہ گئی دکھیا اندھیرے قید خانے میں

پھٹے کرتے میں جس دم دفن کردی بھائی نے میت
سعید اک حشر تھا . پ اندھیرے قید خانے میں

□□□

نو

اے شام میں قید ہونے والی اے بنتِ حسینؑ اے سکینہؑ
اے .پ کو اپنے رونے والی اے بنتؑ حسینؑ اے سکینہؑ

سینہ پہ تجھے سلائے گا کون، .. کو ۃ ے بلائے گا کون
روئے گی جو تو منائے گا کون، اے بنتِ حسینؑ اے سکینہؑ

دُرّے تجھے شمر نے لگائے بے وجہ طمانچے تو نے کھائے
اب تیری مدد کو کون آئے اے بنتؑ حسینؑ اے سکینہؑ

روتی تھی جو .پ کو تو دکھیا، شمر آۃ تھا لے کے ۃ زینہ
کیا خوب ہے تجھ کو پُرسا اے بنتؑ حسینؑ اے سکینہؑ

ہیں جسم پہ . نِ سیلی کانوں سے ۃ ے لہو ہے جاری
دن میں کسی ہوئی ہے رسّی اے بنتؑ حسینؑ اے سکینہؑ

زۃ اں ہی میں تو نے پئی رحلت، ریتی پہ پڑی ہے تیری میّت
رہ جائے گی یدِ تیری غر.ۃ اے بنتِ حسینؑ اے سکینہؑ

خادم ہے سعید زار تیرا، محشر میں رہے خیال اس کا
دادی سے سفارش اس کی کرۃ اسے بنتؑ حسینؑ اے سکینہؑ

□□□

نو

کوچہ و .زار میں جاتی ہے زینبؑ ـ علیؑ
مجمع اغیار میں جاتی ہے زینبؑ ـ علیؑ

آیئے اور اپنی بیٹی کو سہارا دیجئے
شام کے در.ر میں جاتی ہے زینبؑ ـ علیؑ

یہ ۰ا ہی جا ہے کیسے اٹھے ہیں قدم
محفلِ میخوار میں جاتی ہے زینبؑ ـ علیؑ

جس جگہ بیٹھے ہوئے ہوں سات سو کرسی نشیں
اس بھرے در.ر میں جاتی ہے زینبؑ ـ علیؑ

اللہ اللہ انقلاب دہر کی نگیاں
مجلس غدار میں جاتی ہے زینبؑ ـ علیؑ

د ت بستہ عرض کرتا ہے سعید دِلفگار
آیئے در.ر میں جاتی ہے زینبؑ ـ علیؑ

□□□

نو

دم توڑتی ہے خاک پہ ٠دان ۔ حسینؑ
سیّدا ں ہیں ساری پ یشان ۔ حسینؑ

پ نی ہے پ ی ٘ اور نہ منہ ڈھانپنے ردا
غسل و کفن کا کیسے ہو ساماں ۔ حسینؑ

لے دے کے ز ٠ گی تھی اسی سے ر بؑ کی
کیسے جئے گی اب وہ پ یشان ۔ حسینؑ

زینبؑ غر ی . کس کو کہانی سنائے گی
د سے کوچ کرگئی ٠دان ۔ حسینؑ

غر . ۔ ہے قید خانہ ہے زینبؑ کرے گی کیا
میت پہ خود ہی پ ڑھتی ہے قرآں ۔ حسینؑ

بھولے گا کیسے حال سکینہؑ بھلا سعید
ہے یہ تیرے فسانے کا عنوان ۔ حسینؑ

□□□

نو

جھکائے بیٹھے ہیں سر کو عابدؑ ہر ای تصوی غم بنا ہے
ربؑ اک اک سے پوچھتی ہے مری سکینہؑ کو کیا ہوا ہے

یہ آ اتنی خموش کیوں ہے پڑی ہے غش میں کہ سو رہی ہے
یہ ای خاموش ہوگئی کیا ہر ای خاموش ہوی ہے

ہے اس کی دن ڈھلی ہوئی کیوں ماتھے پہ کیوں ہے اس کے
کوئی بتا نہیں ہے مجھ کو ہر ای آ بہا رہا ہے

میں ماں ہوں صبر آئے مجھ کو کیونکر کلیجہ آ ہے منہ کو میرے
جو میرے دل پ ر رہی ہے کسی کو اس کی خبر ہی کیا ہے

دعا کوئی پڑھ کے دم کرو اس پہ اس کو قرآن کی ہوا دو
کوئی ا کے لئے کرے کچھ کہ اب مرا دم نکل رہا ہے

بلاؤ عباسؑ کو بلاؤ وہ خود منالیں گے اس کو آکر
چچا ہی بہتر سمجھ سکیں گے بھتیجی اب کس لیے خفا ہے

سعید پ ہے ای محشر پچھاڑیں کھاتی ہے رو کے مادر
اب ای بیمار بھائی اپنی بہن کی میت اٹھا رہا ہے

□□□

نو

خاموش ہوگئی ہے سکینہؑ میں کیا کروں
بھیّا میں کیا کروں مرے بھیا میں کیا کروں
میں تجھ سے کیا کہوں مری قسمت بگڑ گئی
غر.۔ میں تیری چاہنے والی بچھڑ گئی
بھیا ۔ی ربؑ کی د اُجڑ گئی
خاموش ہوگئی ہے سکینہؑ میں کیا کروں
بھیّا میں کیا کروں مرے بھیا میں کیا کروں
پنی نہیں ہے پی۔ کو نہلا کس طرح
محتاج ہم ردا کو ہیں کفنا کس طرح
ماں سامنے ہے لاش کو دفنا کس طرح
خاموش ہوگئی ہے سکینہؑ میں کیا کروں
بھیّا میں کیا کروں مرے بھیا میں کیا کروں
دل پھٹ رہا ہے غم سے ہے ٹکڑے مرا جگر
شرمندہ ہورہی ہوں میں اے شاہؑ بحر و .
میں رکھ سکی نہ تیری اما۔۔ سنبھال کر
خاموش ہوگئی ہے سکینہؑ میں کیا کروں
بھیّا میں کیا کروں مرے بھیا میں کیا کروں

غر.ت میں خاک پ ہے جنازہ پڑا ہوا
یہ دیکھتے ہی دیکھتے کیا وقت آ َ ی
دل پھٹ رہا ہے دیکھ کے منکا ڈھلا ہوا
خاموش ہوگئی ہے سکینہؑ میں کیا کروں
بھیّا میں کیا کروں مرے بھیّا میں کیا کروں

روٹھی ہوئی ہے اس کومنانے کو آیئے
ی ٰ پہ اپنے اس کو سلانے کو آیئے
ہم بیکسوں کا ہاتھ بٹانے کو آیئے
خاموش ہوگئی ہے سکینہؑ میں کیا کروں
بھیّامیں کیا کروں مرے بھیّا میں کیا کروں

❑❑❑

نو

ہے سارا گھر پ یشاں دم ہے سکینہؑ کا
سرہانے بیٹھی ہے ماں دم ہے سکینہؑ کا

موت کا ماتھے سے کوئی صاف کرت ہے
کوئی پ ڑھتا ہے قرآں دم ہے سکینہؑ کا

پچھاڑیں کھاتی ہے کلثومؑ زینبؑ خاک اڑاتی ہے
قیامت کا ہے ساماں دم ہے سکینہؑ کا

درِ زن اں پہ آکر دیکھیں حا اپنی پوتی کی
کہاں ہیں شاہِ مرداں دم ہے سکینہؑ کا

کسے آواز دے کس کو سنائے حالِ زار اپنا
کرے کیا غمزدہ ماں دم ہے سکینہؑ کا

سعید اب جاکے کہہ دے حضرت عباسؑ سے کوئی
وہ آ سوئے زن اں دم ہے سکینہؑ کا

□□□

○

نو

محشر بپا زہ ہے ۔ پ شام کے ز ا ں میں
مرگئی ۔ لی سکینہؑ شام کے ز ا ں میں

لاش اٹھائے غسل دے کفنائے ۔ کھودے لحد
کیا کرے بیمار تنہا شام کے ز ا ں میں

کربلا میں چھوڑ کر اصغرؑ کو آئی ہے ر ۔بؑ
چھوٹتی ہے اب سکینہؑ شام کے ز ا ں میں

صبر شہؑ سے صبر زینبؑ کی حدیں بھی مل گئیں
دیکھنے والوں نے دیکھا شام کے ز ا ں میں

اے سر شبیرؑ اب تیرا اجالا چاہیے
کس غضب کا ہے ا ۔ ھیرا شام کے ز ا ں میں

ڈھو ۔ ۔ ہے آپ کو ۔ شاہؑ دیں صبر ر ۔بؑ
آیئے مولا ۔ ارا شام کے ز ان میں

کل تلک جو رو رہی تھی ۔ پ کو اپنے سعید
آج اسے رو ۔ ہے کنبہ شام کے ز ا ں میں

□□□

○

نو

پیٹو سر اہل عزا عباسؑ کا چہلم ہے آج
وارثِ مشکل کشا عباسؑ کا چہلم ہے آج

تعزیہ کرنے ادا حاضر ہوئے ہیں غلام
آیئے فاطمہؑ عباسؑ کا چہلم ہے آج

کربلا میں خاک اڑاکر کہتی ہے روحِ عقیلؑ
آرزوئے مرتضٰی عباسؑ کا چہلم ہے آج

جس نے اپنے خون سے لکھی ہے تاریخ وفا
اس اوج وفا عباسؑ کا چہلم ہے آج

سر زمین کربلا پہ جمع ہیں اہلِ حرم
اک قیامت ہے بپا عباسؑ کا چہلم ہے آج

زندگی بھر جس نے سمجھا خود کو بھائی کا غلام
اس حقیقت آشنا عباسؑ کا چہلم ہے آج

زینبؑ و کلثومؑ کو اب آکے پرسہ دیجئے
یا علیؑ مرتضٰی عباسؑ کا چہلم ہے آج

کر رہے ہیں اہلِ بیتؑ مصطفٰے ماتم سعید
تو بھی کر آہ و بکا عباسؑ کا چہلم ہے آج

□□□

نو

فا   کربلا کا اربعیں کرتے ہیں ہم
آج خاصان ۰۱ کا اربعیں کرتے ہیں ہم

آرزوئے حضرت زینبؑ کی یہ تکمیل ہے
دلبر خیر النساء کا اربعیں کرتے ہیں ہم

جس کا سہرا دیکھنے کی ماں کو حسرت رہ گئی
اس شبیہ مصطفٰے کا اربعیں کرتے ہیں ہم

پسبان چادر زینبؑ علمدار حسینؑ
۔ ار علقمہ کا اربعیں کرتے ہیں ہم

پرہ پرہ لاش کا منظر ابھی آنکھوں میں ہے
قاسمؑ گلگوں قبا کا اربعیں کرتے ہیں ہم

حرملہ کے تیر کا ہنس کر دیہ جس نے جواب
شاہ کے اس مہ لقامہ کا اربعیں کرتے ہیں ہم

فاطمہؑ دل سے دعا   دیتی ہیں ہم کو سعید
۔ ۔ شہیدانِ وفا کا اربعیں کرتے ہیں ہم

□□□

O

نو

اربعین کرنے کوآئی ہے بہن اے بھائی

قید سے چھوٹ کے آوارہ وطن آئی ہے
خاک اڑاتی ہوئی پابند محن آئی ہے
ایک مدت سے جو بچھڑی تھی بہن آئی ہے
سہہ کے ہرطرح کے آلام و محن اے بھائی
اربعیں کرنے کو آئی ہے بہن اے بھائی

پیشوائی کے لیے کوئی تو آیا ہوتا
کوئی تو بڑھ کے کلیجے سے لگایا ہوتا
ایک بیکس پہ کوئی رحم تو کھایا ہوتا
کیا ہوا میرے گھرانے کا چلن اے بھائی
اربعیں کرنے کوآئی ہے بہن اے بھائی

آپ کا لشکر جرار کہاں ہے کہیے
نوجواں اکبرؑ دلدار کہاں ہے کہیے
میرا عباسؑ علمدار کہاں ہے کہیے
چھپ گیا جا کے کہاں ابن حسن اے بھائی
اربعیں کرنے کو آئی ہے بہن اے بھائی

حال دل اپنا سناتی ہوں اَ آپ کہیں
مجھ پہ کیا َ ٔری بتاتی ہوں اَ آپ کہیں
نیل ٖزو کے دکھاتی ہوں اَ آپ کہیں
دیکھئے ابھرے ہوئے داغ رسن اے بھائی
اربعیں کرنے کو آئی ہے بہن اے بھائی

دم بہ دم کرتی رہی َ یہ و زاری زینبؑ
تم سے شرمندہ ہے تقدٖ ی کی ماری زینبؑ
کھوکے آئی ہے سکینہؑ کو تمھاری زینبؑ
ہوسکا اس کو میسر نہ کفن اے بھائی
اربعیں کرنے کو آئی ہے بہن اے بھائی

❒❒❒

○

نو

قید سے ہوکر رہا آ یـ ہے کنبہ آپ کا اربعیں ہے یـ علیؑ
ہے زمین کربلا پ آج ۔ زہ کربلا اربعیں ہے یـ علیؑ

زینبؑ مضطر پ یشاں ہے کرے تو کیا کرے آپ ہی بتلا یئے
دفن ہوگا کس طرح لاشہ شہؑ مظلوم کا اربعیں ہے یـ علیؑ

کوئی بھی ان بیکسوں کا پوچھنے والانہیں ہیں یہ ۔ زارو ۔یں
ہوگا اب دفن وکفن کا کس طرح ساماں بھلا اربعیں ہے یـ علیؑ

لاش سرورؑ دفن کرتے ہیں علیؑ ابن الحسینؑ بیبیاں کرتی ہیں بین
عرش تھرا ۔ ہے ہو ۔ ہے زمیں کو زلزلہ اربعیں ہے یـ علیؑ

ہاتھ تھراتے ہیں عابدؑ کے مدد فرمایئے رحم اس پ کھایئے
آیئے اس کی مدد کو آیئے بہر ۔ ا اربعیں ہے یـ علیؑ

آج اَ اس مضطرو ۔ لاں کی ۔ آتی امید جان دے دیتا سعید
کاش ہو ۔ روضہ شہؑ پ یہ خادم آپ کا اربعیں ہے یـ علیؑ

□□□

نو

اب آ ی مجرا میں بجالاتی ہوں بھائی
اجڑے ہوئے کنبے کو لیے جاتی ہوں بھائی
معلوم نہیں لوٹ کے . آتی ہوں بھائی
دل ڈوب رہا ہے مرا گھبراتی ہوں بھائی
اللہ نگہبان وطن جاتی ہوں بھائی

حیدرؑ کا پسر فاطمہؑ کی جان یہیں ہے
وہ جس پہ وفا ہوگئی قربان یہیں ہے
بھیا مرے پردے کا نگہبان یہیں ہے
دل ڈوب رہا ہے مرا گھبراتی ہوں بھائی
اللہ نگہبان وطن جاتی ہوں بھائی

لخت دل شبرؑ کو کلیجے سے لگا
بے چین جو اصغرؑ ہو تو ؛ پہ سلا
بھیا مرے بچوں کو کہیں بھول نہ جا
دل ڈوب رہا ہے مرا گھبراتی ہوں بھائی
اللہ نگہبان وطن جاتی ہوں بھائی

بتلاؤ تو . یوں ہی خاموش رہوگے
کیا خواہر ناشاد کو رخصت نہ کروگے
صغراؑ کے لیے کیا کوئی پیغام نہ دوگے
دل ڈوب رہا ہے مرا گھبراتی ہوں بھائی
اللہ نگہبان وطن جاتی ہوں بھائی

اٹھارہ برس نازوں سے میں نے جسے پالا
دل کی مرے ٹھنڈک مری آنکھوں کا اجالا
یاد آئے گا ہر وقت مرا گیسوؤں والا
دل ڈوب رہا ہے مرا گھبراتی ہوں بھائی
اللہ نگہبان وطن جاتی ہوں بھائی

اب کا ہے کو یں لوٹ کے پھر آئے گی زینبؑ
اب تم کو مدینے میں کہاں پائے گی زینبؑ
مرجائے گی مرجائے گی مرجائے گی زینبؑ
دل ڈوب رہا ہے مرا گھبراتی ہوں بھائی
اللہ نگہبان وطن جاتی ہوں بھائی

خاموش سعید اب کہ نہیں ضبط کا یارا
اہل حرم روتے تھے اک حشر تھا برپا
تھا تربت شبیرؑ پہ زینبؑ کا یہ نوحہ
دل ڈوب رہا ہے مرا گھبراتی ہوں بھائی
اللہ نگہبان وطن جاتی ہوں بھائی

□□□

O
نو

دیکھئے اٹھ کے مرا حال پ یشاں اماں
لوٹ کے آئی ہوں میں بے سرو ساماں اماں

پرجو اصغرؑ معصوم کی َ دن سے ہوا
ابھی ؛ میں کھٹکتا ہے وہ پیکاں اماں

آرزو تھی کہ میں اکبرؑ کو بناؤں دولھا
خاک میں مل گئے سارے مرے ارماں اماں

مقصد شاہؑ کی تکمیل جو تھی پیش
میں نے بچوں کو کیا بھائی پہ قر.ں اماں

صبح سے عصر تلک لاشوں پہ لاشے آئے
دیکھتے دیکھتے گھر ہوَ ی ویاں اماں

کتنی حسرت سے بیاں کرتی تھی زینبؑ یہ سعید
دیکھئے اٹھ کے مرا حال پ یشاں اماں

□□□

نو

بولی زینبؑ مضطر اب وطن کو کیا جاؤں
اے رسولؐ کے دلبر اب وطن کو کیا جاؤں

چل بسے مرے بیٹے مرَیہ مرا عباسؑ
چھُٹ گئے علی اکبرؑ اب وطن کو کیا جاؤں

خالی گاہوارے پہ . . نگاہ ٹھہرے گی
یاد آ گے اصغرؑ اب وطن کو کیا جاؤں

رہ گئی سکینہؑ بھی قیدِ شام میں تنہا
داغ لے کے یہ دل پہ اب وطن کو کیا جاؤں

کیا جواب دوں آ. غم نصیب صغراؑ کو
سوچتی ہوں رہ رہ کر اب وطن کو کیا جاؤں

اب وطن میں جینا بھی کم نہیں ہے مرنے سے
بھائیوں کو یوں کھوکر اب وطن کو کیا جاؤں

□□□

○

نو

ہے رخصت کی گھڑی اے کربلا والو ۰ احافظ
سلامِ آ ۰ ی اے کربلا والو ۰ احافظ

نہ ہم سے ہوسکا کچھ بھی ادا حق میز.نی کا
ہے یہ شرمندگی اے کربلا والو ۰ احافظ

تمھارے ساتھ زہراؑ بھی یہاں تشریف لاتی تھیں
یہ عزت بھی ملی اے کربلا والوں ۰ احافظ

ہمارے گھر کی رونق بھی تمھارے ساتھ جاتی ہے
اداسی چھاگئی اے کربلا والو ۰ احافظ

تمھارےغم میں روتے روتے مرجاتے تو اچھا تھا
یہ حسرت رہ گئی اے کربلا والو ۰ احافظ

پہنچ کر واں سعیدِ زار کو بھی ید کری۰
ہے معروضہ یہی اے کربلا والو ۰ احافظ

□□□

○

نو

مقتل کی کہانی ید آئی ز اں کا فسانہ ید آی
. . قبر پیمبرؐ پ پہنچی زینبؑ کو کیا کیا ید آی

کچھ پھول کھلے تھے سہرے کے کچھ پیاسے .اتی آئے تھے
قاسمؑ کی شادی ید آئی کبراؑ کا رن اپ ید آی

وہ پیاس وہ می کی شدت وہ نہر پہ قبضہ اعدا کا
وہ . کو ہٹا کر سقہ کا مشکیزہ بھرن ید آی

ی پشتِ نبی پ بیٹھے تھے ی پشت پہ شہ کی تھا قاتل
.. کا بھی سجدہ ید آی بھائی کا بھی سجدہ ید آی

دل ہلنے لگا اور آنکھوں سے بے ساختہ آ بہنے لگے
جس وقت سعیدِ مضطر کو شبیرؑ کا روضہ ید آی

□□□

○

نو

.. سلام لیجئے میں زہراؑ کی جائی ہوں
میں ٹ کے کربلا سے مدینے کو آئی ہوں

قاسمؑ نہ آسکے علی اکبرؑ نہ آسکے
عباسؑ ابن حیدرؑ صفدر نہ آسکے
جھولا تو آ َ ی علیؑ اصغر نہ آسکے

.. سلام لیجئے میں زہراؑ کی جائی ہوں
میں ٹ کے کربلا سے مدینے کو آئی ہوں

ٹت ہوئے بتولؑ کا گھر دیت رہی
لخت جگر کا زخم جگر دیت رہی
نوکِ سناں پہ بھائی کا سر دیت رہی

.. سلام لیجئے میں زہراؑ کی جائی ہوں
میں ٹ کے کربلا سے مدینے کو آئی ہوں

سجادؑ کو اسیر بلا دیکھنا پڑا
طوقِ َ اں میں اس کا گلا دیکھنا پڑا
ہر ظلم ․روا تھا روا دیکھنا پڑا

.. سلام لیجئے میں زہراؑ کی جائی ہوں
میں ٹ کے کربلا سے مدینے کو آئی ہوں

.. میں قید ہوکے گئی ملکِ شام میں
چادر نہیں تھی سر پہ مرے اژدھام میں
جا۔ پڑا ۔ ی۔ کے دربِ عام میں
.. سلام لیجئے میں زہراؑ کی جائی ہوں
میں ۔ کے کربلا سے مدینے کو آئی ہوں
لیلیٰ کے نورِ عین کا ماتم نہ کرسکی
شبرؑ کے دل کے چین کا ماتم نہ کرسکی
جی بھر کے میں حسینؑ کا ماتم نہ کرسکی
.. سلام لیجئے میں زہراؑ کی جائی ہوں
میں ۔ کے کربلا سے مدینے کو آئی ہوں
بے چین ہونے والی سکینہؑ نہ آسکی
۔ پہ سونے والی سکینہؑ نہ آسکی
.. کو رونے والی سکینہؑ نہ آسکی
.. سلام لیجے میں زہراؑ کی جائی ہوں
میں ۔ کے کربلا سے مدینے کو آئی ہوں
اب اور واقعات سناؤں میں کس طرح
کیا ۔ری میرے دل پہ بتاؤں میں کس طرح
.زو کے نیل تم کو دکھاؤں میں کس طرح
..سلام لیجئے میں زہراؑ کی جائی ہوں
میں ۔ کے کربلا سے مدینے کو آئی ہوں

□□□

نو

کیا کہے حالِ سفر زینبؑ مضطر اماّں
کربلا میں ہوا . .د مرا گھر اماّں
دونوں بچوں کو تصدق کیا اس پ لیکن
بچ سکا پھر بھی نہ میرا علی اکبرؑ اماّں
لاش قاسم کی ہوئی گھوڑوں سے رن میں پامال
پرہ پرہ ہوا جسم دلِ شبرؑ اماّں
میری چادر کا محافظ مرا عباسؑ .ی
نہر پ سوَ ی ہاتھ اپنے کٹا کر اماّں
کھا کے تیر اصغرؑ بے شیر گلے پ اپنے
مر َ ی .پ کے ہاتھوں پہ تڑپ کر اماّں
سامنے میرے شہؑ کے گلے پ خنجر
میری وں میں ہے اب ت بھی وہ منظر اماّں
کچھ نہ کچھ اس دلِ بیتاب کو تسکیں ہوگی
میرے .زو تو ذرا دیکھئے اٹھ کر اماّں
خوں بھرا کرت یہ بھائی کا ہے سوغاتِ سفر
اور کچھ لا نہ سکی آپ کی دختر اماّں
روحِ زہراؑ بھی تڑپنے لگی ت.ت میں سعید
. . کہا زینبؑ مضطر نے تڑپ کر اماّں

□□□

○

نو

قید سے چھُٹ کے پبندِ محن
اربعیں کرنے کو آئی ہے بہن

پیشوائی کو میرے آئے تو کوئی
حوصلہ میرا بڑھائے تو کوئی
مجھ کو سینے سے لگائے تو کوئی
کیا ہوا میرے گھرانے کا چلن
اربعیں کرنے کو آئی ہے بہن

میں کبھی کوچہ و بازار میں تھی
اور کبھی قیدِ ستمگار میں تھی
سر برہنہ کبھی دربار میں تھی
گِر پڑا پھٹ کے نہ کیوں چرخِ کہن
اربعیں کرنے کو آئی ہے بہن

میرا عباسؑ دلاور ہے کہاں
میرا ارماں میرا اکبرؑ ہے کہاں
جھولے والا علی اصغرؑ ہے کہاں
یہ بتاؤ ہے کہاں ابن حسنؑ
اربعیں کرنے کو آئی ہے بہن

. زووں میں میرے رسّی تھی بندھی
اور کوڑوں سے . ن ہے زخمی
ہر قدم پ تھی اک اُفتاد نئی

. زووں پ ہیں میرے داغِ رسن
اربعیں کرنے کو آئی ہے بہن

اپنا منہ اشکوں سے دھونے والی
رات دن آپ کو رونے والی
مرگئی ی پہ سونے والی

اس کاز اں میں بنا کر مدفن
اربعیں کرنے کو آئی ہے بہن

□□□

نو

کیا تجھ سے کہے حالِ سفر زینبؑ مضطر اے شہرِ مدینہ
لوٹ آئی ہوں میں اپنے بھرے گھر کو لٹا کر اے شہرِ مدینہ

اٹھارہ .س ٠زوں سے میں نے جسے پلا وہ گیسوؤں والا
د سے ی سینہ پہ پھل .چھی کا کھا کر اے شہرِ مدینہ

بے شیر کے حلقوم پہ بھی تیر ی کچھ رحم نہ کھای
پمال ہوا لاشۂ لختِ دلِ شبرؑ اے شہرِ مدینہ

عباسؑ دلاور کے مرے ٹ گئے شانے دری کے کنارے
اور بھائی کی دن پہ شمر کا خنجر اے شہرِ مدینہ

جس بچی کے سرورؑ تھے صدا ٠ز اٹھاتے سینہ پہ سلاتے
ز٠ اں کے ا٠ ھیرے میں اسے آئی ہوں کھو کر اے شہرِ مدینہ

بچے جو نہیں ساتھ تو کس طرح سے جاؤں یہ سوچ رہی ہوں
گھر دیکھوں گی . خالی تو صبر آئے گا کیونکر اے شہرِ مدینہ

دل تھام کے روتے تھے سعید اہلِ مدینہ . کہتی تھی دُکھیا
میں آتی ہوں اماں کے بھرے گھر کو لُٹا کر اے شہرِ مدینہ

□□□

نو

کیا تھا وعدہ جو پورا وہ کرگئی زینبؑ
ستم اٹھا کے جہاں سے َ ٘ر گئی زینبؑ

جنازے بیٹوں کے آئے تو کرکے سجدۂ شکر
بلند صبر کا معیار کرگئی زینبؑ

جو لے گئی علی اکبرؑ کی لاش خیمہ میں
تو سر سے ٘ بہ قدم خوں میں بھر گئی زینبؑ

جو اس کے پیشِ تھا حسینؑ کا مقصد
تو شہرِ شام تلک ننگے سر گئی زینبؑ

ں رسن کے تھے ٘زو پہ پُشت زخمی تھی
سفر سے لے کے یہ سوغات گھر گئی زینبؑ

جو واقعاتِ سفر تھے انھیں سنانے کو
نبی کی قبر پہ ٘چشم ٘ گئی زینبؑ

سعید اپنے فرائض تمام ادا کرکے
دیرِ شام کو آ ٘د کرگئی زینبؑ

❑❑❑

نو

زینبؑ جگرفگار جہاں سے َ ۰رگئی

بیٹوں کو جس نے بھائی پہ قر.ن کردیہ
لاشے . . آئے شکر کا سجدا ادا کیا
ایسا مظاہرہ کبھی دیکھا نہ صبر کا
سرورؑ کی غمگسار جہاں سے َ ۰ر گئی
زینبؑ جگر فگار جہاں سے َ ۰ر گئی

ہمشکلِ مصطفےٰ کا جو ماتم نہ کرسکی
عباسؑ .وفا کا جو ماتم نہ کرسکی
مظلومِ کربلا کا جو ماتم نہ کرسکی
کنبہ کی سوگوار جہاں سے َ ۰ر گئی
زینبؑ جگر فگار جہاں سے َ ۰ر گئی

.زو تھے ریسماں میں بندھے .عا نہ کی
بھائی بھتیجے قتل ہوئے .عا نہ کی
اہلِ حرم کے خیمے جلے .عا نہ کی
بھائی کی جا ر جہاں سے َ ۰ر گئی
زینبؑ جگر فگار جہاں سے َ ۰ر گئی

تھی حیدری جلال کی تصوی شام میں
کی مقصدِ حسینؑ کی تشہیر شام میں
رکھی بنائے ماتم شبیرؑ شام میں
ماتم کی ذمہ داری جہاں سے گذر گئی
زینبؑ جگر فگار جہاں سے گذر گئی

ظالم نے بلیچہ سے جسے کردی شہید
کیسے کہوں جو اس پہ مظالم ہوئے شدی
دل کانپ ہے ضبط کا یرا نہیں سعید
زہراؑ کی یدگار جہاں سے گذر گئی
زینبؑ جگر فگار جہاں سے گذر گئی

❑❑❑

○

نو

ستم رسیدہ فلک کی ستائی ہوں ٠٠
زمینِ کرب و بلا سے میں آئی ہوں ٠٠

جلے خیام ہوئی قید چھن گئی چادر
قدم قدم پہ مصیبت اٹھائی ہوں ٠٠

یہ وارداتِ سفر مختصر ہے سن لیجے
حسینؑ مرگئے میں ٹ کے آئی ہو ں٠٠

٠ ا کی راہ میں اکبرؑ سے لال کو دے کر
میں اپنی ساری بضا ۔ لٹائی ہوں ٠٠

میں کیا بتاؤں جو امّت نے قدر دانی کی
رسن کے نیل گواہی میں لائی ہوں ٠٠

ستم َ وں نے ردا بھی نہ رہنے دی میری
میں سر کے .لوں سے منہ کو چھپائی ہوں ..

میں قتل گاہ سے سوغات اور کیا لاتی
لہو بھرا ہوا کرتہ یہ لائی ہوں ..

سعید قبرِ نبیؐ کانپنے لگی اس دم
کہا جو بنتِ علیؑ نے میں آئی ہوں ..

□□□

قطعہ

را ت جان شہ قلعہ شکن تھی زینبؑ
مصلحت تھی کے جو پبند محن تھی زینبؑ
تھا اسے سبط پیمبرؐ کی وصیت کا خیال
ورنہ عباسؑ سے بھائی کی بہن تھی زینبؑ

قطعہ

اے دو ت جو دینا ہو مجھے بس یہ دعا دے
عرفان علیؑ کی مجھے توفیق ۰ ا دے
مداحی حیدرؑ کا ہے اک یہ بھی طر
جبریلؑ کی آواز میں آواز دے

قطعہ

میں . کسی غیر ۔ کسی اجنبی کو آواز دے رہا ہوں
نبیؐ نے آواز دی تھی جس کو اسی کو آواز دے رہا ہوں
تمھاری مرضی خوشی تمھاری جسے بھی چاہو اسے پکارو
علیؑ سے نسبت ہے مجھ کو میں تو علیؑ کو آواز دے رہا ہوں

قطعہ

غیض میں آ   جو حیدرؑ تو مزہ آجائے
تیغ چمکا   جو حیدرؑ تو مزہ آجائے
سامنے آ۔ ہے کس شان سے مر . دیکھو
.م بتلا   جو حیدرؑ تو مزہ آجائے

قطعہ

را ۔ جان شہؑ عقدہ کشا کہتے ہیں
حکم خالق سے معین الضعفاء کہتے ہیں
در پہ رہتا ہے سدا جس کے فقیروں کا ہجوم
اہل دل اس کو غری. الغرباؑ کہتے ہیں

قطعہ

عرض کرنے درِ دو ۔ پہ سلام آئے ہیں
تہنیت دینے بصد شوق تمام آئے ہیں
سر جھکائے ہوئے دل .ّر لیے ہاتھوں پ
فاطمہؑ آپ کی فضہ کے غلام آئے ہیں

ر.عی

اک زور تھا دری کا اسے توڑا ہے
یوں حکمِ امامت کا اُ چھوڑا ہے
عباسؑ کو سخائی کا منصب دے کر
شبیرؑ نے طوفان کا رُخ موڑا ہے

□□□

آ ی مناجات

اپنی صحت کے لئے کیوں میں دوا مانگوں گا
کربلائی ہوں فقط خاکِ شفا مانگوں گا

بخشنے کے لیے سجدوں کو بلندی اپنے
ی علیؑ آپ کا نقش کفِ پ مانگوں گا

. کو جو دیتا ہے وہ مجھ کو بھی دیتا ہے میاں
آپ کیا دیں گے مجھے آپ سے کیا مانگوں گا

درِ زہراؑ کا پتہ مل َی کافی ہے مجھے
اب میں کس واسطے .٘ـ کا پتہ مانگوں گا

مدح گوئی کا سلیقہ مجھے مل جائے گا
واسطہ دے کے جو میثم کا دعا مانگوں گا

چمنِ کو گلزار ارم کرنے کو
نقشِ پئے حسنؑ سبز قبا مانگوں گا

مرے مولا نے مجھے اتنا نوازا بخدا
کبھی سوچا بھی نہیں میں نے کہ کیا مانگوں گا

موت دینا ہے تو دے مجھ کو نجف میں ی رب
اس سے ہٹ کے نہ کوئی اور دعا مانگوں گا

مجھ کو ت ریکیِ ت بت کا نہیں خوف سعید
بنی ہاشم کے قمر سے میں ضیا مانگوں گا

❐❐❐

ختم شُد

کتابیات

. ق وآشیاں	سعیدشہیدی	نیشنل فائن پ نٹنگ پ یس،حیدرآ. د	۱۹۷۲ء
شفق	سعیدشہیدی	حسامی . ڈپو۔حیدرآ. د	۱۹۷۹ء
آفتابِ غزل	سعیدشہیدی	سنڈ پ یس۔حیدرآ. د	۱۹۸۲ء
کفِ گل فروش	سعیدشہیدی	اعجاز پ نٹنگ پ یس۔حیدرآ. د	۱۹۹۳ء
سرِشام	سعیدشہیدی	رضوی پ نٹرس۔حیدرآ. د	۱۹۹۹ء
خاکِ شفا	سعیدشہیدی	حیدرآ. د	۱۹۸۲ء
کوث وتسنیم	سعیدشہیدی	مولاعلیؑ پ نٹنگ پ یس۔حیدرآ. د	۱۹۹۳ء
اے رات ذرا آہستہ َ ر	سعیدشہیدی	رضوی پ نٹرس۔حیدرآ. د	۲۰۰۳ء
کوث پہ ہم ملیں گے	سعیدشہیدی	مولاعلیؑ پ نٹنگ پ یس۔حیدرآ. د	۲۰۰۷ء
. ق ونشیمن	سعیدشہیدی	.. مسعود۔لندن	۲۰۰۳ء
عرفان وفا	سعیدشہیدی	حیدرآ. د	۱۹۹۵ء
ر. عیات رشید لکھنوی	سیّدتقی عا. ی	شاہد ۔دہلی	۲۰۱۴ء
اقبال کے عرفانی زاویے	سیّدتقی عا. ی	القمرانٹرپ ائز۔لاہور	۲۰۰۱ء
سلام وکلام ا	سیّدتقی عا. ی	شاہد ۔دہلی	۲۰۱۷ء
ر. عیات ا	سیّدتقی عا. ی	شاہد ۔دہلی	۲۰۱۳ء
ر. عیات دبیر	سیّدتقی عا. ی	شاہد ۔دہلی	۲۰۰۸ء
کائنات نجم	سیّدتقی عا. ی	شاہد ۔دہلی	۲۰۰۶ء

❑❑❑

Kuliyat

Saeed Shaheedi

(Tehqeeq-o-Tadween Aur Tashreh)

Dr. Syed Taqi Abedi

SHAHID PUBLICATIONS

E-1/16, Opp. Happy School, Ansari Road, Darya Ganj, New Delhi-110002

E-mail : shahidpublications@gmail.com, drshahidhusain_786@yahoo.co.in

Phone : +91-11-23272724, Mobile : 09868572724